مقالاتِ

شانِ اہلِ بیت علیہم السلام



آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

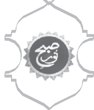
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

مقالاتِ

شانِ اہل بیت علیہم السلام

ترتیب و تخریج

مفتی محمد عزیز جہان مظہری



آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

جملہ حقوق محفوظ

کتاب: مقالاتِ شانِ اہلِ بیت علیہم السلام

ترتیب وتخریج: مفتی محمد عزیز جہان مظہری

زیرِ نگرانی: صاحبزادہ رضاء المصطفیٰ نوری

ناشر: 92 نیوز

مطبع: البغداد پرنٹرز مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد
041-8788807



آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پیش لفظ

بلا شبہ اہل بیت رسول ﷺ نے اسلام کو اصل حیثیت میں برقرار رکھنے اور شریعت محمدی ﷺ کے تحفظ کی خاطر جان و مال اور عزیز و اقارب کی قربانیاں دے کر ایک ایسی مثال قائم کی کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔ حق کی سربلندی کے لئے باطل قوتوں کے خلاف ڈٹ جانا اہل بیت اطہار علیہم السلام اور بالخصوص شہدائے کربلا کا درسِ انقلاب ہے۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت و عقیدت کا تقاضا ہے کہ ان کے نقشِ قدم پر چلا جائے اور دین و ملت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے ہر صورت میں اسوہ حسینی کی پیروی کی جائے۔ اہلبیت اطہار علیہم السلام مرکز تطہیر و طہارت بھی ہیں اور محافظ ناموس رسالت و نبوت بھی، اہلبیت اطہار علیہم السلام کی زندگی میں رحمت و برکت بھی ہے اور انہیں مالک کائنات نے مستحق صلوات بھی قرار دیا ہے۔ الحمدللہ مدینہ فاؤنڈیشن کی جانب سے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے تاریخی کردار، روشن زندگیوں کے کارہائے نمایاں اور ان کے فضائل و مناقب پر مشتمل کتاب مستطاب، مقالات شان اہل بیت، ترتیب دی گئی ہے جس میں 92 نیوز چینل کے شہرہ آفاق پروگرام صبح نور میں پیش کیے گئے محرم الحرام 2015 اور 2016 کے جید علمائے کرام، ڈاکٹرز اور عظیم دانشور حضرات کے مقالات کو ترتیب دیا گیا ہے۔ امہات کتب سے استفادہ کرتے ہوئے جدید طرز تحقیق کے عین مطابق ان مقالات کو ممکنہ تخریج اور حوالہ جات سے بھی مزین کیا گیا ہے۔ اللہ جل مجدہ والکریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے اس نذرانہ عقیدت کو اپنی بارگاہ میں اور ان نفوس قدسیہ کی بارگاہ میں شرف عزت نصیب فرمائے۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

تاثرات

92 نیوز چینل کے شہرۂ آفاق اور مقبول عام پروگرام صبح نور سے ناظرین نے بلا مبالغہ بہت استفادہ کیا اِس کے علمی مواد اور روحانی برکات سے ایک جہاں مستفید اور مستنیر ہے عوام وخواص کا عرصۂ دراز سے پیہم اصرار تھا کہ اس پروگرام کی گفتگو کو تحریری شکل میں پیش کیا جائے تا کہ اِس سے استفادہ میں اضافہ ہو یہ مکالمے اور قیمتی موتی محفوظ ہو جائیں ،شب وروز کی کوشش اور مسلسل محنت کی بدولت یہ کتاب بنام مقالاتِ شانِ اہلبیت آپ کی خدمت میں پیش ہے ۔یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔جوکہ دلچسپ بھی ہے،علم وحکمت سے لبریز بھی ہےاور سالکین کے لئے چراغِ منزل بھی ہے ، اِس کتاب میں اہلبیت اطہار علیہم السلام کی عظمت وشان اور اُن کی سیرت کے زریں اذکار اور اصحاب تصوف اور اہل اللہ کی زندگیوں کے حالات کا حسین تذکرہ بھی ہے اِس کتاب کا مطالعہ قارئین کرام !کے لئے تسکین واطمینان کا باعث اور خوشگوار زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

اللہ تعالی 92 نیوز چینل کے مالکان اور اس کتاب کی ترتیب میں کام کرنے والوں کو کبھی نہ ختم ہونے والا اجرعطا فرمائے۔ امین بجاہ النبیین الامین۔

مفتی محمد فاروق القادری صاحب

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

مَاں

ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ الحدیث

جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ

چاند کی ٹھنڈک | شبنم کے آنسو | بلبل کے نغمے | چکوری کی تڑپ

گلاب کے رنگ | پھول کی مہک | کوئل کی کوک

سمندر کی گہرائی | دریاؤں کی روانی | موجوں کا جوش | کہکشاں کی رنگینی

زمین کی چمک | صبح کا نور | آفتاب کی تمازت

کو جمع کیا جائے تا کہ ماں کی تخلیق کی جائے جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں نے پوچھا اے مالک دو جہاں تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

محبت

اللہ تعالیٰ نے ماں کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے طفیل نصیب فرمائیں۔

آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیانہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

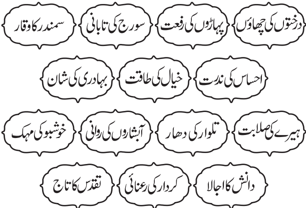
آیانہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیانہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

باپ

باپ کی رضا میں رب کی رضا پوشیدہ ہے۔ الحدیث

پروردگار عالم نے جب باپ کو خلعت وجود بخشی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ



سب یکجا کر واور باپ کے پیکر میں سجا دو۔ فرشتوں نے عرض کی مالک دوجہاں تو نے اس میں اپنی بارگاہ عالی سے کیا شامل کیا تو رب ذوالجلال نے فرمایا

اپنے کرم کی پرچھائیاں

اللہ تعالیٰ نے باپ کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی کے طفیل نصیب فرمائیں۔

آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

استاد

جس نے تمہیں علم سکھایا وہ تمہارا باپ ہے۔ (الحدیث)

قوم کا حقیقی راہنما

علم کا بہتا دریا

عمدہ اخلاق کا بانی

امن وامان کا سایہ فگن

حقیقی زندگی کی تازگی

کامیاب منزل کا نور

منبع علم

علم کا روشن چراغ

قوم کا محافظ

روحانی باپ

کسان اور باغبان

امنگوں کا ترجمان

جس سے اس علم کے بارے میں پوچھا جائے جو اسے حاصل ہے، پھر وہ اسے چھپائے (اور نہ بتائے) قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ترمذی)

چنانچہ روحانی ماں باپ کی تکریم و تعظیم کیجیے۔ اُستاد سے آمرانہ اسلوبِ گفتار سے پرہیز کریں، اس کے سامنے اَدب اور شائستگی سے بیٹھیں، اس کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کریں۔

ہر رنج و غم، مصیبتوں سے بچاؤ اور حصول اولاد کے لئے مجرب عمل

درود اہل بیت

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ وَسَيِّدَتِنَا زَيْنَبَ وَسَيِّدِنَا حَسَنٍ وَّسَيِّدِنَا حُسَيْنٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: الٰہی درود بھیج ہمارے سردار اور مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب، سیدنا حسن، اور سیدنا حسین علیہم السلام اور آپ کے آل و اصحاب پر درود و سلام بھیج۔

درود شفاء

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَآئِهَا وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِيَآئِهَا وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ دَآئِمًا اَبَدًا ط

ترجمہ: الٰہی درود بھیج اور سلام اور برکتیں نازل کر ہمارے سردار اور مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو دلوں کے طبیب اور ان کی دوا ہیں اور جسموں کی عافیت اور ان کی شفاء ہیں اور آنکھوں کا نور اور ان کی چمک ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل اور اصحاب پر ہمیشہ درود و سلام بھیج۔

حقیقت

سونے والے رب کو سجدہ کر کے سو
کیا خبر اٹھے نہ اٹھے صبح کو
کیا خبر آئے گی صبح یا نہیں
پہلے ہی ہو جائے تو زیر زمیں
غافل انسان اپنے رب کی یاد کر
دل کی اجڑی بستی کو آباد کر

کلام: حافظ مختار احمد

بارگاہِ نبوی ﷺ میں فریاد

مدد کا وقت ہے اے سیدِ خیرالوریٰ اُٹھیئے
ہوا اعداء کا نرغہ اے حبیب کبریا اُٹھیئے

ستاتے ہیں بہت اعدائے دیں تیرے غلاموں کو
پریشاں حال امت ہے شہِ ہر دوسرا اُٹھیئے

لگایا آپ نے جس پودے کو دستِ مبارک سے
اُسی کو کاٹتے ہیں اشقیاء بہرِ خدا اُٹھیئے

وہی گلشن صحابہ نے جسے خونوں سے سینچا تھا
اجاڑا جا رہا ہے اب تو اے ابرِ سخا اُٹھیئے

تمہارے نام لیوا مشرکوں سے تنگ آئے ہیں
ستم کی تیغ سے کٹتا ہے بندوں کا گلا اُٹھیئے

رسول ہاشمی اُٹھیئے خبر لیجئے غلاموں کی
مسلمانِ عالم ہیں بلا میں مبتلا اُٹھیئے

کہیں بھی اب مسلمانوں کو آسائش نہیں حاصل
غرض اسلام کی دنیا میں ہے محشر بپا اُٹھیئے

بتانِ ہند لوٹ لیتے ہیں ایمان کی دولت
حضور اب دن دہاڑے لُٹ رہا ہے قافلہ اُٹھئے

حسینیوں پہ جمعیتِ یزیدی حملہ آور ہے
مدد فرمایئے اے دافعِ کرب و بلا اُٹھئے

وہ دین پاک جس پر کربلا میں تم ہوئے قرباں
مٹایا جا رہا ہے اے شہیدِ کربلا اُٹھئے

مسلماں ہو گئے بے دست و پا مظلوم اور بے کس
مدد فرمایئے اے خالد سیفِ خدا اُٹھئے

وہی اسلام جس کو آپ نے تھا زندہ فرمایا
تمہارے سونے سے پھر سو گیا غوث الوریٰ اُٹھئے

تمہیں ہو بادشاہِ ہند رحمت ہو غریبوں پر
میرے اجمیری خواجہ اے معین و رہنما اُٹھئے

عبید خستہ کی فریاد سن لو قادری دولہا
خدا کے واسطے یا مرشدی احمد رضا اُٹھئے

فقیر قادری کی روداد سن لو مفتیٔ اعظم
مصطفیٰ کے واسطے یا سیدی ابن رضا اُٹھئے

کلام: مفتی حشمت علی خان عبیدؔ رضوی علیہ الرحمہ

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشنِ زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

فہرست

آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشنِ زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشنِ زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: خلیفہ دوئم، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب

پروفیسر محمد اعظم نوری صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین آج اُس ہستیٔ پاک کا یومِ شہادت ہے جنھوں نے کم وبیش 24 لاکھ مربع میل پر حکومت کی۔ یہ وہ ہستی ہیں جن کے لیے جنت کے اندر محل کو رسول اللہ ﷺ نے مشاہدہ فرما کر خبر دی کہ جنت کا محل تمہارا منتظر ہے۔

یہ وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اِن کے فضائل کو شمار کرنے کے لئے سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر درکار ہے۔

یہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور جنہیں دُعائے مصطفیٰ ﷺ نے فتح کیا تھا اور پھر جب دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہوئے تو اُس کے بعد کفر وشرک کے خلاف جتنے بھی معرکے بپا ہوئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُن میں نمایاں دکھائی دیتے رہے۔

یہ وہ ہستی ہیں جن کا ذکر آسمانوں پر ملائکہ فاروق کے نام سے کرتے ہیں۔

یہ وہ ہستی ہیں جو اسلام لائے تو اِن کے اصرار پر مسلمان کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے۔

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيْمَا مَضٰى قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّهُ اِنْ كَانَ فِيْ اُمَّتِيْ هٰذِهٖ مِنْهُمْ فَاِنَّهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔[1]

ترجمہ: بے شک تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے پس اگر میری اُمت

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب احادیث الانبیآء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث 3469 (دار طوق النجاۃ)

میں کوئی محدث ہوا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانَ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ۔[1]

ترجمہ: بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے تو اُحد پہاڑ لرزنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا اے اُحد تجھ پر ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صدیق رضی اللہ عنہ اور دو شہید ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مجددی صاحب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل پر روشنی ڈالیں۔

علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب:

غازی صاحب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود فضائل کا ایک باب ہیں ان کے القابات اور فضائل کی فہرست میں ایک لفظ آتا ہے جسے کہتے ہیں مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

عشاء کی نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ إِلَیْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَیْهِ عُمَرُ۔[2]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب قول النبی لو کنت متخذا۔ رقم الحدیث 3675 (دار طوق النجاۃ)

[2] سنن ترمذی۔ ابواب مناقب۔ باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔ رقم الحدیث 3681 (مصر)

ترجمہ: اے اللہ ابوجہل یا عمر بن خطاب اِن دو میں سے جو تیری بارگاہ میں زیادہ پسند ہے اُس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اُن دو میں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کی قبولیت اُسی رات ہوئی اور صبح ہوتے ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دارارقم میں پہنچ کر حلقہ غلامی میں داخل ہو گئے۔

اور ایک جگہ الفاظ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ۔[1]

ترجمہ: اے اللہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔

اگلی صبح اِس کا عملی اظہار یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں اعلانیہ سجدہ ریز ہو رہے تھے اور اِس میں جو بڑی عمیق بات ہے وہ یہ ہے کہ شاید تاریخ اسلام میں دوسری کوئی ایسی شخصیت نہ ہو کہ جس کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دینِ اسلام کی مدد و نصرت اور عزت مانگی ہو۔

آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ ہے کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ سے صرف زمیں پہ خوشیاں نہیں ہوئیں بلکہ جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی۔

یَا مُحَمَّدُ لَقَدِ اسْتَبْشَرَ أَھْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ۔[2]

ترجمہ: اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آسمان والوں نے بھی خوشیاں منائی ہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ۔ کتاب المناقب۔ باب مناقب عمر۔ فصل ثالث۔ رقم الحدیث 6052 (بیروت)

[2] سنن ابن ماجہ۔ افتتاح الکتاب۔ باب فضل عمر رضی اللہ عنہ۔ رقم الحدیث 103۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو تقویٰ کے ساتھ ساتھ جو عجز و انکساری کی دولت عطا فرمائی وہ آپ کی بلند عظمت کی غمازی کرتی ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى** سے یہ مژدہ بھی ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ [1]

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

غازی صاحب جب زبان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے یہ الفاظ نکل گئے۔ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ان الفاظ پر ایمان رکھنا ضروری ہو گیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا تو وہ میں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ ایک نبی علیہ السلام میں جو خصوصیات ہوتی ہیں وہ آپ کے اندر موجود تھیں ایک نبوت نہیں تھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی کمالات اور فطرتِ سلیمہ کے ساتھ ساتھ تمام لوازمات عطا فرمائے تھے لیکن ختم نبوت کا تاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ انور پر سج چکا تھا۔ غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ فرما رہے تھے کہ میرے تیار کئے صحابہ کرام ظرفِ نبوت کے حامل تو ہیں لیکن نبی نہیں ہیں یعنی اگر یہی لوگ بنی اسرائیل میں ہوتے تو ان کی شان رضی اللہ عنہ نہ ہوتی بلکہ علیہ السلام ہوتی۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دائرہ کمالات نبوت سے جس قدر سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما فیض یاب ہوئے ہیں اس قدر کوئی اور نہیں ہوا۔

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب۔ باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب۔ رقم الحدیث 3686 (مصر)

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب میں نے ایک عیسائی مصنف کی کتاب پڑھی وہ لکھتا ہے کہ میں شروع شروع میں رسول اللہ ﷺ کے بہت زیادہ خلاف تھا اور جب بھی اپنے گرجا گھروں میں جاتا تو اِن کے خلاف بہت زیادہ زہریلی باتیں سنتا تھا۔ میں نے ایک دِن سوچا کہ میں ایک پروفیسر ہوں اپنی عقل کو استعمال کر کے ایک مرتبہ اِس نبی علیہ السلام کے حالاتِ زندگی تو پڑھوں۔ وہ کہتا ہے پھر میں نے سوچا کہ اُن کو پڑھنے سے پہلے اُن کی تیار کردہ جماعت کو پڑھتا ہوں کہ وہ کیسے لوگ تھے۔ کہتا ہے جب میں نے پڑھنا شروع کیا تو مجھے پوری دنیا میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسا کوئی نہیں ملا۔ تو جن کے غلاموں کی شان یہ ہے اُن کے آقا کی شان کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ کہتا ہے پھر میں نے جب حضور سید العالمین ﷺ کی شخصیت کو پڑھا تو بس فدا ہو گیا۔

جی پروفیسر صاحب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت کیسی تھی؟

پروفیسر محمد اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ شخصیت ہے جن کے بارے میں نجم سبزواری نے کہا تھا۔

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دُنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
جس وقت تھے خدمت میں اُن کی بوبکر و عمر عثمان و علی
اُس وقت رسول اکرم ﷺ کے دربار کا عالم کیا ہوگا

اور یہ محبت کا ہی صلہ ہے کہ اُس وقت بھی خدمت میں تھے اور اب بھی خدمت میں ہی ہیں۔ وہ نور کی برسات جو اُس وقت ہوا کرتی تھی وہ آج بھی اُسی طرح ہی ہورہی ہے۔

غازی صاحب۔ وہ کہتے ہیں نہ کہ

اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآء

یعنی انسان کی بزرگی یہ ہے کہ دشمن بھی اُس کی گواہی دیں۔

آپ ﷺ نے جب کلمہ پڑھا تو آپ کا نمبر چالیسواں تھا لیکن اُس وقت کفار و مشرکین نے کہا۔

اَلْيَوْمَ اِنْتَصَفَ الْقَوْمُ مِنَّا۔[1]

ترجمہ: آج ہم آدھے ہوگئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت کریمہ بھیج دی۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝[2]

ترجمہ: اے نبی (معظم ﷺ) آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور وہ مسلمان جنھوں نے آپ کی پیروی اختیار کی اور قرآن پاک کی یہ آیت حرف بحرف سچی ثابت ہوئی کہ پوری دنیا کی جتنی بھی طاقتیں تھیں وہ اُن کے قدموں میں آ گئیں۔

ایک مرتبہ جبرائیل امین علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل آسمان والے میرے عمر کی نیکیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی۔

---

[1] المستدرک للحاکم۔ کتاب معرفۃ الصحابہ من مناقب عمر، رقم الحدیث 4494 (بیروت)

[2] سورۃ الانفال۔ آیت 64

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشنِ زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

يَامُحَمَّدُ لَوْحَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي السَّمَآءِ مِثْلَ لُبْثِ نُوْحٍ فِيْ قَوْمِهِ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّاخَمْسِيْنَ عَامًا مَانَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ ۔[1]

ترجمہ: اے محمد مصطفیٰ ﷺ اگر میں عمر بن خطاب کے فضائل جو کہ آسمان میں ہیں اتنی دیر بیان کروں جتنی دیر ساڑھے نوسو سال حضرت سیدنا نوح علیہ السلام نے تبلیغ کی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل پھر بھی ختم نہیں ہوں گے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

یعنی زبان جبرائیل کی ہو اور فضائل سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہوں اور بیان کرتے کرتے ساڑھے نوسو سال لگ جائیں پھر بھی ختم نہیں ہو سکتے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مجددی صاحب میں اکثر طور پر کہتا رہتا ہوں کہ ہماری غیر مشروط محبت اور لامحدود وفاداری صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لیے ہونی چاہیے۔ اِس کا درس ہمیں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی سے اُس وقت ملا جب بدر کے میدان میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ اجازت مانگ رہے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت عطا فرماؤ میں اپنے ماموں عاص کو قتل کرنا چاہتا ہوں اور پھر اُس کی گردن اپنے ہاتھوں سے اُتاری۔

اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے پوتے کا نام محمد تھا ایک دن باہر گلی میں اُس کا نام لے کر کسی نے کوئی غلط بات کہہ دی تو فرمایا اِس کا نام تبدیل کر دیا جائے کیوں

---

[1] المعجم الاوسط۔ باب الالف۔ رقم الحدیث 1570 (القاھرہ)

کہ نام محمد ﷺ کی توہین ہوئی ہے اور صحابہ کرام کو بُلا کر کہا کہ جن کے بچوں کے نام محمد ہیں وہ اپنے بچوں کے ناموں کو تبدیل کر دیں کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نام محمد ﷺ کی توہین ہوتی رہے۔

مجددی صاحب کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ناموس رسالت کے بانی ہیں۔

علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب:

غازی صاحب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ناموس رسالت ﷺ کے عملاً بانی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جو کرتے پہلے ہیں اور کہتے بعد میں ہیں اور پھر وہ جو کرتے ہیں یا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کی تائید میں آیات کا نزول فرما دیتا ہے۔

اور اسی کو تو محدثین اور ائمہ تفاسیر نے موافقاتِ عمر کا نام دیا ہے۔ صحابہ کرام اِس بات کے عینی شاہد ہیں کہ ایک طرف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رائے دیا کرتے تھے اور اُدھر اِن کی رائے کے مطابق قرآن کی آیات کا نزول ہو جاتا تھا۔ اور میرے علم کے مطابق غالباً صحابہ کرام علیہم الرضوان میں یہ واحد ہستی ہیں کہ جنہوں نے قولاً بھی اور فعلاً بھی سبقت کر کے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنی رائے پیش کر دی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیشہ کے لئے اُس کی تصدیق فرما دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْحَقَّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔[1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری فرما دیا ہے۔

[1] بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار۔ جلد 1 صفحہ 101 (بیروت)

اور ایک جگہ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ۔[1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دِل میں ودیعت فرما دیا ہے۔

آج اِسی لیے تو ان کا قول وفعل سنت کی حیثیت رکھتا ہے۔

اِسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔[2]

ترجمہ: میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

غازی صاحب میں حیران ہوں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نمازِ تراویح بیس رکعت ہے اور کوئی بڑے سے بڑا امام یہ اُٹھ کر نہیں کہہ سکتا کہ نہیں جی میرے پاس تو حدیث ہے۔

بلکہ یہ تو وہ شخصیات ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا تھا۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔[3]

ترجمہ: میرے بعد سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر صاحب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام اور اہلبیت سے محبت کیسی تھی؟

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب، رقم الحدیث 3682 (مصر)

[2] شرح مشکل الآثار۔ جلد 3، صفحہ 223 (بیروت)

[3] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب، رقم الحدیث 3662 (مصر)

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس محبت کا ایک مجسم پیکر تھے اور اتحادِ اُمت کے سب بڑے عملاً داعی تھے۔ میں ایک معروف واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دِل میں اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کتنی بڑی جگہ اور پیار موجود تھا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دِن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا اور میری چھوٹی سی عمر تھی تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے کہا۔

انزل عن منبر أبي، واذهب إلى منبر أبيك. فقال عمر: لم يكن لأبي منبر۔

ترجمہ: میرے نانا کے منبر سے نیچے اُترو اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں ہے۔

وَأَخَذَنِيْ فَأَجْلَسَنِيْ مَعَهٗ فَجَعَلْتُ أُقَلِّبُ حَصًى بِيَدِيْ فَلَمَّا نَزَلَ انْطَلَقَ بِيْ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَقَالَ لِيْ مَنْ عَلَّمَكَ؟ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا عَلَّمَنِيْ اَحَدٌ قَالَ بِأَبِيْ لَوْ تَغْشَانَا قَالَ فَأَتَيْتُهٗ يَوْمًا وَهُوَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ وَابْنُ عُمَرَ بِالْبَابِ فَرَجَعَ ابْنُ عُمَرَ فَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَلَقِيَنِيْ بَعْدُ فَقَالَ لِيْ لَمْ أَرَاكَ قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ جِئْتُ وَأَنْتَ خَالٍ بِمُعَاوِيَةَ فَرَجَعْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنِ ابْنِ عُمَرَ ۔ فَإِنَّمَا اَنْبَتَ مَا تَرٰى فِيْ رُؤُوْسِنَا اللّٰهُ ثُمَّ اَنْتُمْ ۔[1]

---

[1] الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ باب الحابعد ھالسین۔ جلد 2 صفحہ 69 (بیروت)

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔ جلد 6۔ صفحہ 404 (بیروت)

ترجمہ: پھرانہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا اور میں اپنے سامنے رکھی کنکریاں کھیلنے لگا۔منبر سے اُتر کر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمانے لگے یہ بات کس نے سکھائی ہے؟ میں نے کہااللہ تعالیٰ کی قسم مجھے کسی نے نہیں سکھائی فرمایا میری جان میرا باپ آپ پر قربان جائے تم جب چاہو ہمارے پاس آجایا کروفرماتے ہیں چنانچہ میں ایک دِن اُن کے پاس گیا تو وہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں کوئی بات کرر ہے تھے اور ابن عمر بھی دروازے پر کھڑے تھے۔عبداللہ بن عمر واپس لوٹے تو میں بھی لوٹ آیا۔ بعد میں مجھ سے جب ملاقات ہوئی تو کہنے لگے (تم آئے تھے؟) میں نے تمہیں دیکھانہیں میں نے کہااے امیر المومنین میں آیا تھالیکن آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محوِ گفتگو تھے تو میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ واپس آ گیا۔ فرمایاتم ابن عمر سے بڑھ کراجازت کے مستحق ہو۔جو کچھ ہمارے سروں پر دیکھ رہے ہو اِسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیااور پھرتم لوگوں نے اِسے قائم رکھا ہے۔

مدائن کی فتح پر جو مالِ غنیمت حاصل ہوا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر کو حسنین کریمین علیہما السلام سے نصف حصہ اس لئے عطافرمایا کیونکہ آپ حسنین کریمین علیہماالسلام کواپنے بیٹے سےافضل سمجھتے تھے۔جیسا کہ ریاض النضرہ میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللهُ الْمَدَائِنَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَيَّامِ عُمَرَ أَمَرَهُمْ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَمَرَ بِالْأَمْوَالِ فَأُفْرِغَتْ عَلَيْهَا، ثُمَّ اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوَّلُ مَنْ بَدَرَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ

بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. فَقَالَ بِالرَّحْبِ وَالْكَرَامَةِ, وَأَمَرَ لَهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ انْصَرَفَ. فَبَدَرَ إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. فَقَالَ بِالرَّحْبِ وَالْكَرَامَةِ, وَأَمَرَ لَهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ. فَبَدَرَ إِلَيْهِ ابْنُهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. فَقَالَ بِالرَّحْبِ وَالْكَرَامَةِ, وَأَمَرَ لَهُ بِخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ. فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَا أَضْرِبُ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ طِفْلَانِ يَدْرُجَانِ فِيْ سِكَكَ الْمَدِيْنَةِ. تُعْطِيْهِمْ أَلْفًا وَتُعْطِيْنِيْ خَمْسَمِائَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ, اِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِأَبٍ كَأَبِيْهِمَا وَأُمٍّ كَأُمِّهِمَا وَجَدٍّ كَجَدِّهِمَا وَجَدَّةٍ كَجَدَّتِهِمَا وَعَمٍّ كَعَمِّهِمَا وَخَالٍ كَخَالِهِمَا فَإِنَّكَ لَا تَأْتِيْنِيْ بِهِ, أَمَّا أَبُوْهُمَا فَعَلِيُّ الْمُرْتَضٰى وَأَمَّا أُمُّهُمَا فَفَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَجَدُّهُمَا مُحَمَّدُ نِالْمُصْطَفٰى وَجَدَّتُهُمَا خَدِيْجَةُ الْكُبْرٰى, وَعَمُّهُمَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَخَالُهُمَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَخَالَتَاهُمَا رُقَيَّةُ وَأُمُّ كُلْثُوْمَ ابْنَتَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - [1]

---

[1] الرياض النضرة فی مناقب العشرة۔الباب الثانی: فی مناقب أمیر المؤمنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی الله عنه۔جلد 2 صفحه 340۔الفصل التاسع: (دار الکتب العلمیة)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب مدائن پہ فتح عطا فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ مسجد میں چٹائیاں بچھادی جائیں اور مالِ غنیمت کو اُن کے اُوپر اُنڈیل دیا جائے۔ پس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع ہوئے۔ پس سب سے پہلے سیدنا امام حسن بن علی علیہما السلام تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین (اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مال غنیمت میں سے) جو حصہ بنتا ہے وہ عطا فرما دو۔ آپ نے فرمایا مرحبا جی آیاں نوں اور حکم دیا کہ ان کو ہزار درھم دے دو۔ پس جب وہ لوٹ گئے تو سیدنا امام حسین بن علی علیہما السلام تشریف لائے اور کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مال غنیمت میں سے جو حصہ بنتا ہے وہ عطا فرما دو آپ نے فرمایا مرحبا جی آیاں نوں اور حکم دیا کہ ان کو بھی ہزار درھم دے دو پھر آپ کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے اور عرض کی اے امیر المومنین میرا حق مجھے عطا فرما دو آپ نے فرمایا مرحبا جی آیاں نوں اور حکم دیا کہ ان کو پانچ سو درھم دے دو۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی اے امیر المومنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تلوار سے جہاد کرتا تھا اور حسن اور حسین علیہما السلام چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور مدینہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار ہزار دیے اور مجھے پانچ سو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں، جا تو ان کے باپ جیسا باپ لے آ، اور ان کی ماں جیسی ماں لے آ، اور ان کے نانے جیسا نانا لے آ، اور ان کی نانی جیسی نانی لے آ، ان کے چچا جیسا چچا لے آ، ان کے ماموں جیسا ماموں لے آ، اور ان کی خالاؤں جیسی خالائیں لے آ، پس تو ان جیسی ہستیاں نہیں لا سکتا۔ ان کا باپ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے، ان کی ماں فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہے، ان کا نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، ان کی نانی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے، ان کا

چچا سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے، ان کے ماموں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں، اور ان کی خالائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔

غازی صاحب ویسے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہت سارے القابات ہیں۔مثلاً فاروق، مرادِ رسول، سراج اھل الجنۃ، لیکن ایک دن حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آپ سے سلام لیا تو آپ نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو دبایا تو سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اَرْسِلْ یَدِیْ یَاقُفْلَ الْفِتْنَةِ۔[1]

ترجمہ: اے فتنوں کے تالے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر یہ آپ نے آج مجھے نیا لقب دے دیا ہے؟ تو سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہم ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اے میرے صحابہ جتنے تک تمہارے درمیان عمر رہیں گے تمہارے اندر فتنے نہیں آسکتے۔

اور فتنے داخل کرنے والا شیطان ہے اور شیطان کی حیثیت آپ کے سامنے یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الشَّیْطٰانَ لَهٗ یِلْقِ عُمَرَ مُنْذُ اَسْلَمَ اِلَّا خَرَّ لِوَجْھِہٖ۔[2]

ترجمہ: جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے جب شیطان انہیں دیکھتا

---

[1] المعجم الاوسط۔باب الالف۔جلد 2 صفحہ 267 (القاھرہ)

[2] المعجم الکبیر للطبرانی۔باالسین۔رقم الحدیث 774 (القاھرہ)

ہے تو اُس کا سَر جُھک جاتا ہے۔

ایک اور بڑا حسین واقعہ ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا۔

ایک مرتبہ قریش کی کچھ عورتیں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اونچی آواز سے گفتگو کر رہی تھیں کہ اچانک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی تو عورتوں نے جلدی جلدی اپنی چادریں ڈھانپ لیں۔رسول اللہ ﷺ اِس منظر کو دیکھ کر مسکرانے لگے تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ۔[ل]

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسکراتا رکھے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ سُن کر فرمایا عمر عجیب بات ہے یہ میرے پاس بیٹھی تھیں۔جب انہوں نے آپ کی آواز سُنی تو فوراً حجابات اوڑھ لیے۔حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ اِس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں۔پھر عورتوں کو مخاطب کر کے کہا اے نفس دشمنوں کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی ؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں ایسا ہی ہے آپ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سخت ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اُن کی یہ بات سُن کر فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

ل صحیح بخاری۔کتاب بدء الخلق۔باب صفۃ ابلیس وجنودہ۔رقم الحدیث 3294 (دار طوق النجاۃ)

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ مَا لَقِیَكَ الشَّیْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّكَ۔[1]

ترجمہ: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب آپ کو شیطان راستے میں چلتے ہوئے ملتا ہے تو راستہ بدل لیتا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مجددی صاحب فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کر دیں۔

علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب:

غازی صاحب جہاں جبرائیل امین علیہ السلام کو عُمرِ نوح چاہیے ہم وہاں کیا فضائل عمر بیان کریں گے ہم تو بس تعمیلِ ارشاد کر رہے ہیں۔

امّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَبِذِکْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔[2]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر درود پڑھ کر اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے اپنی محفلوں کو سجایا کرو۔

غازی صاحب سورۃ الفتح کا آخری رکوع اگر آپ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْإِنْجِیْلِ۔[3]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق۔ باب صفۃ ابلیس وجنودہ۔ رقم الحدیث 3294 (دار طوق النجاۃ)

[2] شرف المصطفیٰ۔ جلد 5 صفحہ 445 (بیروت)

[3] سورۃ الفتح۔ آیت 29

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ترجمہ: اُن کے اوصاف توراۃ میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ہیں۔

امام طبرانی نے معجم میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو رہے تھے تو آپ کا تہبند مبارک پنڈلی سے اُٹھا تو گھٹنے کے قریب ایک سفید داغ نظر آیا سامنے ایک پادری اپنے شاگردوں کے ساتھ کھڑا دیکھ رہا تھا اُس نے جب ٹانگ مبارک پر سفید نشان دیکھا تو شاگردوں کو اشارہ کرکے کہا وہ دیکھو اِس شخص کے اِس نشان کا ذکر توراۃ میں بھی ہے۔

اور اسقفِ اعظم نے یہی تو کہا تھا کہ اگر یروشلم کو فتح کرنا چاہتے ہو تو امیر المومنین کو بلاؤ اور جب آپ آئے تو اُس نے کہا تھا کہ ہم نے لڑائی نہیں کرنی بس ایک نشانی دیکھنی تھی کیونکہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ بیت المقدس کا فاتح جب یروشلم میں داخل ہوگا تو اُس کا غلام سواری پر ہوگا اور وہ خود مہار تھامے ہوگا۔

دیکھو کس شان سے اُمت کا امام آتا ہے
خود تو ہے پیدل سواری پہ غلام آتا ہے

غازی صاحب یہ سلیکٹڈ اور چُنے ہوئے لوگ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں یہ کلمہ تو بعد میں پڑھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عالم ارواح میں چُن لیا تھا تبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ اخۡتَارَنِیۡ وَخۡتَارَلِیۡ اَصۡحَابًا۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لیے اور میرے اصحاب کو میرے لیے چُنا ہے۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ یہ لوگ نگاہِ خدا کا انتخاب تھے۔

[1] الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم۔ رقم الحدیث 1772 (الریاض)

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب جیسے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو چُنا گیا ایسے ہی آپ کی شہادت کو بھی چنا گیا۔ آپ کی آرزوئے شہادت سے پہلے ہی آپ کی شہادت کی خوشخبری دے دی گئی تھی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب اُحد پہاڑ جنبش میں آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔[1]

ترجمہ: اے اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پہلے ہی خوشخبری دے دی تھی۔ آپ نے تھوڑی سی التجا ساتھ ملا لی عرض کی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[2]

ترجمہ: یا اللہ مجھے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہرِ مقدس میں شہادت کی موت نصیب فرمانا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب فجر کی نماز ادا کرنے آئے تو مجوسی ابولولو فیروز نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے آپ کا پیٹ مبارک چاک کر دیا خون بہہ رہا تھا لیکن آپ کی زبان مبارک سے جو پہلا جملہ اُس وقت زخمی حالت میں نکلا وہ یہ تھا۔

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کنت متخذ اًخلیلا۔ رقم الحدیث 3675

[2] صحیح بخاری کتب الحج۔ باب کراھیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تعری المدینۃ۔ رقم الحدیث 1890

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔[1]

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے۔

آپ ؓ کو جب پتہ چلا کہ آپ پر ایک مجوسی نے حملہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ مجھ پر کسی مسلمان نے حملہ نہیں کیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں جب آپ ؓ کا وقت شہادت قریب تھا تو میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اے فاروقِ اعظم ؓ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں حالانکہ رسول کریم ﷺ آپ سے راضی گئے ہیں آپ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں رہے اور وہ بھی آپ سے راضی ہی گئے اب آپ ہمارے ساتھ ہیں تو ہم بھی آپ سے راضی ہیں۔

آپ ؓ نے آگے سے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے راضی گئے ہیں یہ میرے اللہ پاک کا مجھ پر احسان ہے سیدنا صدیق اکبر مجھ سے راضی گئے یہ بھی مالک کا مجھ پر احسان ہے لیکن تمہارا معاملہ یہ ہے کہ میں تم پر حاکم بنایا گیا ڈرتا اس لئے ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں مجھ سے سوال کر دے تو کیا جواب دوں گا۔ اِسی حدیث پاک کا اگلا حصہ جب ہم پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خشیت الٰہی کا عالم یہ ہے کہ آپ سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلاَعَ الأَرْضِ ذَهَبًا لاَفْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ۔[2]

....

[1] سورۃ احزاب۔ آیت 38

[2] صحیح بخاری۔ کتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحدیث 3692 (دار طوق النجاۃ)

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر میرے پاس پوری روئے زمین کے برابر سونا بھی موجود ہوتو (مجھے اللہ کے عذاب کا اتنا خوف ہے کہ) ایک لمحے سے پہلے اُسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے خرچ کر دوں۔

جب آپ رضی اللہ عنہ کا سرِ انور آپ کے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی گود میں رکھ کر بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا میرا سر نیچے زمین پر رکھ دوانہوں نے عرض کی کہ میں بھی تو زمین پر بیٹھا ہوں میری گوداور زمین میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے اصرار کیا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو جب آپ کا سَرانور زمین پر رکھ دیا گیا تو آپ نے اپنے رخسار مبارک زمیں پر رگڑتے ہوئے فرمایا۔

وَیْلٌ لِیْ اِنَّ لَہٗ یَغْفِرْلِیْ رَبِّیْ۔ ؎

ترجمہ: اگر آج رب نے مجھے معاف نہ کیا تو عمر کے لئے ہلاکت ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

علامہ شہزاد مجددی صاحب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی ایک جملہ مختصراً کہہ دیں۔

علامہ شہزاد احمد مجددی صاحب:

غازی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام گنبد خضریٰ کے قریب کھڑے تھے تو کسی نے پوچھا ابوبکر وعمر کا مقام کیا ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نگاہیں اُٹھا کے دیکھ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پہلو میں لٹایا ہوا ہے۔

؎ الزھد لابی داؤد۔من زہد عمر رضی اللہ عنہ واخبارہ۔رقم الحدیث 44 (بیروت)

اور انسان کی تدفین وہیں ہوتی ہے جہاں سے اُس کا خمیر اُٹھایا جاتا ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اِن دونوں حضرات کا پہلوئے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس مٹی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پاک کو تشکیل دیا اُسی سے اِن دونوں کے خمیر کو بھی تیار فرمایا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں محدثین ومؤرخین میں اختلاف ہے۔لیکن یکم محرم الحرام کی تدفین کے بارے میں تمام راویان متفق ہیں ذیل میں مختلف محدثین ومؤرخین کی بیان کردہ تواریخ درج ہیں۔

1: امام ابو بکر بن اسمعیل بن محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت سیدنا عُمر فاروق رضی اللہ عنہ 26 ذوالحجہ 23 ہجری (فجر کی نماز میں) فیروز ابولولو مجوسی کے وار سے زخمی ہوئے پھر جام شہادت نوش فرمایا اورمحرم کی پہلی تاریخ 24 ہجری کو ہفتہ کے دن آپ کی تدفین کی گئی۔

2: امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ چھبیس ذوالحج کو زخمی ہوئے اور اس کے بعد تین دن تک زخمی حالت میں رہے پھر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

3: 26 ذوالحجہ بدھ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم کو پہلوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی تدفین کی گئی۔ [1]

---

[1] اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔جلد 2 صفحہ 608 (مکتبہ خلیل لاہور) وتاریخ الخلفاء،البدایہ والنہایہ

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آل نبی کا کام تھا آل نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

منقبت بحضور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بیاں ہو مرتبہ کیسے بھلا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا
ستارہ اوج پر ہر دم رہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

شر شیطان سے محفوظ رب نے کر دیا مجھ کو
جو میں نے نام سینے پر لکھا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا

نبی کے سب صحابہ ہی ہدایت کے ستارے ہیں
ہے لیکن مرتبہ سب سے جدا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا

وہ میدان قیامت میں بھی ان کے قرب میں ہو گا
گدا بن کے جو دنیا میں رہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

روانی نیل کی موجوں میں اس دم آ گئی فوراً
اسے تھا حکم نامہ جب ملا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

علی کے نام لیوا ہو تو مانو بات اجملؔ کی
علی مولا ہیں اس کے جو ہوا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

پروگرام صبح نور

موضوع: شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: مفتی محمد فاروق القادری صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

پیر سید انوار حسین جلوآنی

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اور تابعین اور اُن کے بعد مجاہدین اسلام نے وفا اور جرأت و بہادری کی ایسی داستانیں رقم کی ہیں کہ قیامت تک تاریخ اُن کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔

ہم سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور آلِ یاسر کو دیکھیں یا پھر بدر و اُحد اور خندق وتبوک کے معرکے دیکھیں کوئی معرکہ ایسا نہیں ملے گا جس میں مجاہدینِ اسلام نے پیٹھ دکھائی ہو۔جگر مرادآبادی نے کہا تھا۔

جو حق کی خاطر جیتے ہیں مرنے سے کب ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے دِل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جب وقتِ وصال قریب آیا تو آپ اپنے بستر پر پڑے رو رہے تھے۔کسی نے پوچھا کہ اے خالد بن ولید کیوں روتے ہو کیا موت سے ڈر لگ رہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں موت سے ڈر نہیں لگ رہا۔ بلکہ میں تو اِس لیے رو رہا ہوں کہ اس موت کو میں خنجر اور نیزوں کے نیچے میدانِ کارزار میں شہادت کا جذبہ لے کر تلاش کرتا رہا لیکن یہ وہاں نہیں آئی آج کمزور سمجھ کر بستر پر آ رہی ہے یعنی اتنا جذبہ شہادت موجود تھا۔جب غزوہ اُحد کے لئے جانا تھا تو سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ صبح سحری کے وقت اعلان کر رہے تھے لوگو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے تمہیں جہاد کے لئے بلایا ہے۔ایک عورت کے کان میں آواز پہنچی تو وہ اُٹھ کر رونے بیٹھ گئی اُس کا چھوٹا سا چھ سات سال کا بچہ اُٹھ کر پوچھتا ہے ماں کیوں روتی ہو۔اُس نے کہا بیٹا تیرا باپ جنگ بدر میں شہید ہو گیا اگر آج وہ زندہ ہوتا یا پھر آپ جوان ہوتے تو

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

میں جا کر رسول اللہ ﷺ کے قدمین پر نثار کرتی۔ بچے نے کہا ماں آپ مجھے ہی لے جاؤ۔ وہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں جاتی ہے اور عرض کرتی ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں کہ اس کا باپ تو بدر میں شہید ہو گیا تھا آج اِس کو ہی قبول فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا یہ بچہ چھوٹا ہے یہ اِس قابل نہیں کہ جہاد پر جا سکے۔ بچے نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی امی کو آگ جلاتے ہوئے دیکھا ہے جب بڑی لکڑیوں کو آگ نہیں لگتی تو چھوٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں تو اُن کو آگ لگ جاتی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ جب آپ کے بڑے بڑے صحابہ کرام لڑ رہے ہوں گے تو وہاں میری ضرورت پڑے گی تو میں بھی آپ کے دین متین پر قربان ہو کر شہید ہو جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ اُس کے جذبے کو دیکھ کر مسکرا پڑے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب شہادت کیا ہے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب شہادت کو اگر لفظ کے اعتبار سے دیکھیں تو یہ شہود اور مشاہدہ سے ہے اور مادہ کے اعتبار سے کئی معانی رکھتا ہے۔

شہید کا پہلا معنی ہے حاضر ہونا انسان اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلاءِ کلمۃ الحق کی خاطر راہ خدا میں اپنی جان کو لے کر حاضر ہو جاتا ہے۔ اُس کو حاضری تک جذبہ شوق نے پہنچایا ہے۔ شہادت کے لئے شوق ضروری ہے بلکہ شوق سے بڑھ کر جب تک شہادت سے عشق نہ ہو جائے اتنے تک کوئی شہادت کے راستے پر گامزن ہو ہی نہیں

سکتا۔ یہ جو جذبہ شوق ہے اِس کا نکتہ کمال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید جب جام شہادت نوش کرتا ہے تو اُس کی روح کو بغیر حجاب کے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کر دیا جاتا ہے اور بوقت شہادت اُسے انوار وتجلیاتِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

شہید اِس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمین پر چاند ستاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

پیر صاحب آپ یہ بتایئے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کیسے انسان تھے وہ موت سے ڈرتے ہی نہیں تھے؟

پیر سید انوار حسین صاحب جلوآنی:

غازی صاحب حیاتِ جاودانی کا نام شہادت ہے عام لوگوں کو قیامت کے بعد جنت میں پہنچ کر حیاتِ جاودانی ملے گی لیکن شہید کو بوقتِ شہادت ہی حیاتِ جاودانی مل جاتی ہے۔اور شہادت یہ تو شہد ہے یہ اتنی میٹھی ہوتی ہے کہ مجاہد کو پیتے ہوئے مزہ آجاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ تو میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے۔حدیث پاک میں ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحُلْوَ وَالْعَسَلَ۔[1]

ترجمہ: اللہ تعالٰی کے پیارے رسول ﷺ کو شہد اور میٹھی چیز پسند تھی۔

[1] المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم۔کتاب الجنائز۔باب یا ایھا النبی لم تحرم۔رقم الحدیث 3477 (بیروت)

شہادت ایک ایسا عظیم منصب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی ہے۔ خدایا میں چاہتا ہوں کہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اندر شہادت کا جذبہ اس لئے بہت زیادہ تھا کیونکہ شہید کے خون کا جب پہلا قطرہ زمین پہ گرتا ہے تو اُسے جمالِ خداوندی نظر آتا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سوال: پیر صاحب یہ بتائیں کہ شہید کے جسم پر جب زخم لگتے ہیں تو اُسے درد محسوس نہیں ہوتا؟

پیر سید انوار حسین صاحب جلوآنی:

غازی صاحب بے شک ہزار زخم لگ جائیں اُسے ذرا برابر بھی درد محسوس نہیں ہوتا۔ اس کی مثال آپ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا دیدار کر کے اپنی انگلیوں کو کاٹنے والی عورتوں سے سمجھ سکتے ہیں کہ اُن کے سامنے جمالِ یوسف علیہ السلام تھا انگلیاں کٹتی رہیں زخم لگتے رہے لیکن حسنِ یوسف علیہ السلام میں اتنا گم ہوئیں کہ قرآن کہتا ہے۔

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○ [1]

ترجمہ: اور وہ اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور بول اُٹھیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو بشر نہیں ہے

[1] سورۃ یوسف۔ آیت 31

یہ تو بس کوئی مقرب فرشتہ ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کا حُسن سامنے ہو تو تکلیف کا احساس نہیں رہتا تو جن کے سامنے جمالِ مصطفیٰ ﷺ ہو نبی کریم ﷺ کی چشمِ سُرمگین ہو اور سامنے مسکراتا ہوا چہرہ مصطفیٰ ﷺ ہو تو تکلیف کا احساس کیسے ہوسکتا ہے اور اس سے بڑھ کر جب جمالِ خداوندی ہو اتو پھر تکلیف کا احساس کیسے ہوسکتا ہے۔اعلیٰ حضرت کہتے ہیں

حسنِ یوسف پہ کٹیں مِصر میں انگشتِ زناں

سَر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب شہید کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب میں اپنی بات کا آغاز اُس عظیم شہید کے تذکرے سے کروں گا جنھوں نے اسلام کی خاطر سب سے پہلے تلوار اُٹھائی جن کے لیے جبرائیل امین علیہ السلام نے آکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں سلام پیش فرمارہا ہے اور ساتھ یہ بھی فرما رہا ہے کہ قیامت تک جتنے بھی مجاہد دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے تلوار اُٹھاتے رہیں گے ہر اٹھنے والی تلوار کا ثواب اِس پہلے تلوار اُٹھانے والے کو بھی ملے گا۔اُس مردِ مجاہد کا نام ہے حضرت سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔مکہ میں جب یہ افواہ اُڑی کہ کفار نے نبی کریم ﷺ کو اغوا کر لیا ہے تو اِن کی بارہ سال کی عمر تھی یہ اپنی تلوار لہراتے ہوئے آئے اور کہنے لگے جس نے یہ حرکت کی ہے زبیر بن عوام کی تلوار

اُسے چیر ڈالے گی۔ نبی کریم ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر واقعتاً مجھے اغوا کرلیا جاتا تو آپ کیا کرتے ؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں اُس قبیلے میں خون کی ندیاں بہادیتا۔ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور یہ پیغام لے کر آئے۔

یہ ناموسِ رسالت کے پہلے محافظ تھے۔ اور اتنے جانباز اور جرأت مند تھے کہ بدر کے میدان میں مشرکین کا ایک سپاہی عبیدہ بن سعید سرتا پا لوہے میں اپنے آپ کو محفوظ کر کے آیا لیکن سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اُس کی آنکھ میں برچھی مار کر اُسے واصل جہنم کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اِن کے ساتھ ایک سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ وہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب اِن کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے ہیں کہ اُحد کا سارا میدان تو طلحہ نے مار لیا ہے۔ کیونکہ جب بظاہر انتشار ہوا تو یہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر ڈھال بن گئے اور اپنے جسم پر اسی (80) یا بیاسی یا اِس سے بھی زیادہ زخم کھائے لیکن رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک پر آنچ تک نہیں آنے دی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی ارشاد صاحب قرآن پاک میں شہید کی شان کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

جی غازی صاحب قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ فرمایا۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ ۱

ترجمہ: اور جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں اُنہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (اُن کی زندگی کا) شعور نہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ۲

ترجمہ: اور جولوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جائیں اُنہیں مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اُنہیں (جنت کی نعمتوں کا) رزق دیا جاتا ہے۔

یہ جو آیۂ کریمہ ہے میں آپ کی توجہ اِس کے شانِ نزول کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُحد کے دِن جب میرے والدمحترم سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے افسردہ دیکھ کر فرمایا۔ کیا میں تمہیں تمہارے والد کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا ۳

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب کسی سے کلام کرتا ہے تو پردے کے پیچھے سے کرتا ہے لیکن

---

۱ سورۃ البقرۃ۔ آیت 154

۲ سورۃ آل عمران۔ آیت 169

۳ سنن ابی ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم الحدیث 2800 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آل نبی کا کام تھا آل نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آل نبی کا کام تھا آل نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

تمہارے والد کے ساتھ بغیر پردے کے کلام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے پوچھا ہے کہ اے میرے بندے تجھے کس چیز کی طلب ہے جو تجھے عطا کی جائے تو انہوں نے عرض کی۔

يَارَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَأُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً۔[1]

ترجمہ: اے رب مجھے دوبارہ زندہ فرما تا کہ دوسری مرتبہ تیری رضا کے لئے شہید کیا جاؤں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو ہمارے فیصلے کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس کو ہم دنیا سے ایک بار بُلا چکے اُسے دوبارہ واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ انہوں نے عرض کی یا اللہ پھر میرے پیچھے والوں کو یہ خوشخبری تو سُنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کو نازل فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین صحابہ کرام میں ایک سے ایک بڑھ کر تھے ہم بدر و اُحد اور حنین و خندق کے معرکوں میں جب اِن کو دیکھتے ہیں تو سب کی ایک ہی آواز ہے۔

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دَبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں

[1] سنن ابی ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، رقم الحدیث 2800 (بیروت)

اور جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان ابھی جھکی تو نہیں

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب مجاہدینِ اسلام کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب مسلمانوں کا ماضی بڑا درخشاں ہے اور آج تک جس چیز سے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہے وہ بندہ مومن کا شوقِ شہادت ہے آپ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھیں ایک ہاتھ میں علم اُٹھایا ہوا ہے جب بازو کٹ گیا تو دوسرے ہاتھ میں اُٹھالیا اور جب دوسرا بازو بھی کٹ گیا تو اپنے سینے پر اُٹھالیا۔ جب شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جعفر طیار کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرح دو پر دیئے ہیں اور وہ جنت میں اُڑتے پھر رہے ہیں۔

غازی صاحب دور نہ جائیں کشمیر میں احتجاج کرنے والے جوانوں کی تعداد تین ہزار ہے لیکن وہاں اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے 8 لاکھ فوج بیٹھی ہے۔ یہ مسلمانوں کی تاریخ رہی ہے۔ جنگ قادسیہ میں 30 ہزار مسلمان ہیں اور دو لاکھ ایرانی ہیں۔ دنیا کی خطرناک ترین جنگ روم کی جنگ ہے۔ 40 ہزار مسلمان ہیں اور 3 لاکھ عیسائی ہیں۔ اِس جنگ میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور قادسیہ میں سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جرأت و بہادری کی ایسی ناقابلِ فراموش داستانیں رقم کیں کہ تاریخ ایسی مثالیں دہرانے سے قاصر رہی ہے۔ ان کے پیچھے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ قادسیہ کی جنگ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا

کہ میں تمہارے پیچھے دو ہزار سپاہیوں کی کمک بھیج رہا ہوں جب اُن کے پاس کمک پہنچی تو وہ دو لوگ تھے۔ سیدنا عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ جن کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال تھی۔ اور دوسرے حضرت سیدنا طلحہ بن خویلد رضی اللہ عنہ۔ قادسیہ کی جنگ میں رستم پہلوان جو کہ فوج کا سپہ سالار تھا اُس کو واصل جہنم کرنے والے سیدنا عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ ہیں وہ ہاتھی پر سوار تھا آپ نے اُس کے ہاتھی کی ٹانگ کو پکڑا تو ہاتھی گر گیا رستم نیچے گرا تو ہاتھی کے نیچے آ گیا۔ ایسی روشن تاریخ ہے ہم مسلمانوں کی یعنی حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ ان دونوں کی طاقت ایک ایک ہزار سپاہی کے برابر ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی ارشاد صاحب کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد آج بھی شوقِ شہادت موجود ہے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

جی غازی صاحب مسلمانوں کا یہ شوقِ شہادت اور جرأت مندانہ کردار ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ مسلمانوں کے اندر سے جذبہ شہادت اور جذبہ حریت کو کسی طور پر بھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان اور جذبہ شہادت یہ آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ ایمان جن جن چیزوں کا تقاضا کرتا ہے۔ شہادت درحقیقت انہیں کی تکمیل کروا دیتی ہے۔ ایمان اگر معرفتِ الٰہی کا تقاضا کرتا ہے تو شہادت اُسی کی تکمیل کروا رہی ہے۔ ایمان اگر حق کے لئے اُٹھنے اور باطل کے خلاف لڑنے کی تلقین کر رہا ہے تو شہادت اُسی کی تکمیل کا دوسرا نام ہے۔ لہٰذا کسی بھی دور کے اندر اِس جذبے کو کم نہیں کیا جا سکتا۔

ہاں ایک چیز ضرور ہے کہ اِس جذبہ کے لئے تربیت ضروری ہے اور یہ سلسلہ اوپر سے نیچے کی طرف جاتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک سپہ سالارانِ اسلام آقا علیہ السلام کی محبت سے سرشار رہے اور خود عبادت اور بندگی کی راہ پر رہے، تقویٰ اور عدل پر رہے تو اُن کے نیچے لڑنے والے ایسی ایسی مثالیں پیش کرتے رہے کہ دنیا دیکھ کر دنگ ہوتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے شہید کو زندگی دے کر فرمایا کہ انہیں مردہ کہنا بھی نہیں اور مردہ گمان بھی نہیں کرنا اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی گردن دے کر کئی لوگوں کی زندگی کی حفاظت کی ہے۔

بلکہ اُس نے ایک نظریے کو زندگی عطا کی ہے۔ اگر ہم اِس کو اِس زاویے سے دیکھیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔[1]

ترجمہ: جو کوئی ایک نیکی لائے گا تو اُس کے لئے (بطورِ اجر) اُس جیسی دس نیکیاں ہیں۔

جس نے مال خرچ کیا اُس کو دس گنا مال بڑھا کر عطا فرمایا جائے گا۔ جس نے وقت دیا اُس کے وقت میں دس گنا برکت ہوگی ۔ تو جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی دے دی کیا اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ کئی زندگیوں جیسی زندگی لوٹا کر واپس نہیں دے گا؟

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

. . . .

[1] سورۃ الانعام، آیت 160

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ہونٹوں کو ترستا رہا پیاسا پانی

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: مفتی محمد فاروق القادری صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

پیر سید انوار حسین جلوآنی

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین آج کا ہمارا موضوع ہے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ہونٹوں کو ترستا رہا پیاسا پانی۔

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں۔

أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ سَقْيُ الْمَاءِ۔ [1]

ترجمہ: کون سا صدقہ افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی پلانا۔

ناظرین حوضِ کوثر کے مالکوں پر ایسا وقت بھی آیا کہ اُن پر پانی بند کر دیا گیا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب قافلہ اہلبیت مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا تو یزید لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اور دکھلاوے کے لئے قافلے کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ راستے میں ایک قصاب جانور کو ذبح کرنے لگا تو اُس نے جانور کو پہلے پانی پلایا پھر اُسے ذبح کیا یہ منظر دیکھ کر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا چیخ اُٹھیں اور کہنے لگیں اے یزید تجھ سے تو یہ قصاب بھی اچھا ہے کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی تو پلا رہا ہے لیکن تو نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرتے وقت ایک گھونٹ پانی بھی نہیں پلایا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا واقعی ترستا رہا پیاسا پانی؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ رب العزت نے صاحبِ معجزہ بنایا

[1] سنن ابن ماجہ۔ کتاب الادب۔ باب فضل صدقۃ الماء۔ رقم الحدیث 3684 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

اور انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد مقربین اور اولیائے کاملین میں سے بہت سے لوگوں کو اللہ رب العزت نے صاحبِ کرامت بنایا اور اُن تمام صاحبِ کرامت میں سے سیدنا امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام کو جس بلندی پر فائز فرمایا یقیناً وہ مقام بہت بلند و بالا ہے تو میدانِ کربلا میں جتنی مشکلات، مصائب وآلام اور تکلیفیں، پریشانیاں اور پیاس سمیت جو کچھ بھی نظر آتا ہے اگر آپ علیہ السلام اپنی کرامت اور تصرف کو استعمال فرماتے تو یقیناً یہ ساری مشکلات ہوا میں اُڑ جاتیں اور پانی بھی آپ علیہ السلام کے قدموں میں بہنے لگتا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

لَهُمْ مَّا يَشَاۤءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ۔[1]

ترجمہ: اُن کے لئے وہ (سب نعمتیں) ان کے رب کے پاس (موجود) ہیں جن کی وہ خواہش کریں گے، یہی محسنوں کی جزا ہے،

بے شک کچھ مفسرین نے اس کا اطلاق جنت کے لئے کیا ہے لیکن مقربین اور اولیائے کاملین کی شان یہ ہے کہ وہ دنیا میں بھی جو چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ ہو جاتا ہے۔ تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے یہ چاہا ہی نہیں کہ پانی آپ علیہ السلام کے قدموں میں بسے اور یہ مشکلات ختم ہو جائیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان آتا ہے تو اُس کا مقابلہ صبر سے ہوتا ہے۔ اور مردانِ حق اُس کا مقابلہ جرأت و بہادری اور قربانی سے کرتے ہیں کیونکہ تکالیف کو سہنے سے ہی تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] سورۃ زمر۔ آیت 34

نذیر احمد غازی صاحب:

پیر صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام جب مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ایک صاحب نے کہا حضرت اِس کنوئیں میں پانی نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے تو آپ علیہ السلام نے وہاں وضو فرمایا اور کلی مبارک اُس کنویں میں ڈالی تو اُس کا پانی کناروں تک اُمڈ آیا۔

پیر صاحب ایک طرف یہ سب کچھ اور دوسری طرف میدان کربلا میں پانی کی بوند بھی نہیں مِل رہی یہ سب کیا ہے؟

پیر سید انوار حسین صاحب:

میں آپ کی بات کا جواب اِن اشعار کی روشنی میں دوں گا۔

مجھ کو تو اختلاف ہے لوگوں کی بات سے
مانگا تھا کب حسین نے پانی فرات سے
کر سکتے تھے وہاں وضو آبِ حیات سے
کرتے نہ کیوں لہو سے کہ ملنا تھا ذات سے
راہی بقا کو عالمِ فانی سے کیا غرض
دیدار کے پیاسے کو پانی سے کیا غرض

اگر آپ چاہتے تو حوضِ کوثر وہاں آ سکتا تھا اور کوثر و سلسبیل کی نہریں جاری ہو سکتی تھیں۔ لیکن رضا بالقضاء شیوۂ اولیاء اور مرضی مولا از ہمہ اولیٰ کے نظریے پر عمل ہو رہا تھا۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب پانی آج بھی سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کے روضہ پاک کا طواف کررہا ہے آپ اِس کو کیسے دیکھتے ہیں؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا عباس علمدار علیہ السلام نے جب خانوادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشم و چراغ سیدنا علی اصغر علیہ السلام کی شدتِ پیاس کو دیکھا تو آپ علیہ السلام اُن کے لئے پانی لینے گئے جب آپ علیہ السلام پانی لے کر واپس آرہے تھے تو اُس وقت کو فیوں نے حملہ آور ہوکر پہلے آپ کے دائیں بازو اور پھر بائیں بازو کو شہید کر کے آپ علیہ السلام کو شہید کر دیا اس لیے آپ پانی کو خیمہ مبارک تک نہیں پہنچا سکے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا امام حسین علیہ السلام جنگ کرنے کے لئے کربلا گئے تھے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب آپ علیہ السلام جنگ کے لئے نہیں گئے اس کی دلیل یہ ہے کہ گھر کے تمام بچے اور خواتین آپ کے ساتھ ہیں اور اِس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے نہ تو مکہ میں اور نہ ہی مدینہ طیبہ میں یہ اعلان کیا کہ میں یزید سے لڑنے جارہا ہوں۔اگر آپ ایسا کرتے تو کون تھا جو آپ علیہ السلام کی آواز پر لبیک نہ کہتا۔اور ہزاروں لوگ آپ کے ساتھ جمع ہوکر یزید کے ساتھ برسرِ پیکار ہوجاتے۔ دوسرا آپ نے اتمامِ حجت کے لئے یزیدیوں کو بار بار یہ کہا کہ تمہارے

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

لئے میرا خون کیوں حلال ہوگیا ہے میں نے کوئی قتل کیا ہے جس کے قصاص میں تم میری جان لینا چاہتے ہو۔

اور آپ نے اتمام حجت کے لئے یہ بھی کہا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے مدینہ طیبہ واپس جانے دیا جائے تا کہ بقیہ زندگی میں وہاں بسر کروں۔ یا پھر مجھے یزید کے پاس جانے دیا جائے تا کہ میں براہ راست اُس سے بات کروں۔ یا پھر مجھے تیسرا راستہ دیا جائے میں کہیں اور طرف چلا جاتا ہوں تا کہ یہ لوگ کل قیامت کے دن میری وجہ سے دوزخ کا ایندھن نہ بنیں۔

یہ حجتیں سننے کے باوجود بھی دنیا کی ہوس نے اُنہیں اندھا کر دیا اور وہ جہنم کے حقدار بن گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب اہل بیت کے ہر فرد کے پاس جرأت و بہادری، جنات اور ملائکہ کی پیشکش سب کچھ تھا لیکن اِس سب کچھ کو استعمال کیوں نہیں کیا؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب میدان کربلا میں جس چیز کا بھی سیدنا امام حسین علیہ السلام سے ظہور ہو رہا تھا وہ در حقیقت سیرتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار تھا۔ اور اِس بات کو محدثین نے اُس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ۔ [1]

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب۔ رقم الحدیث 3775 (مصر)

ترجمہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

محدثین کہتے ہیں کہ یہ بات تو واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسین مجھ سے ہے مگر اِس بات کا کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ آقا علیہ السلام حسین میں سے ہیں۔تو اس کا معنی محدثین یوں بیان کرتے ہیں کہ جیسے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جان رسول اللہ ﷺ سے ظاہر ہوئی ایسے ہی سیدنا امام حسین علیہ السلام سے تاجدارِ کائنات علیہ السلام کی شان ظاہر ہوئی۔شانِ شہادت بھی ظاہر ہوئی اور صبر کی شان بھی ظاہر ہوئی۔استقامت کی شان بھی ظاہر ہوئی جرأت کی شان بھی ظاہر ہوئی۔قربانی کی ہمت اور عزم وحوصلہ بھی ظاہر ہوا۔

آپ دیکھیں دس سالہ مدنی دور تراسی (83) غزوات اور سرایا پر مشتمل ہے اِن میں غزوہ خندق کے موقع پر پیٹ پر پتھر باندھنا اُحد کے میدان میں دندان مبارک کا شہید ہونا اور طائف کی وادی میں پتھر کھانا۔ایک صاحب معجزہ نبی علیہ السلام جن کے ایک اشارے پر چاند دوٹکڑے ہوجائے اور جن کے اشارے پر سورج واپس پلٹ آئے وہ چاہتے تو اُن کے ایک اشارے سے کفار ومشرکین کا خاتمہ ہوسکتا تھا۔لیکن آپ ﷺ ظاہری اور عملی جدوجہد تو کررہے ہیں لیکن کسی کے خاتمے کے لئے دعائے ضرر نہیں فرمائی۔اسی طرح سیدنا امام حسین علیہ السلام اور خانوادہ رسول اللہ ﷺ نے سارے ظلم وستم برداشت کئے اور ظاہری وعملی جدوجہد کرکے اِس بات کا ثبوت دیا کہ ہم سے سیرت محمدی ﷺ کا اظہار ہورہا ہے۔

منقبت

منہ سے ایک بار لگا لیتے جو مولا پانی
دشتِ غربت میں نہ یوں ٹھوکریں کھاتا پانی

کون کہتا ہے کہ پانی کو ترستے تھے حسین
اُن کے ہونٹوں کو ترستا رہا پیاسا پانی

مَشک کے لئے حضرت عباس کو دیکھے تو کوئی
نہر قدموں میں تھی اور منہ سے نہ لگایا پانی

اگرچہ بے درد نے پیاسا ہی کیا ذبح اُنہیں
صابر اُن کی مگر آنکھوں میں نہ آیا پانی

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبحِ نور

موضوع: سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سفر کربلا

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر اعظم نوری صاحب

مفتی محمد فاروق القادری صاحب

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر
آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین، ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق ادا کر کے افضل ترین جہاد کا سہرا جس ہستی پاک کے سر سجتا ہے وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یزید نے تخت نشین ہوتے ہی حلال وحرام کی تمیز کو ختم کر دیا۔ اور جتنے بھی رذائل دنیا میں ہو سکتے ہیں وہ سارے کے سارے یزید کے اندر موجود تھے۔ یزید نے حلال وحرام کی تمیز کو ختم کر دیا تھا اور دینِ اسلام کی بنیادوں کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا اور اسے یہ پتہ تھا کہ اخلاقی اقدار کو پامال کرنے کی وجہ سے میرے تخت کو سب سے بڑا خطرہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ذات سے ہوسکتا ہے اِس لئے اُس نے گورنر مدینہ کو خط لکھا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو مجبور کرو کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں باطل، ظالم اور فاسق وفاجر شخص کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب ایک عام انسان کے لئے مدینہ طیبہ چھوڑنا کتنا مشکل ہوتا ہے لیکن وہ ہستی پاک جن کا بچپن اور لڑکپن اور زندگی پاک کا لمحہ لمحہ مدینہ طیبہ میں نانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک کو دیکھتے ہوئے گزرا تھا وہ جب مدینہ طیبہ چھوڑ رہے تھے تو اُن کی کیا حالت تھی؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب داستانِ کربلا اِس لئے بھی دلخراش ہے کہ تاریخ اسلام میں

باطل کے خلاف جتنے بھی معرکے ہوئے اُن میں مسلمانوں کے مدمقابل کفر ہوتا تھا۔ لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام کا مقابلہ جس باطل سے تھا وہ اُسی نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے تھے جو کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے نانا جان تھے۔

غازی صاحب ایک وقت تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ المکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال میں یہ نغمے گونجنے لگے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع[1]

لیکن آج وہ وقت آپہنچا ہے کہ جن کے قدموں کی برکت سے شہر مدینہ تمام شہروں سے افضل ترین شہر ٹھہرا تھا اُن کے نواسے حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے اُس شہرِ پاک کو الوداع کہتے ہوئے کربلاءِ معلّٰی کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے 3 ذی الحج یا 8 ذی الحج کو مکۃ المکرمہ پہنچ کر قیام فرمایا تو حج کے ایام آ گئے لاکھوں کی تعداد میں اطراف واکناف عالم سے حجاج کرام کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے آ رہے تھے اور اُدھر کوفہ سے ہزاروں خطوط اِس سے قبل بھی آپ کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔ اُن خطوط کی بنا پر باہمی مشاورت سے سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو کوفہ کی طرف اپنا سفیر بنا کر بھیجا تا کہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لے کر مجھے خبر کریں تو سیدنا امام مسلم بن عقیل علیہ السلام نے حالات موافق ہونے کی وجہ سے لکھا کہ آپ تشریف لے آیئے تو اس خط کی بنا پر 8 ذی الحج کو مکۃ المکرمہ سے کوفہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے اور آپ علیہ السلام اس لئے تشریف لے جا رہے تھے کیونکہ یزید کی طرف سے ایک منصوبہ بن

---

[1] دلائل النبوۃ للبیہقی۔ بَابُ مَنِ اسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليهِ وآلهِ وَسَلَّمَ۔ جلد2 صفحہ507 (بیروت)

چکا تھا کہ حج کی بھیڑ میں حملہ آور بھیج دیئے جائیں اور چپکے سے انہیں شہید کر دیا جائے اِس لئے ہمارا نام بھی نہیں آئے گا۔ اور فتنہ بھی نہیں پھیلے گا۔

لیکن امام علی مقام علیہ السلام کی فراست اِس بات کو بھانپ گئی اور چونکہ کوفہ والوں کے خطوط آپ علیہ السلام کے لئے شرعی حجت تھے اِس لئے آپ علیہ السلام کوفہ روانہ ہوگئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نوری صاحب آپ علیہ السلام جب مکۃ المکرمہ سے چل پڑے تو آگے کیا ہوا۔؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مشاورت کیا کرتے تھے کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں قیادت کے اعتبار سے یہ بہت بڑا نام تھا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ یہیں رہیں میں لوگوں کو آپ کی بیعت کے لئے قائل کرتا ہوں اور حج کے دن ہیں تو آسانی سے لوگ آپ کی طرف مائل ہوجائیں گے۔ لیکن آپ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے مشورے پر عمل نہیں کرسکتا کیونکہ میرے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

أَنَّ لَهَا كَبْشًا يَسْتَحِلُّ حُرْمَتَهَا، فَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ الْكَبْشَ۔[1]

---

[1] تاریخ طبری۔ جلد 5 صفحہ 384 (بیروت)

البدایة والنهایة۔ صِفَةُ مَخْرَجِ الْحُسَيْنِ وَمَا جَرَى لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ جلد 11 صفحہ 509 (بیروت)

ترجمہ: ایک مینڈھا حرم شریف کی حرمت کو پامال کرے گا۔ پس میں نہیں چاہتا کہ وہ مینڈھا میں بن جاؤں۔

یعنی میں حرم شریف کی حرمت کو پامال نہیں کرنا چاہتا۔ غازی صاحب حرم شریف کی حرمت کا جن کو احساس تھا اُن کا خیال کیا ہے وہ ذرا سماعت فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

وَاللهِ لَئِنْ أُقْتَلْ خَارِجًا مِنْهَا بِشِبْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقْتَلَ فِيهَا بِشِبْرٍ۔[1]

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر میں حرم سے ایک بالشت بھی باہر شہید کر دیا جاؤں تو یہ مجھے اُس سے زیادہ پسند ہے کہ میں ایک بالشت حرم شریف کے اندر شہید کیا جاؤں۔

آپ علیہ السلام کی شہادت کی جو بشارات تھیں وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی عطا فرمادی تھیں بلکہ جائے شہادت کی مٹی بھی آقا علیہ السلام نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمادی تھی۔

اور پورے راستے میں آپ علیہ السلام کو جس جس نے بھی روکنے کی کوشش کی اُس کو آپ نے ایک ہی جواب دیا۔

مَهْمَا يُقْضَى اللّٰهُ مِنْ أَمْرٍ يَكُنْ۔[2]

ترجمہ: تقدیر میں جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ نافذ ہو کر رہے گا۔

اور جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف دیکھتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] تاریخ طبری۔ جلد 5 صفحہ 385 (بیروت)

[2] البدایۃ والنھایہ۔ جلد 8 صفحہ 163 (دارالفکر)

نے کبھی بھی یہ دُعا نہیں مانگی کہ یا اللہ میرے حسین کو شہید ہونے سے یا مصائب سے بچا بلکہ ہمیشہ یہ دُعا مانگی۔ یا اللہ میرے حسین کو صبر عطا فرمانا۔ اور شریعت کا اصول بھی یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

إِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ البَلَاءِ، وَإِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ۔[1]

ترجمہ: بے شک جتنی آزمائش ہوگی اتنی ہی بڑی جزا ملے گی اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کو مکۃ المکرمہ میں روکنے کی سب سے بڑی کوشش سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کی۔ انہوں نے گورنر مکہ سے ایک خط لکھوایا جس میں انہوں نے امان دے کر خط کے اوپر مہر لگائی پھر سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کو کہا کہ اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو میرے ساتھ بھیجو تو انہوں نے اپنے بھائی کو ساتھ بھیجا جب وہ خط امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ نے دیکھا کہ اُس میں امان لکھی ہوئی تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

خَيْرُ الْاَمَانِ أَمَانُ اللهِ۔[2]

ترجمہ: سب سے بہترین امان تو اللہ تعالیٰ کی امان ہے۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے جب زور دیا تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ایک بات سُن لیں اُس کے بعد آپ مجھے نہیں روکیں گے۔ مجھے خواب

[1] سنن ترمذی۔ ابواب الزھد۔ باطب ماجاء فی الصبر علی البلاد۔ رقم الحدیث 2398 (مصر)
[2] تاریخ طبری۔ جلد 5۔ صفحہ 388 (بیروت)

میں نانا جان مصطفیٰ کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے تو اس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

اُمِرْتُ فِيْهَا بِأَمْرٍ أَنَا مَاضٍ لَّهُ عَلَيَّ كَانَ أَوْلِيْ۔[1]

ترجمہ: مجھے نانا جان نے ایک حکم دیا ہے اُس حکم کو پورا کروں گا چاہے اُس میں میرا نفع ہو یا نقصان۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہمیں بھی بتادیں کہ کیا حکم دیا ہے؟

تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نہ میں نے وہ کسی کو بتایا ہے اور نہ کسی کو بتا سکتا ہوں۔

حَتّٰى أَلْقٰى رَبِّيْ۔[2]

ترجمہ: یہاں تک کہ میں اپنے رب سے ملاقات کروں۔

میدان کربلا جاتے ہوئے سیدنا امام حسین علیہ السلام نے راستے میں ایک اور خواب دیکھا اور جب بیدار ہوئے تو بار بار پڑھ رہے تھے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

لوگوں نے پوچھا اے نواسہ رسول ﷺ آپ ایسا کیوں پڑھ رہے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا میں نے ابھی خواب میں ایک گھڑسوار کو دیکھا ہے جو گھوڑے پر سوار ہو کر یہ کہہ رہا تھا۔

اَلنَّاسُ يَسِيْرُوْنَ وَالْمَنَايَا تَسْرِيْ اِلَيْهِمْ۔[3]

ترجمہ: لوگ چل رہے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ اُن کی شہادتیں بھی چل رہی ہیں

[1] تاریخ طبری۔جلد 5۔صفحہ 388 (بیروت)
[2] تاریخ طبری۔جلد 5۔صفحہ 388 (بیروت)
[3] تاریخ طبری۔جلد 5۔صفحہ 407 (بیروت)

فَعَلِمْتُ اَنَّهَا اَنْفُسَنَا نُعِيَتْ اِلَيْنَا۔ [1]

ترجمہ: اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہم ہیں اور وہ شہادتیں بھی ہماری ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی باقی ساری اولاد بھی شہید ہوگئی ہے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے باقی ازواج سے تیرہ (13) یا چودہ (14) صاحبزادگان ہیں جن میں سے تقریباً اکثریت میدانِ کربلا میں شہید ہوگئی۔ جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ام البنین کے شہزادے ہیں اور آپ کے ایک شہزادے کا نام تھا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ اور ایک صاحبزادے سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما یہ دونوں بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ ایک صاحبزادے کا نام جعفر اور ایک کا نام سیدنا علی رضی اللہ عنہما تھا وہ بھی میدان کربلا میں شہید ہوئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں کے نام خلفاء ثلاثہ کے ناموں پر رکھے ہیں کیونکہ آپ اکثر طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔ [2]

---

[1] تاریخ طبری۔جلد 5۔صفحہ 407 (بیروت)

[2] شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ۔رقم الحدیث 2501 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ترجمہ: اے اللہ جیسی خوبیاں تو نے خلفاء راشدین کو دی ہیں اُسی طرح خوبیاں مجھے بھی عطا فرما۔

غازی صاحب آج اگر ہم سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کی بات نہ کریں تو شاید ناانصافی ہوگی۔ آپ کو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنا خط دے کر یہ لکھ بھیجا کہ یہ میرے نائب ہیں لہٰذا مسلم بن عقیل علیہ السلام نے کوفہ میں جا کر جب امام صاحب کا خط دکھایا تو چند ہی دنوں میں چالیس ہزار لوگوں نے بیعت کی۔ وہاں کے لوگوں کا ولولہ اور شوق دیکھ کر امام عالی مقام علیہ السلام کو خط لکھا کہ آپ تشریف لے آئیں۔ یہ سارے لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن خط روانہ کرنے کے بعد ابن زیاد کی سازشوں کی وجہ سے سارے لوگ بدل گئے تقریباً پانچ سو لوگ باقی رہ گئے تھے سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام نے نماز پڑھانا شروع کی تو پیچھے تقریباً پانچ سو کے قریب لوگ تھے لیکن جب آپ نے سلام پھیرا تو پیچھے ایک بھی موجود نہیں تھا۔ آخر کار سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام اور آپ کے صاحبزدگان کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو شہید کیا جانے لگا تو اُس وقت آپ نے آخری وصیت بھی یہی کی کہ میری طرف سے کوئی بندہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو یہ خبر جا کر سُنا دے کہ یہاں کے حالات سازگار نہیں رہے لہٰذا آپ تشریف نہ لائیں۔

افضل ہے کُل جہاں سے گھرانہ حسین علیہ السلام کا
نبیوں کا تاجدار ہے نانا حسین علیہ السلام کا
اِک پل کی تھی بس حکومت یزید کی
صدیاں حُسین علیہ السلام کی ہیں زمانہ حسین علیہ السلام کا

منقبت

باغِ جنت کے ہیں بہرِ مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

کس زباں سے ہو بیان عزوشانِ اہلبیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہیں مدح خوانِ اہلبیت

اُن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

بے اجازت جن کے گھر میں جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلبیت

رزم کا میدان بنا جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحانِ اہلبیعت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا دے اے حسنؔ
یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبحِ نور

موضوع: سیدنا امام حسین علیہ السلام سے یزید کی عداوت کے اسباب

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: علامہ رضاء الدین صدیقی صاحب

مفتی محمد فاروق القادری صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین کرام آج ہم سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے بعد آپ کی شہادت کی خبروں اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ یزید کی عداوت کے اسباب کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ کیونکہ بعض بدنصیب لوگ کہتے ہیں کہ یہ دو شہزادوں کی جنگ تھی۔ اور نبی کریم ﷺ نے جو بشارات عطا فرمائیں اُن پر بھی گفتگو ہوگی مجھے ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آرہی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شعورِ نبوت ﷺ میں ماضی، حال اور مستقبل برابر ہوتے ہیں۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان موجود تھے لیکن نورِ نبوتِ مصطفیٰ ﷺ اُس وقت بھی قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا نبی کریم ﷺ نے بعد میں رونما ہونے والے فتنوں کا ذکر فرمایا تھا؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب رسول اللہ ﷺ نے آغاز سے لے کر قیامت تک جتنے بھی فتنے رونما ہونے والے تھے سب کا بیان فرما دیا۔ جیسا کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ ۔[1]

ترجمہ: سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے پس ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کی خبر عطا فرمادی پس جس نے اُسے یاد رکھنا تھا اُس نے یاد رکھا اور جس نے اُسے بُھلانا تھا اس نے بُھلا دیا۔

یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر آخر تک تمام رونما ہونے والے فتنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمادیا۔

غازی صاحب کتبِ احادیث میں کتاب الفتن کے نام سے ایک مستقل باب ہوتا ہے اِس باب میں محدثین فتنوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ساری فتنوں کے متعلق احادیث ذکر کرتے ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا ساٹھ ہجری کے واقعات کا بھی حدیث پاک میں کہیں ذکر ہے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب ساٹھ ہجری کے واقعات کا باقاعدہ طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے جیسا کہ امام ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب بدء الخلق۔ باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ۔ (وھو الذی یبدء الخلق۔ رقم الحدیث 3192 (دار طوق النجاۃ)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِيْنَ وَمِنْ اِمْرَةِ الصِّبْيَانِ۔[1]

ترجمہ: سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ساٹھ ہجری کے فتنوں اور نوجوان لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔

اِسی لئے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگا کرتے تھے یا اللہ ساٹھ ہجری کے واقعات سے پہلے پہلے مجھے موت عطا فرمادے اور پھر ساٹھ ہجری سے ایک سال پہلے سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر بھی دی ہے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا منفرد مقام اور اعزاز یہ ہے کہ دیگر شہداء کی شہادت کا شہرہ اُن کی شہادت کے بعد ہوا لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے بعد ہی اِس بات کو شہرت مِل گئی کہ آپ شہید ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی جان سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔

يَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنِّىْ رَأَيْتُ فِى الْمَنَامِ حُلْمًا مُنْكَرًا الَّيْلَةَ

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ۔ کتاب الفتن۔ من کرہ الخروج فی الفتنۃ وتعوذ عنھا۔ رقم الحدیث 37235 (الریاض)

قَالَ وَمَاهُوَ؟ قَالَتْ رَءَيْتُ كَأَنَّ مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي قَالَ رَأَيْتِ خَيْرًا قِطْعَةً تِلْكَ فَاطِمَةُ إِنْ شَآءَ اللهُ تَلِدُ غُلَامًا فَيَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهِ ثُمَّ حَانَتْ مِنِّيْ الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ ﷺ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ قُلْتُ يَانَبِيَّ اللهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ مَالَكَ؟ قَالَ أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ أُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ وَأَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ۔[1]

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ میں نے رات ایک ڈرونا خواب دیکھا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ کہنے لگیں میں نے دیکھا کہ آپ کے جسمِ اطہر سے ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں گر گیا میری اس بات کو سُن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو اچھا خواب ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میری شہزادی خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیہا کے گھر لڑکا پیدا ہوگا اور وہ آپ کی گود میں پرورش پائے گا پس خاتونِ جنت کے ہاں سیدنا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے پس انہوں نے میری گود میں پرورش پائی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا (جب سیدنا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے تو) میں انہیں اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں مبارک سے آنسو رواں تھے۔آپ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی پاک ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو

---

[1] البدایۃ والنھایۃ۔کتاب دلائل النبوۃ۔الاخبار بمقتل الحسین بن علی جلد 6۔صفحہ 230 (دارالفکر)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل امین علیہ السلام نے آ کر خبر دی ہے کہ بے شک عنقریب میری اُمت میرے اِس بیٹے کو شہید کر دے گی۔ پس میں نے عرض کی اِن کو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں اِن کو اور جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے اِن کی قبر کی مٹی بھی لا کر دی ہے۔

یہ وہ پہلا موقع تھا جب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی گئی اور اِس موقع پر رسول اللہ ﷺ کا امتحان بھی مقصود تھا کہ کیا آپ ﷺ اپنے اُس نواسے جن کو اپنا بیٹا فرمایا کرتے تھے کی شہادت کی خبر کو سُن کر اللہ پاک کی بارگاہ میں اِس آزمائش سے نجات کی دُعا کرتے ہیں یا نہیں۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے اِس آزمائش سے نجات کی دُعا اِس لئے نہیں فرمائی کیونکہ اگر آپ دُعا فرما دیتے تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ دوسروں کے بچوں کو تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں پیش فرمایا لیکن جب اپنے بچوں پر وقت آیا تو نجات کی دُعا کر دی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

صدیقی صاحب آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دو شہزادوں کے اقتدار کی جنگ تھی کیا ایسا ہی ہے؟

علامہ رضاء الدین صدیقی صاحب:

غازی صاحب جس چیز کو ہم روحانیت کہتے ہیں اُس کا پہلا سبق ہی نفی ذات ہے اور اہل بیت کا گھرانہ تو اِس کا سرخیل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا اُسے جنت کی خوشبو بھی نہیں آئے

گی۔تو یہ تصور کیسے ہوسکتا ہے کہ جنت کے جوانوں کا سردار انا کی جنگ لڑے اگر ایک لمحہ کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام انانیت کی جنگ لڑے تو پھر آپ اسلام کو کس شخصیت کے اندر ڈھونڈیں گے؟ اگر اتنی نسبتوں کا مالک شخص بھی انانیت اور تکبر کا شکار ہوگیا تو پھر دینِ اسلام کے پاس بچتا ہی کیا ہے؟ اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ذات میں دینِ اسلام کا شعور نہیں تھا تو آج ہمارے پاس اِس کا شعور کیسے آ گیا۔ حالانکہ ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رمزِ قرآں از حسین آموختیم
ذآتش او شعلہا اندوختیم

یعنی سیدنا امام حسین علیہ السلام قرآنِ پاک کے رموز کے معلم ہیں اور آپ ہی کی ذات سے ہم اپنے ایمان کی حرارت حاصل کرتے ہیں۔

لہٰذا دینِ اسلام کی کاملیت کے اظہار اور اعلان کے لئے آپ کربلا میں اُترے کہ شخصی آمریت کوئی چیز نہیں ہے بس اللہ تعالیٰ کی ذات کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت مبارک پر اس کے کیا اثرات تھے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب میں تھوڑا سا صدیقی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ کہ یزید کے کردار کی کمزوری اُس وقت

چہار دانگِ عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ان حالات میں سیدنا امام حسین علیہ السلام کا یزید کی بیعت کرنا یہ اتنا کمزور کام ہوتا کہ دینِ اسلام کا چہرہ داغدار ہو جاتا۔

دوسرا آپ نے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا ہے تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ایک موقع پر سیدنا حسین کریمین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھیل رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔جب اُمّ المومنین نے وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلمہ ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور زمین کے اُس حصے کی مٹی پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ اُس جگہ کی مٹی ہے جہاں آپ کا نواسہ حسین علیہ السلام قربانیاں پیش کرتے ہوئے شہید ہو جائے گا پھر وہ مٹی آپ نے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی اور فرمایا کہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں۔یہاں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مٹی امہات المومنین میں سے سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی اور کسی کو نہیں دی۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نگاہ نبوت سے جان چکے تھے کہ جب سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید ہوں گے اُس وقت صرف اور صرف سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا ہی زندہ ہوں گی۔

سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ مٹی میرے پاس رہی یہاں تک کہ ایک دِن میں نے دیکھا کہ وہ سُرخ ہو چکی تھی تو میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کیونکہ مجھے زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین تھا کہ آپ شہید ہو گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب محبتِ اہلبیت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب جیسے نماز اور روزہ فرض ہیں ایسے ہی محبت اہلبیت بھی فرض ہے، لہٰذا دین کے دیگر فرائض کی طرح ہم پر فرض ہے کہ ہم اہلبیت اطہار سے پیار و محبت کریں اور عملاً اِس کا اظہار بھی ہونا چاہیے۔

اہلبیت سے محبت اِس لئے بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلبیت اطہار سے محبت کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے نقل کیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ بِهٖ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ ۔[1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں کھلاتا پلاتا ہے اور مجھ سے اِس وجہ سے محبت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میری اہل بیت سے محبت کرو کیونکہ میں اُن سے محبت کرتا ہوں۔

اور ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَخَذَ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ هٰذَيْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔[2]

ترجمہ: سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسنین

[1] المستدرک للحاکم ۔ کتاب معرفۃ الصحابہ ۔ رقم الحدیث 4716

[2] المعجم الکبیر للطبرانی ۔ باب الحاء ۔ رقم الحدیث 2654 (القاھرہ) (بیروت)

کریمین علیہما السلام کے ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا جس نے اِن دونوں سے اور اِن دونوں کے ماں باپ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

اِس حدیث پاک کی تشریح میں محدثین نے لکھا ہے کہ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک اُمتی محبت اہلبیت کی وجہ سے درجہ میں نبی کریم ﷺ کے برابر جا کر رہنا شروع ہوجائے۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آخر زمانہ میں سیدنا عیسی علیہ السلام آئیں گے اور اِس شریعت کو نافذ کریں گے تو مسائل کے حوالے سے براہ راست اُن کا رسول اللہ ﷺ کی ذات سے تعلق ہوگا وہ آپ ﷺ سے استفسار کر کے بتاتے رہیں گے۔ اسی طرح محب اہلبیت چاہے جنت کے کسی بھی حصے میں ہوگا اُس کا جب بھی دیدار مصطفیٰ ﷺ کو جی چاہے گا تو پردہ اُٹھے گا اور اُسے دیدار مصطفیٰ ﷺ ہوجائے گا۔

السلام اے آلِ احمد کے جوانو، السلام
آلِ اے دین کے روشن نشانو السلام
اکبر و قاسم کی جوانی پر سلام
درد میں ڈوبی ہوئی اُن کی کہانی پر سلام
ساجدؔ اولادِ علی کے جان لُٹانے پر سلام
مصطفیٰ ﷺ کے نوری نوری سب گھرانے پر سلام

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا امام حسین علیہ السلام کی مکہ مکرمہ سے کربلا روانگی

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر معین الدین نظامی صاحب

مفتی محمد فاروق القادری صاحب

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین جب سے کائنات بنی ہے اُس وقت سے لے کر آج تک شاید پہلی مرتبہ آسمان سے اُس وقت خون کی بارش ہوئی جب خاندانِ نبوت کے مہکتے پھولوں کو کربلا کی گرم ریت پر مسل دیا گیا۔

اُس دن خانوادہ رسول اللہ ﷺ کے اِن حسین پھولوں نے جرات و بہادری اور وفا شعاری کی ایسی داستانیں رقم کیں کہ تاریخ عالم میں ان کی مثال کہیں نہیں ملتی۔

محمد علی جوہر نے کہا تھا:

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر خانوادہ رسول اللہ ﷺ نے کربلا کی دھرتی پر دینِ اسلام کو زندہ نہ کیا ہوتا تو نہ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ وقت کے سامنے کھڑے ہوتے نہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیل میں شہادت پاتے نہ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی پیٹھ پر کوڑے کھاتے نہ سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ وقت کے سامنے کھڑے ہوتے نہ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ ناموسِ رسالت ﷺ پر پہرہ دیتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے۔ غرض کہ اُس وقت سے لے کر آج تک اور پھر قیامت تک جہاں بھی لوگ رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر پہرہ دے رہے ہیں یاد دیتے رہیں گے یہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی قربانی کا درس ہے۔

نظامی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام مکہ مکرمہ سے کربلا کے لئے روانہ ہوگئے

چلتے چلتے لق ودق صحرا میں جا پہنچے جہاں پتہ چلا کہ سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام اور ان کے شہزادوں کی شہادت کی خبر پہنچ گئی جیسا کہ ایک شاعر کہتے ہیں۔

میرا حسین ابھی کربلا نہیں پہنچا
میں حُر ہوں کہ ابھی قافلہ یزید میں ہوں

کربلا پہنچنے سے پہلے آپ کی حضرت سیدنا حُر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اِس سے آگے کیا ہوا؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب مکہ مکرمہ سے کربلا تک تقریباً بیس (20) منازل ہیں جو کہ قافلہ حسینی نے درجہ بدرجہ طے کی ہیں مرکزی کربلا معلّٰی سے پہلے جزوی طور پر بھی کربلائیں منعقد ہوتی رہیں آپ نے اپنے ایک غلام سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کو بطور قاصد بھیجا تو اُنہیں راستے میں گرفتار کرلیا گیا۔ ہر قسم کی اذیت دینے کے بعد ایک چھت پر چڑھا کر کہا گیا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام اور خاندانِ اہلبیت پر تبرا کرو۔ لیکن سیدنا قیس رضی اللہ عنہ نے یزید، ابن زیاد اور شمر کو تبرا کیا جس کی وجہ سے اُنہیں دردناک طریقے سے شہید کردیا گیا اُس سے اگلی منزل پر سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنے رضاعی بھائی سیدنا عبداللہ یا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بطور قاصد بھیجا تو اُنہیں بھی اُسی طرح شہادت نصیب ہوئی۔

اگلی منزل پر آپ کی ملاقات سیدنا حُر رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھ ایک ہزار کے لشکر سے ہوئی جنہیں عمرو بن سعد کی طرف سے مامور کیا گیا تھا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو راستے پر روک کر عبیداللہ بن زیاد یا یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کرنا ہے۔ وہاں

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ملاقات میں بہت خوبصورت مکالمات ہوئے۔ مدینہ طیبہ سے لے کر کربلا پہنچنے تک اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام کے مقالات کو اور ارشادات کو جمع کیا جائے تو وہ انسانی حریت، عظمت اور رفعت وبلندی کے لئے ایک مستقل منشور ہیں۔ اُس وقت سیدنا حُر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اِس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کو مجبور کر کے کوفہ کی جانب لاؤں تا کہ آپ عبیداللہ بن زیاد کی بیعت کر لیں جو کہ یزید کی بیعت کے قائم مقام ہوگی۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جب اِس بات کا انکار کیا تو حُر نے کہا پھر میں اِس بات پر مجبور ہوں کہ آپ کو کہیں جانے نہ دوں کیونکہ مجھے آپ سے لڑائی کا حکم نہیں ہے۔ نماز کا وقت تھا تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے حُر نماز کا وقت ہے کیا تم اپنی نماز بھی الگ پڑھو گے؟

غازی صاحب بڑی غور طلب بات ہے کہ خاندان نبوت کی تحریک کی بنیاد دیکھیں تو صاف نظر آ رہا ہے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی یہ چاہت تھی کہ دو نمازیں الگ الگ نہ ہوں تا کہ امت کے اندر افتراق پیدا نہ ہو۔

جب آپ نے پوچھا حُر تم نماز الگ پڑھو گے؟ تو سیدنا حُر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں حضور ہم نماز تو آپ کے پیچھے ہی پڑھوں گا۔ انہوں نے نماز پڑھی تو سیدنا امام حسین علیہ السلام کے پاس پانی وافر مقدار میں تھا آپ نے حکم فرمایا کہ حُر کے لشکر اور اِن کے گھوڑوں کو بھی پانی پلایا جائے۔ یہ وہ نانائے مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ پاک کی جھلک تھی جسے شاعر کہتا ہے۔

سلام اُن پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُن پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

جب سیدنا امام حسین علیہ السلام سفر کر رہے تھے تو ایک منزل پر عرب کا بہت بڑا شاعر فرزدق ملا یہ بہت بڑا مداحِ اہلبیت تھا اِس نے بعد میں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدہ بھی لکھا سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے اُسے فرمایا اے فرزدق ہم خاندانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہمارے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہماری کوئی تعریف کرے اور ہم اُسے دنیا وآخرت میں صلہ نہ دیں لہٰذا آپ نے اُسے اپنی چادر بھی عطا فرمائی تھی۔ تو اِس فرزدق سے سیدنا امام حسین علیہ السلام نے پوچھا اے فرزدق تم کوفہ سے آرہے ہو یہ بتاؤ کوفہ کے حالات کیسے ہیں تو اُس نے ایک تاریخی جملہ بولا کہنے لگا اے امام حسین علیہ السلام اہل کوفہ کے دِل آپ کے ساتھ ہیں لیکن اُن کی تلواریں آپ کے خلاف اُٹھیں گی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام نے حُر کو فرمایا کیا آپ اپنی نماز الگ پڑھو گے؟ کیا یہ اتحادِ اُمت کا درس نہیں تھا؟ اور آج تو اُمت سیدنا امام حسین علیہ السلام کے نام پر بھی اکٹھی نہیں ہے کیا یہ المیہ نہیں ہے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب یقیناً یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ساری قربانی کا پیغام بھی یہی ہے کہ ساری اُمت کے اندر اتحاد کی فضا قائم کی جائے۔ یزید جونئی اقدار متعارف کروا کر امت کے اندر افتراق پیدا کر رہا ہے انہیں مٹا کر اس اُمت کو دوبارہ عہدِ رسالت میں واپس لائے جائے۔ یہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کا مشن تھا۔

آیا نہ ہو گا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا حُر رضی اللہ عنہ نے آپ کو جہاں روک لیا تو آپ نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔ تو دوسرے راستے سے ہوتے ہوئے آپ کہاں پہنچے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب فرات سے تین میل کے فاصلے پر جب سیدنا امام حسین علیہ السلام کو روک لیا گیا تو آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کونسی جگہ ہے؟ تو آپ کو عرض کی گئی ہے اس جگہ کا نام کربلا ہے۔ اُس وقت آپ نے فرمایا۔

هَذَا مَوْضِعُ كَرْبٍ وَّبَلَا هَذَا مَهَدْتَّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا۔

ترجمہ: یہ کرب اور بلا کی جگہ ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنے سامان اُتاریں گے اور یہیں پہ ہمارے لوگوں کو شہید کیا جائے گا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب جگر مراد آبادی نے بڑی کمال کی بات کی تھی۔ انہوں نے کہا۔

جو حق کی خاطر جیتے ہیں وہ مرنے سے کب ڈرتے ہیں جگر

جب وقتِ شہادت آتا ہے دِل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

ڈاکٹر نظامی صاحب یہ کیسا جذبہ تھا؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب جو شخص بھی شہادت کے لئے میدانِ کربلا میں نکلتا تھا وہ

سب سے پہلے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں سلام نیاز پیش کرتا تھا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب کیا میدانِ کربلا میں مذاکرات بھی ہوئے؟ اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن سعد کا نرم رویہ تھا کیا ایسا ہی ہے؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب شروع میں عمرو بن سعد کا رویہ بہت زیادہ نرم تھا لیکن عبیداللہ بن زیاد جو کہ کوفہ میں بیٹھا تھا اُس کے ہاں کوئی نرمی نہیں تھی اور جو شخص شرارت اور فساد کی جڑ تھا وہ شمر ہے۔

مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ شمر کے چار بھانجے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بیٹے تھے۔ اور وہ میدانِ کربلا میں موجود تھے۔ کیونکہ شمر اُم البنین کا بھائی تھا اور اُم البنین رضی اللہ عنہا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ اِن کے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے چار بیٹے تھے اور وہ چاروں میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔ شمر نے اپنے چاروں بھانجوں کے لئے عبیداللہ بن زیاد سے امان نامہ لکھوایا اور میدانِ کربلا میں آ کر کہا اے میرے چار بھانجو میں نے ابنِ زیاد سے تمہارے لئے امان نامہ لکھوایا ہے لہٰذا تمہیں امان ہے۔ لیکن چاروں بھانجوں نے بیک زبان کہا کہ ابن زیاد کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان زیادہ بہتر ہے آپ اپنا امان نامہ اپنے پاس رکھئے ہمارا مطلوب و مقصود سیدنا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں لڑتے ہوئے شہادت ہے۔

اور اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ آخری رات آپ نے چراغ بجھا دیئے اور فرمایا یہ بات طے ہوگئی ہے کہ ہم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے لہٰذا میں نے چراغ بجھا دیئے ہیں رات کی تاریکی میں جو جانا چاہتا ہے چلا جائے میری طرف سے اُسے اجازت ہے۔

یہ لوگ صرف اور صرف میرے خون کے پیاسے ہیں آپ سب لوگ چلے جایئے میں دین و دنیا میں تم سب سے راضی ہوں۔تو سب نے بیک زبان ہوکر عرض کی اُس زندگی سے موت بہتر ہے جو زندگی آپ کے دامن کو چھوڑ کر گزاری جائے۔

قبیلہ بنوطے کے ایک سردار سیدنا طرماح بن عدی رضی اللہ عنہ نے حاضرِ خدمت ہوکر عرض کی اے امیرالمومنین بنوطے ایک بہت بڑا قبیلہ ہے آپ ہمارے پاس تشریف لے آیئے ہمارے پاس بڑے بڑے پہاڑ ہیں جن پر ہم چڑھے رہے اور بڑی بڑی طاقتوں کو شکست دیتے رہے۔اور میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ قبیلہ بنوطے سے بیس ہزار کا لشکر آپ کی حفاظت کے لئے حاضر رہے گا۔اس لئے آپ اکیلے میرے ساتھ آجائیں کیونکہ زیادہ لوگ نکلے تو پکڑے جائیں گے کیونکہ صورت حال موافق نہیں ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا طرماح بن عدی ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے اکیلے اکیلے شخص کو چلے جانے کا کہا ہے لیکن اُن میں سے ایک بھی جانے کو تیار نہیں۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ان کو اکیلے چھوڑ کر خود چلے جائیں۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب میدانِ کربلا میں مذاکرات کیا ہوئے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب عمرو بن سعد کے آنے سے پہلے سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اتمام حجت کے طور پر ایک خطاب فرمایا۔ اُس کے چند الفاظ پیش خدمت ہیں اور وہ الفاظ دستورِ حیات بھی ہیں۔

آپ نے فرمایا:

میں یہاں آیا ہوں اور میرا مقصد حصولِ ریاست یا حکومت نہیں ہے بلکہ میں اِس لئے آیا ہوں کہ میرے نانا جان مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔

مَنْ رَأَى سُلْطَانًا جَائِرًا مُسْتَحِلًّا لِحَرَامِ اللهِ نَاكِثًا لِعَهْدِ اللهِ مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يَعْمَلُ فِيْ عِبَادِ اللهِ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ فَلَمْ يُغَيِّرْ بِفِعْلٍ وَّلَا قَوْلٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ مُدْخَلَهٗ۔ [1]

ترجمہ: جو کسی ایسے ظالم حکمران کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد کو توڑتے ہوئے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کرے اور لوگوں پر گناہ وزیادتی کے ساتھ حکومت کرے اور جو شخص اپنی طاقت کے مطابق اُسے اپنے ہاتھ یا زبان سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اُس شخص کو اُس ظالم بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے۔

یہ کہنے کے بعد آپ نے یزید کے بارے میں فرمایا۔

---

[1] تاریخ طبری۔ الجزء الثانی۔ جلد 5 صفحہ 403 (بیروت)

اَلَا وَاِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَدْلَزِمُوْا طَاعَةَ الشَّيْطَانِ وَتَرَكُوْا طَاعَةَ الرَّحْمٰنِ وَاَظْهَرُو الْفَسَادَ وَعَطَّلُوالْحُدُوْدَ وَاَحَلُّوْ حَرَامَ اللهِ وَحَرَّمُوْ حَلَالَهٗ وَاَنَا اَحَقُّ مَنْ غَيَّرَ۔[1]

ترجمہ: خبردار (لوگو) یہ وہ گروہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو چھوڑ کر شیطان کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور فساد پھیلا دیا ہے اللہ تعالیٰ کی حدود کو معطل کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے دیا ہے اور اس وقت ان کو تبدیل کرنے کے لئے مجھ سے زیادہ حقدار کوئی نہیں ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کے اعوان و انصار مقابلے میں پہلے جاتے ہیں اِس کی کیا وجہ ہے؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب اعوان وانصار سارے کے سارے محبت و وفا کے پیکر تھے اُنہوں نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی آپ کی آل اور اولاد سے پہلے ہم میدان جنگ میں جائیں گے اور آل واولاد سے پہلے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے یہ پیغام دیا کہ جب تک ہم زندہ ہیں اے امام حسین علیہ السلام ہم آپ اور آپ کی آل واولاد پر آنچ بھی نہیں آنے دیں گے۔

غازی صاحب اکانوے (91) افراد پر مشتمل اِس گروہ کی ہیبت دیکھیں کہ سب سے پہلے سیدنا حُر رضی اللہ عنہ ایک ہزار کالشکر لے کر آیا اُس کے بعد چار ہزار کالشکر لے

[1] تاریخ طبری۔الجزء الثانی۔جلد 5 صفحہ 403 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

کر عمرو بن سعد آ گیا۔ پھر مختلف ٹولیوں کی شکل میں لشکر آتے رہے یہاں تک کہ ان اکانوے افراد سے مقابلہ کرنے کے لئے جو لشکر ترتیب دیا گیا اُس کی تعداد بائیس (22) ہزار تھی۔ گویا کہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ ہاشمی شیر ہیں اور اِن کا ایک ایک فرد ہم ہزاروں پر بھاری ہے۔

غازی صاحب آپ مذاکرات کی بات کر رہے تھے سیدنا امام حسین علیہ السلام نے عمرو بن سعد کو اتمام حجت تین باتیں کہیں۔

فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے انہوں نے خطوط بھیج کر بلایا ہے اگر یہ اِس سے انکار کرتے ہیں تو یا تو مجھے واپس جانے دیں اگر واپس نہیں جانے دیتے تو میں کسی سرحدی علاقے کی طرف چلا جاتا ہوں کیونکہ میرے ناحق قتل پر تمہارے پاس کیا جواز ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ یزید کے پاس جانے دو میں براہ راست اُس سے بات کر لیتا ہوں، عمرو بن سعد نے کہا یہ تینوں باتیں معقول ہیں اُس نے ابن زیاد کو خط لکھا جب ابن زیاد نے اِن تینوں باتوں کو پڑھا تو اُس نے کہا یہ تینوں باتیں معقول ہیں اِن میں سے کسی ایک بات پر اتفاق کر لیتے ہیں۔ لیکن اُس وقت شمر کا تاریک کردار سامنے آیا۔ غازی صاحب واقعہ کربلا کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ جگہ جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیلیں ظاہر ہوتی رہیں۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جب شمر کو دیکھا تو فرمایا۔

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَاَنِّیْٓ اَنْظُرُ اِلٰی كَلْبٍ اَبْقَعَ يَلِغُ فِيْ دِمَاءِ اَهْلِ بَيْتِيْ وَكَانَ شِمْرٌ قَبَّحَهُ اللّٰهُ اَبْرَصَ۔[1]

[1] البدایۃ والنہایۃ۔ جلد 8، صفحہ 205 (داراحیاء التراث العربی)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا کہ میں ایک ایسے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہلبیت کا خون پیئے گا اور وہ شمر ہوگا اُس کے جسم پر برص کے نشانات ہوں گے۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا یہی وہ کتا ہے جس کی مجھے نانا جان نے پہلے سے ہی خبر دے دی تھی۔ لہٰذا سب سے بدترین کردار اِس واقعہ کے اندر شمر ذی الجوشن کا ہے۔ ورنہ شاید یہ واقعہ اِس انداز سے رونما نہ ہوتا اگر اِس کا گھناؤنا مشورہ شامل نہ ہوتا۔

غازی صاحب اگر ہم تاریخ عالم میں اِس بات کا مشاہدہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حکمرانوں کو تباہ و برباد کرنے والے اُن کے نااہل مشیر ہوتے ہیں اُن کی غلط مشاورت اُن سے غلط فیصلے کرواتی ہے۔ شمر نے ابن زیاد کے ساتھ یہی کیا۔ شمر نے ابن زیاد کو کہا ابن زیاد تم رسوائی اور ذلت قبول کر رہے ہو اگر یہ آج تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر تم غالب نہیں آسکو گے۔ ابن زیاد نے شمر کے ذریعے عمرو بن سعد کو حکم نامہ جاری کیا کہ یا تو انہیں بیعت پر مجبور کرو اگر یہ بیعت پر راضی نہیں ہوتے تو فوراً حملہ کر کے قتل و غارت کرو اور اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو دستبردار ہو جاؤ اور کمان شمر کے حوالے کر دو۔ عمرو بن سعد نے شمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ اے لعین مجھے پتہ ہے کہ تیرا ہی گندہ مشورہ ہے لیکن میں سرداری اور حکومت تجھے نہیں دوں گا۔ یہ وہ موقع تھا جہاں یہ عمرو بن سعد نے دنیا کے طمع اور لالچ میں آ کر ایسا فیصلہ کر لیا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُس کی ذلت و رسوائی کا سبب بن گیا۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آل نبی کا کام تھا آل نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

منقبت

آیا نہ ہو گا اِس طرح حُسن و شباب ریت پر
گلشنِ فاطمہ کے تھے سارے گلاب ریت پر

جانِ بتول کے سِوا کوئی نہیں کِھلا سکا
قطرۂ آب کے بغیر اتنے گلاب ریت پر

جتنے سوال عشق نے آلِ رسول ﷺ سے کئے
ایک کے بعد ایک دیئے سارے جواب ریت پر

پیاسا حسین کو کہوں اتنا تو بے ادب نہیں
لمسِ لبِ حسین کو ترسا ہے آب ریت پر

عشق میں کیا بچایئے عشق میں کیا لٹا یئے
آلِ نبی ﷺ نے لکھ دیا سارا نصاب ریت پر

آل نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے
کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: شہادت امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین آج ہم سید الشہداء امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ذکرِ خیر کریں گے وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام جن کی والدہ خاتونِ جنت سیدۃ نساء العالمین ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ۔[1]

ترجمہ: بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

ناظرین وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام جن کے والد فاتح خیبر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمادی تھی۔

وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام جن کی نانی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ مسلمہ اول ہیں اور اپنا تن من دھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے لئے قربان کر دیا تھا۔

وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام جن کے نانا حضور سید الانبیاء امام الانبیاء وجہ تخلیقِ کائنات شافع محشر ساقی کوثر سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

وہ سیدنا امام حسین علیہ السلام جن کی دادی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی خدمت کی کہ ان کے وصال پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

رَحِمَكِ اللّٰهُ يَا أُمِّيْ كُنْتِ أُمِّيْ بَعْدَ أُمِّيْ تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنِيْ وَتَعْرِيْنَ وَتَكْسُوْنِيْ وَتَمْنَعِيْنَ نَفْسَكِ طَيِّبَ الطَّعَامِ وَتُطْعِمِيْنِيْ۔[2]

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب۔ باب ما جاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث 3869 (مصر)

[2] المعجم الأوسط للطبرانی۔ بَابُ الْأَلِفِ۔ رقم الحدیث 189 (القاهرة)
حلية الأولياء وطبقات الأصفياء۔ فَمِنَ الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنَ التَّابِعِينَ۔ جلد 3 صفحہ 121 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ترجمہ: اے میری ماں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں۔ جو کہ خود بھوکی رہ کر میرا پیٹ بھرا کرتی تھی اور اپنے لباس کا خیال نہ رکھتے ہوں مجھے اچھا لباس پہنایا کرتی تھیں۔ اور خود اچھی غذا سے پرہیز کر کے مجھے کھلایا کرتی تھیں۔

ناظرین سیدنا امام حسین علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جن کی شہادت پر صرف فرش نشین بھی نہیں بلکہ عرش والے بھی روئے تھے۔

جن کی شہادت پر جنات، درخت، پہاڑ، سورج، چاند، ستارے غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ رویا تھا۔

جن کی شہادت کے بعد اُس علاقے میں جس برتن کو اُٹھایا جاتا اُسی سے خون نکلتا تھا۔

جن کی شہادت پر آسمان سے بھی خون برسا تھا وہ امام حسین علیہ السلام جن کی شہادت پر لوگوں نے اتنے آنسو بہائے ہیں کہ اگر اُن کو جمع کیا جائے تو دریائے فرات کے پانی سے بڑھ جائیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

زیدی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کا تعارف کروادیں۔

ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب:

غازی صاحب اُن کا تعارف تو قرآن پاک میں اِن الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○۔[1]

ترجمہ: بس اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے رسول (ﷺ) کے اہل بیت تم سے ہر قسم کے گناہ کا میل (اور خشک و نقص کی گرد تک) دور کر دے اور تمہیں (کامل) طہارت سے نواز کر بالکل پاک صاف کر دے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حسنین کریمین علیہم السلام کو بُلا کر چادرِ انور میں چھپا کر فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَيْتِيْ ۔[2]

ترجمہ: یا اللہ یہ میری اہلبیت ہیں۔

یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہیں طہارت ایمانی کے اُس بلند مقام پر فائز کیا گیا ہے کہ کائنات کے تمام مومنین اگر اپنے ایمان کی طہارت کا قبلہ درست کرنا چاہیں تو ان کے کردار کو دیکھیں۔

اگر آپ کے نسبی تعارف کو دیکھا جائے تو آپ بنو ہاشم ہیں اور بنو ہاشم میں بنی عبدالمطلب کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔

فضیلت کے جتنے بھی معیار نسب میں ہو سکتے ہیں وہ سارے کے سارے سیدنا امام حسین علیہ السلام میں موجود ہیں۔ آپ وہ شخصیت ہیں کہ جن کی ولادت کے بعد پہلی خوراک دہنِ نبوت سے عطا ہوئی۔ اور آپ کو کانوں میں سننے کے لئے شہادتِ حق کی آواز اذان

---

[1] سورۃ الاحزاب، آیت 33

[2] سنن ترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن۔ باب ومن سورۃ الاحزاب، رقم الحدیث 3205 (مصر)

جو سننے کو ملی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز میں تھی جن کے جسم وروح کی غذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی توجہ خاص سے عطا فرمائیں وہ شخصیت راہِ حق سے کیسے ہٹ سکتی ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین علیھما السلام کو جب اُٹھاتے تو آپ انہیں چومتے تھے اور سونگھتے تھے اس کی کیا وجہ ہے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جو حسنین کریمین علیھما السلام کے لئے روایات میں آئی ہے وہ ایسی بے مثال محبت ہے کہ اتنی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے بھی نہیں فرمائی اور پوری کائنات میں کسی بھی نانا جان نے اپنے نواسوں سے ایسی محبت نہیں کی جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں سے فرمائی۔

نسب کے حوالے سے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جو فضیلت ہے میں اس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا۔[1]

ترجمہ: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری پیاری بیٹی کے بیٹے ہیں یا اللہ میں ان

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب۔ باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب والحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما۔ رقم الحدیث 3769 (مصر)

سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے تو اُس سے بھی محبت فرما۔

جب آپ نے حدیث پاک میں یہ فرمادیا تو قدرت نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جن میں سے کچھ راوی کا بہانہ بنائیں گے کوئی روایت اور کتاب کا بہانہ بنائے گا کوئی اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر ابنیت کے مرتبہ پر مانے گا اور کوئی نہیں مانے گا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صراحت کے ساتھ آیۃ مبارکہ بھیج کر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

قرآن پاک میں تین الفاظ آئے ہیں۔

اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَكُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَكُمۡ۔[1]

اب یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب آپ فرمادو کہ تم اپنے بیٹوں کو لے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو لے آتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ میرے محبوب ﷺ کے حقیقی بیٹے تو وصال فرما گئے ہیں۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء حسنین کریمین علیہما السلام کا ذکر تھا۔ اور پھر جب منشاء حسنین کریمین علیہما السلام کا ہی ذکر تھا تو نواسے کا لفظ بول دیا جاتا لیکن نواسے کا لفظ نہیں بولا بلکہ اَبۡنَآ کا لفظ بول کر واضح فرمادیا کہ حسنین کریمین میرے پیارے محبوب ﷺ کے بیٹے ہیں۔

قرآن پاک کے اگلے الفاظ ہیں نِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمۡ تو نساء کے اندر تو تمام امہات المومنین بھی شامل تھیں کیونکہ وہ بھی نِسَآءِ ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ

---

[1] سورۃ آل عمران، آیت 61

صرف اور صرف خاتونِ جنت کو ساتھ لے کر گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے اس فعل سے پوری کائنات کو یہ باور کرایا کہ روئے زمین کی نساء کی نمائندگی کا حق اللہ تعالیٰ نے فاطمۃ الزہرا کو عطا فرمایا ہے۔

تیسرے نمبر پر الفاظ ہیں اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ہم خود آجاتے ہیں تم بھی خود آجاؤ۔

تو رسول اللہ ﷺ مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے تو اِن کا شمار نہ تو اَبْنَآءَنَا کے اندر ہوسکتا تھا اور نہ ہی نِسَآءَنَا کے اندر ہوسکتا تھا تو آپ ﷺ نے انہیں اَنْفُسَنَا میں شمار کر کے خود میں شامل فرمالیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کو بھی خود میں شمار فرماتے ہوئے فرمایا۔

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا۔ [1]

ترجمہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتا ہے جو حسین علیہ السلام سے محبت کرے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تنولی صاحب آپ یہ بتائیں کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے کربلا جانے کے مقاصد کیا تھے؟ کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں دو شہزادوں کی اقتدار کی لڑائی تھی۔

---

[1] سنن ترمذی۔ ابواب المناقب۔ رقم الحدیث 3775 (مصر)

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سفر کربلا تو اُسی وقت سے شروع ہو چکا تھا جب آپ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے انکار سے اسلام کی سمت کا تعین ہو گیا کہ اسلام کا مستقبل کیا ہے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جتنے بھی خطبات دیئے اُن میں سے کچھ خطبات بہت اہم ہیں میں اُن میں سے دو تین پیش کروں گا۔ سب سے پہلے جب آپ سفر کا آغاز کرنے لگے تو آپ نے جو خطبہ دیا اُس میں دو باتیں بڑی اہم ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا ہم اہلبیت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ جنگ کے لئے جا رہے ہیں اور جنگ کے لئے سب سے پہلے قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اور دوسری بات آپ نے فرمائی کہ ہم اس لئے جا رہے ہیں کہ جب میدانِ محشر میں اپنے نانا جان کا سامنا کریں تو ان کی آنکھیں ہمیں دیکھ کر ٹھنڈی ہوں اور ہماری آنکھیں اُن کو دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔

پھر جب سیدنا حُرّ کا سامنا ہوا تو اُس وقت بھی آپ علیہ السلام نے خطبہ دیا اُس خطبے میں ایک بات بہت زیادہ اہم ہے۔ آپ نے فرمایا تم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کیا جا رہا ہے اور مالِ غنیمت کو ذاتی مال سمجھا جا رہا ہے۔ اور حلال و حرام کی تمیز کو مٹایا جا رہا ہے اِس وقت میں اگر تم نے اُٹھ کر دین کی اقامت کی بات نہ کی تو قیامت کے دن تمہارا انجام جہنم ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تمہیں شرمندہ ہونا پڑے گا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا شہید کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور دوسری جگہ فرمایا انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو تو سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سرِ انور نیزے پہ قرآن پاک کی تلاوت کر کے عملی طور پر شہید کی حیات کا اظہار نہیں فرما رہا تھا؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جن عجائبات کا ظہور ہوا اُن میں سے ایک کرامت آپ کی یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کے سرِ انور نے کلام کیا۔ جب آپ علیہ السلام کا سرِ انور نیزے پر رکھ کر لے جایا جا رہا تھا تو سرِ انور سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور وہ سورہ کہف کی درج ذیل آیت تلاوت کر رہے تھے۔

اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡکَهۡفِ وَالرَّقِیۡمِ کَانُوۡا مِنۡ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔[1]

ترجمہ: بے شک اصحاب کہف اور رقیم (یعنی غار اور لوح غار یا وادی رقیم) والے ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے کتنی عجیب نشانی تھے؟

گویا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے سرِ انور سے یہ آواز آرہی تھی کہ اُس واقع سے زیادہ عجیب میری شہادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن دو آیات میں شہید کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

---

[1] سورۃ الکھف۔آیت 9

کہ اُنہیں مردہ نہ کہو اور دوسری میں فرمایا مردہ گمان بھی نہ کرو۔ اِن دو آیات کو دیکھ کر میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ شہادتیں تو آپ علیہ السلام سے پہلے بھی ہوتی رہیں لیکن جب بھی کوئی شہید ہوا ہوگا تو یہ آیتیں اُس کے سرہانے کھڑی ہو کر اُس کے گھر والوں کو دِلاسا دیتی رہی ہوں گی کہ اِسے مردہ نہ کہنا یہ زندہ ہے۔ اور یہ آیتیں شہیدوں سے پوچھتی رہی ہوں گی کہ کیا میں ہی تمہارے زندہ ہونے کی گواہی دیتی رہوں گی یا تم میں سے کوئی شہید بھی آئے گا کہ وہ یہ گواہی دے کہ میرا کہنا حق ہے۔ تو یہ امتیاز صرف اور صرف سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ہی ہے کہ شہید کی حیات کو قرآن نے ثابت کیا۔ اور سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت نے قرآن پاک کے حق ہونے کو ثابت کیا ہے۔ کہ آؤ وہ قرآن کا عقیدہ جو تم نے آج تک الفاظ کی صورت میں پڑھا تھا امام حسین علیہ السلام تمہیں عملی طور پر دکھائے جا رہا ہے کہ شہید کیسے زندہ ہوتے ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب حفیظ جالندھری نے کہا تھا۔

شہید اِس دارِ فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

تنولی صاحب آپ اِس بات کی وضاحت فرما دیں کہ یزید سیدنا امام حسین علیہ السلام سے زبردستی بیعت کیوں لینا چاہتا تھا؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام

سے بیعت لے کر اسلام کی سمت کا تعین کرنا مقصود تھا۔ میں ایک مثال دے کر اِس مفہوم کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر آپ کے حلقے میں الیکشن ہو رہے ہیں اور اُس حلقے میں ٹوٹل ایک ہزار ووٹ ہے۔ جس میں سے سات سو یا چھ سو لوگ اپنا حق رائے دہی استعمال کرتے ہوئے ووٹ کاسٹ کرتے ہیں لیکن تین سو یا چار سو لوگ اپنا حق استعمال نہیں کرتے تو حکومتِ وقت اُن کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتی۔

اب یہی معاملہ آپ اِس مقام پر دیکھیں تو یزید کی بیعت کرنے والے لوگوں میں اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام کا نام نہیں تھا تو اصولی طور پر یزید زبردستی سیدنا امام حسین علیہ السلام سے بیعت نہیں لے سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام میری بیعت کر لیتے ہیں تو یہ ایک اتھارٹی ہیں اور ان کو دیکھتے ہوئے بہت سارے بڑے بڑے لوگ میری بیعت بھی کر لیں گے اور میں جو اسلامی حدود کو پامال کئے جا رہا ہوں اِن پر پردہ بھی پڑ جائے گا۔ لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے انکار کر کے اسلامی حدود کو پامال ہونے سے بچا لیا اور اُس کے موقف کو تقویت دینے سے بھی اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب احادیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خواب میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے جسم مبارک پر گرد وغبار ہے اور ہاتھ میں ایک شیشی ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ میں ابھی ابھی سرزمین کربلا سے آیا ہوں۔ تو کیا سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اُس دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میدانِ کربلا میں دیکھا بھی ہے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب لفظ شہید کے اندر فاعل کے اعتبار سے بھی معنی پایا جاتا ہے اور مفعول کے اعتبار سے بھی پایا جاتا ہے شہید شاہد بھی ہوتا ہے اور مشہود بھی ہوتا ہے اُسے آسمانوں سے دیکھنے کے لئے ملائکہ آتے ہیں لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام کا امتیاز یہ ہے کہ آپ کی بہادری، استقامت اور شجاعت کو دیکھنے کے لئے جہاں پہ ملائکہ کا نزول ہوا وہاں پہ ارواحِ انبیاء بھی آئیں اور امام الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان مناظر کو دیکھنے کے لئے روحانی طور پر تشریف لائے اور مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بھی روحانی طور پر جلوہ گری فرمائی۔

اِس لئے سیدنا امام حسین علیہ السلام صرف مشہود بالملائکہ ہی نہیں بلکہ مشہود بالمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہوئے مشہود بالانبیاء علیہم السلام بھی ہوئے اور مشہود بالعلی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی ہوئے۔ اور اس کی دلیل یہی روایات ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مکہ میں اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں لیکن دونوں ایک ہی طرح کا منظر بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ انور گرد آلود تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک میں مٹی بھی موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے۔

اِنِّیْ شَهِدْتُّ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا۔[1]

ترجمہ: میں نے ابھی ابھی اپنی چشمانِ مقدس سے حسین علیہ السلام کی شہادت کو دیکھا تھا۔

[1] سنن ترمذی۔ابواب المناقب۔باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی۔رقم الحدیث 3771 (مصر)

نذیر احمد غازی صاحب:

زیدی صاحب، مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب اور ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب آپ تینوں سے میرا سوال یہ ہے کہ جولوگ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو برا بھلا کہتے ہیں کیا وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں یا نہیں؟ اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہچائے اُس کی سزا کیا ہے؟ صرف ایک لفظ میں تینوں جواب دیں۔

پروفیسر قمر علی زیدی صاحب:

قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔[1]

ترجمہ: بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے۔

فردوس کا سالار حسینِ ابن علی علیہ السلام ہے
اللہ کا شہکار حسین ابن علی علیہ السلام ہے
سمجھو کہ مقام اس کا ہی فردوس بنے گی
جس کا بھی طرف دار حسین ابن علی علیہ السلام ہے
دنیا کے کسی غم میں گھبراتا نہیں ہوں
اجملؔ میرا غم خوار حسین ابن علی علیہ السلام ہے

---

[1] سورۃ الاحزاب۔ آیت 57

امام عالی مقام کی بارگاہ میں سلام

السلام اے نورِ اوّل کے نشاں
السلام اے رازِ دارِ کُن فکاں

السلام اے راحتِ دوشِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
السلام اے راکبِ نوکِ سناں

السلام اے ذوالفقارِ حیدری
السلام اے کشتۂ تسلیمِ جاں

السلام اے ابو ترابی کی دلیل
السلام اے شہبازِ لامکاں

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام اور سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر معین الدین نظامی صاحب

مفتی محمد فاروق القادری صاحب

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین کرام سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کا آج ہم ذکرِ خیر کریں گے اور یہ دیکھیں گے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے آپ کو سفیر بنا کر کہاں بھیجا اور آپ کی شہادت کِن حالات میں ہوئی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر نظامی صاحب کیا سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام نے سفر کا آغاز مکہ شریف سے کیا تھا۔؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب 15 رمضان المبارک کو جب مکہ شریف سے کوفہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو ضروری تھا کہ آپ مدینہ طیبہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضری دیں۔ لہٰذا آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے مدینہ طیبہ کی طرف سفر فرمایا اور روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر آخری سلام عرض کیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

درو دیوار حسرت سے نظر کرتے ہیں
رخصت ہے اے اہلِ وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

اور منیر نیازی نے بہت خوبصورت شعر کہا تھا:

اُس آخری نظر میں عجب درد تھا منیر
جانے کا اُس کے رنج مجھے عمر بھر رہا

غازی صاحب ایک ایسا انسان جسے یہ معلوم ہے کہ میں ایک ایسے خاردار

سفر کا مسافر ہوں جس کا انجام صرف شہادت ہے وہ جب اپنے اہل وعیال سے رخصت ہو رہا ہے تو دو چھوٹے چھوٹے شہزادے اصرار کرتے ہیں کہ ہم تو باپ کے ساتھ جائیں گے جن کے نام ہیں۔ محمد بن مسلم بن عقیل اور ابراہیم بن مسلم بن عقیل علیہم السلام۔ آپ دیکھئے کہ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مائیں بھی کیسی سراپا سخاوت و ایثار تھیں۔ ماں نے بہت خوشی سے اجازت دے دی کہ اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کچھ راہبروں کو ساتھ لے کر چار یا پانچ شوال کو کوفہ پہنچے۔

جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کوفہ پہنچے تو جن لوگوں نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کو خطوط بھیجے تھے وہ جوق در جوق بیعت کے لیے آنے لگے یہاں تک کہ ابتدا ہی میں بارہ ہزار، پندرہ ہزار اور پھر اٹھارہ ہزار اور پھر پچیس ہزار تک لوگوں نے سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کی بیعت کی۔ مؤرخین نے بڑے تعجب کا اظہار کیا ہے کہ جتنی تیزی کے ساتھ لوگوں نے بیعت کی تھی جب معاملہ سنجیدہ ہوگیا تو اُسی تیزی کے ساتھ لوگوں نے ساتھ چھوڑنا شروع کیا اور پھر چند دنوں کے اندر اندر سب کے سب لوگ ساتھ چھوڑ گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام نے راستے میں بھی لکھا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں واپس آجاؤں؟ امام صاحب نے جواب میں لکھا کہ اپنا سفر جاری رکھو لہٰذا آپ چلے گئے۔ کیا جاتے ہوئے آپ کو ڈر نہیں لگا؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب اِس کا جواب میں بابا بُلّھے شاہ کے ایک شعر سے دوں گا

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آپ فرماتے ہیں:

عشق دی ریت یارو سب توں جُدا
نہ اے راہ ویکھ دائے نہ کُراہ ویکھدا اے
عشق قائل بلندی تے پستی دا نہیں
ککھ چھڈدا ویرانے تے بستی دا نہیں
عشق چاہوے جھکا دیندا اے عاشق دا دِل
نہ اے کعبہ تے نہ کر بلا ویکھ دا اے

غازی صاحب تقدیر کا فیصلہ بھی اِسی طرح ہی تھا اور خود سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جب مکہ سے کوفہ آنے کا عزم فرمالیا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب آپ کو روکا تو آپ نے فرمایا میرا دامن کربلا کی طرف کھنچ رہا ہے اور پھر یہ بات سو فیصد یقینی بھی تھی کہ یہ وہی سفر ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی۔ لہٰذا آپ علیہ السلام نے عزم فرمایا اور اِس راہ کے مسافر بن گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام جب کوفہ تشریف لائے تو آپ نے کس کے گھر میں قیام فرمایا؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

جی غازی صاحب جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کوفہ تشریف لائے تو مختار بن

عبیدہ ثقفی کے ہاں آپ نے قیام فرمایا۔

اُسی دوران ابن زیاد آمریت کے اندھیرے کو لے کر آیا اور غضبناک تقریر کی اور دہشت پھیلا کر لوگوں کو سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کی بیعت سے دستبردار ہونے پر مجبور کیا اور خوفناک انجام سے ڈرا کر لوگوں کے ذہنوں کو تبدیل کر دیا جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو آپ مصلحتاً اپنی رہائش تبدیل کرتے ہوئے سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ نوّے سال کے بزرگ تھے اِن کا قبیلہ بہت بڑا تھا یہ اپنے قبیلے کے سردار بھی تھے۔ جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام ان کے گھر تشریف لے گئے تو انھوں نے خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چشم و چراغ کی میزبانی کو اپنی سعادت کی معراج سمجھا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر نظامی صاحب سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ اتنے طاقتور آدمی تھے کہ جب وہ کہیں کسی قبیلے کے مقابلے میں جاتے تو اُن کے ساتھ بیس ہزار لوگ ہوتے تھے یعنی اُن کی اپنی آرمی تھی سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام اگر بغاوت کرنا چاہتے تو کیا بغاوت نہیں کر سکتے تھے؟ کیا اتنا طاقتور قبیلہ یزید کی فوجیں آنے سے پہلے ابن زیاد اور اُس کی فوج کو ختم نہیں کر سکتا تھا؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب ایسا ہی ہے سب کچھ ہو سکتا تھا لیکن مخلصین اصول وضوابط کے پابند ہوتے ہیں ورنہ وہاں اگر یہ اقدام ہو جاتا تو تاریخ کا دھار پلٹ گیا

ہوتا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام ازخود کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے جب تک سیدنا امام حسین علیہ السلام کی طرف سے اجازت نہ ہوتی۔

سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ جب بیمار ہوئے تو ابن زیاد دو مرتبہ ان کی بیمار پُرسی کے لیے آیا جبکہ اُسے پتہ تھا کہ انھوں نے سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو پناہ دے رکھی ہے۔ جب وہ آتا تھا تو سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ کے قبیلے والوں نے کہا کہ اس کو ختم کر دینا چاہئے کیونکہ اس کے ارادے صحیح نہیں لگتے۔ لیکن سیدنا ہانی بن عروہ نے اس اقدام سے روک دیا۔ پھر ایک مرتبہ ابن زیاد نے سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کو دارالامارۃ میں بلایا جب آپ وہاں گئے تو جاتے ہی اُس نے کہا تم اپنی موت کے پاس چل کر آئے ہو سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حالات مختلف ہیں لیکن ہزاروں کے ساتھ چلنے والا آدمی اُس وقت اکیلا تھا۔ اس لیے ابن زیاد نے سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کی حوالگی کا مطالبہ کرتے ہوئے قید کر دیا۔

سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تو تیار ہو گئے لیکن سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو ابن زیاد کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کا کریم گھرانے سے تعلق تھا آپ نے بھی ایسی لاج نبھائی کہ سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کا مزار آج بھی سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کے مزار کے پاس ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب اختر شیرانی کی نعت کا ایک شعر ہے شیرانی صاحب کہتے ہیں:

مزہ جب ہے کہ جائیں خلد میں ہم اِس طرح اختر

کہیں حوریں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مستانہ غلام آیا

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب جب سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے قبیلے کو پتہ چلا کہ ہانی رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے ہیں اور یہ خبر بھی پھیل گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ کے قبیلے والوں نے جب دارالامارت کا گھیراؤ کیا تو ابن زیاد کی طرف سے یہ پیغام جاری ہوا کہ ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اس لیے وہ چلے گئے لیکن دوسرے دِن آپ رضی اللہ عنہ کو بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ جب سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو سیدنا ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پتہ چلا تو آپ علیہ السلام نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ میں اب مزید ان کے گھر والوں کے لیے پریشانی کا باعث بنوں اس لیے آپ باہر تشریف لائے جب آپ باہر نکلے تو بہت سارے لوگ بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے لیکن جب یہ اعلان ہوا کہ یزید کا لشکر بھی پہنچنے والا ہے لہذا جس نے بھی مسلم بن عقیل علیہ السلام کا ساتھ دیا اُسے بھاری قیمت چُکانا پڑے گی۔ یہ اعلان سُن کر ایک ایک کرکے لوگ ساتھ چھوڑتے گئے یہاں تک کہ آپ نے مسجد میں جماعت کروائی اور جب سلام پھیرا تو سب لوگ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

مفتی فاروق القادری صاحب:

سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام اکیلے رہ گئے تو آپ ایک گھر کے قریب سے گزرے وہاں ایک بزرگ عورت دیوار کے ساتھ سہارا لگا کر بیٹھی تھی آپ نے اُس سے پانی مانگا اُس نے پانی پیش کیا۔ آپ پانی پی کر دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ عورت نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ جب آپ نے اپنا تعارف

پیش کیا تو وہ اپنی سعادت کی معراج سمجھ کر اپنے گھر لے گئیں۔آپ نے وہاں رات بسر کی اور ساری رات عبادت میں گزار دی جب اُس (طوٰی) نامی خاتون نے صبح کھانا پیش کیا تو آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا تم مجھے کھانا کھلانا چاہتی ہو اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے نانا جان سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ فرمارہے ہیں کہ اے مسلم جلدی کرو ہم تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔اِن حالات میں ابن زیاد کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو شخص سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کے بارے میں اطلاع دے گا اُسے اتنے ہزار درھم انعام کے طور پہ دیئے جائیں گے۔ یہ اعلان سن کر اُسی طوٰی نامی عورت کا ایک بیٹا تھا جس کا نام بلال تھا اُس نے دنیا کے چند دراہم کے لالچ میں سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کے بارے میں ابن زیاد کو اطلاع دے دی جس کی وجہ سے ابن زیاد کی فوج آئی اور سخت قسم کا مقابلہ ہوا اور آپ علیہ السلام نے کئی یزیدیوں کو واصلِ جہنم کیا۔تب گورنر کے پاس پیغام بھیجا گیا کہ مزید فوج بھیجی جائے تو اُس نے کہا اتنی فوج سے ایک اکیلا شخص تم سے گرفتار نہیں ہورہا اگر اُس کے پاس فوج ہوتی تو تمہارا تو کہیں ٹھکانہ بھی نہ ہوتا۔

قاصد نے یہ بات سُن کر کہا کہ وہ کوئی سبزی فروش تھوڑا ہے کہ فوراً گرفتار ہوجائے گا بلکہ وہ شجاعت حیدری کا وارث ہے۔آپ زخموں سے چُور ہیں لیکن آپ کو گرفتار کرنے کے لیے کوئی قریب نہیں جاتا بلکہ دُور سے پتھر پھینکتے ہیں کیونکہ اُن سب پر اللہ کے شیر کی ہیبت طاری ہے۔غازی صاحب یہ تو شجاعت حیدری کے امین تھے۔ آپ برصغیر کی تاریخ میں دیکھیں جب ٹیپو سلطان کو انگریزوں نے شہید کیا تو تین دِن تک وہ ٹیپو سلطان کے قریب نہیں گئے۔یہی تو ہیبت الٰہی ہے۔

ہیبتِ حق است ایں خلق نیست
ہیبتِ ایں مردِ صاحب درک نیست

یہ ہیبت و دبدبہ خدائی ہے جس کا اظہار اِس بندے سے ہو رہا ہے چنانچہ شدید زخمی حالت میں بھی سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کو یہ دھوکا دے کر گرفتار کیا گیا کہ آپ کے لیے امان ہے۔ ہم آپ کے ساتھ مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔

جب آپ کو گرفتار کر کے لے جا رہے تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے تو ایک شخص نے کہا آپ تو خلافت کے طالب ہیں اور اب اتنے کمزور پڑ گئے کہ رونے لگ گئے ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک کی قسم یہ آنسو مسلم بن عقیل کی جان کے لیے نہیں ہیں بلکہ یہ تو سیدنا امام حسین علیہ السلام کے لیے ہیں جن کو میں خط لکھ چکا ہوں کہ یہاں حالات ساز گار ہیں آپ اہل وعیال سمیت تشریف لے آیئے۔ اُسکے بعد بے دردی سے آپ کو شہید کر دیا گیا۔

غموں سے بھرپور ہر قدم پر امام مسلم علیہ السلام کی داستاں ہے
ملی خداوند کی بارگاہ سے حیات جاوداں
امیر بھی ہیں سفیر بھی ہیں وہ راہِ حق کے اسیر بھی ہیں
ہیں جس کے پہلے شہید مسلم علیہ السلام وہ ابنِ حیدر کا کارواں
اُنہیں نہ دنیا کی تھی ضرورت قبول کوفہ میں کی شہادت
یہ آلِ احمد کا کارواں ہیں جو اب بھی دیکھو رواں دواں ہے
شبیہ مولا علی ہیں مسلم سفیرِ آلِ نبی ہیں مسلم
وفا کے اجمل سالارِ اعظم بلندیوں کا وہ آسماں ہیں

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی سیرت پاک

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: ڈاکٹر معین نظامی صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب

ڈاکٹر سعید احمد سعیدی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

آج ہم جس ہستی پاک کا ذکر کرنے لگے ہیں۔ان کے بارے میں صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی کا ایک شعر پیش کرتا ہوں انہوں نے کہا تھا کہ

کسی بیمار کو زنجیر پہنائی نہیں جاتی
نصیر آخر عداوت کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں
اور طمانچے مار لو خیمے جلا لو قید میں رکھ لو
علی کے گل رخوں سے بوئے زہرائی نہیں جاتی

ناظرین کرام جب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا ذکر میرے ذہن میں آتا ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کا صبر سمندروں سے زیادہ گہرا اور صحراؤں سے زیادہ وسیع تھا۔اگر ان کا غم پہاڑوں پر ڈال دیا جاتا تو پہاڑ ریت کے ذروں کی طرح اڑ جاتے۔ اگر وہ غم سمندروں میں ڈال دیا جاتا تو سمندر خشک ہو جاتے اور اگر صحراؤں میں ڈال دیا جاتا تو صحرا سمٹ کر ایک ذرہ بن جاتے۔

جن مصائب سے سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام گزرے یہ انہی کا سینہ تھا جو اتنے بڑے غم کو سہہ گیا۔آپ نے کربلا کے بعد ساری عمر ٹھنڈا پانی نہیں پیا کیونکہ جب پانی پینے لگتے تھے تو کربلا کے پیاسوں کی یاد آجاتی تھی۔ساری عمر کبھی مسکرائے نہیں لوگ سوال کرتے تھے تو جواباً فرماتے تھے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا ایک بیٹا صرف گم ہو گیا تھا ان کی موت کا یقین نہیں تھا لیکن رو رو کر ان کی آنکھیں چلی گئی تھیں۔لیکن میرے سامنے تو سارا خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیا گیا تھا۔

ناظرین کرام سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے فضائل اور آپ کی کرامات اتنی ہیں کہ ان کا اندازا لگانا مشکل ہے۔آپ کے جود وسخاوت کا حال یہ ہے کہ جب آپ کے وصال کے بعد آپ کو غسل مبارک دیا جارہا تھا تو آپ کے جسم پر نیلے رنگ کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔پوچھنے پر پتہ چلا کہ آپ رات کے وقت مجبور، مسکین اور غریب لوگوں کے گھروں میں اپنی پیٹھ پر راشن لاد کر خود پہنچایا کرتے تھے۔اس وجہ سے آپ کے جسم پر نیلے نشان پڑ گئے تھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا تعارف کروادیں؟

ڈاکٹر معین الدین نظامی صاحب:

سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے ایک ایسے فرد ہیں جن کا ذکر قیامت تک جاری رہے گا۔آپ کے والدِ ماجد سیدنا امام حسین علیہ السلام، دادا سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور دادی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔ سیدنا امام حسن او سیدنا امام حسین علیہما السلام کی جو اپنی اپنی انفرادی خصوصیات تھیں وہ ہمیں ایک بار پھر سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام میں اکھٹی دکھائی دیتی ہیں۔چاہے وہ علم ہو یا بردباری وصبر ہو یا تسلیم ورضا اور شجاعت وحق گوئی ہو۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے شخصی اوصاف پر روشنی ڈالیں؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

جی غازی صاحب یقیناً یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جب ہم ان کی شخصیت ،ذات اوران کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف وکمالات کو دیکھتے اور پڑھتے ہیں تو یہ یقین ہوجاتا ہے کہ الفاظ کے اندر وہ معنویت نہیں ہے جو ان کی ذاتوں کے اندر خصوصیتیں پائی جارہی ہیں۔سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے شخصی فضائل کو دیکھا جائے تو آپ کی ذات میں جہاں صبر وسخاوت نقطہ کمال پر نظر آتا ہے وہیں پر زہد وتقویٰ اور شب بیداری بھی نقطہ کمال پر ہے۔صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن ودوست بلکہ ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک کا پیکر تھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب جس انسان کے بھائیوں ،بھتیجوں ،ننھے بچوں اور خواتین کے ساتھ اتنا بڑا ظلم اور غموں کے پہاڑ ٹوٹے ہوں اس میں تو اتنی سکت بھی نہیں ہوتی کہ وہ کوئی بات بھی کر سکے۔لیکن یزید اور ابن زیاد کے دربار میں دونوں جگہ جس طرح سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے گفتگو کی ہے کیا انسان سوچنے پہ مجبور نہیں ہوجاتا کہ وہ کونسی طاقت ہے جس نے انہیں قائم رکھا؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیتِ اطہار امت کیلئے ہر لحاظ سے نمونہ ہیں۔کردار کی جو بھی معراج ہوسکتی ہے اس کا نمونہ آپ کو ان ہستیوں میں مل سکتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کا عملی اظہار ہمیں اہل بیت اطہار کی زندگیوں

میں نظر آتا ہے۔آپ دیکھیں کہ یہ فتنے کا وہ زمانہ تھا جب اسلام کا چہرہ مسخ کیا جارہا تھا۔اوراس زمانے میں اسلام کی Values کو Preserve رکھنے کیلئے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کیلئے جس کردار کی طاقت کی ضرورت تھی وہ ہمیں صرف اہل بیت اطہار میں نظر آتا ہے۔سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جو قربانی دی وہ ایک بہت بڑے مقصد کیلئے تھی لیکن اس مقصد کو تسلسل سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی شخصیت نے دیا۔آپ نے سوال کیا کہ آپ کے اندر وہ کون سی طاقت تھی جس نے آپ کو اتنے صدموں کے باوجود بھی قائم رکھا؟ غازی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام بچپن میں بیمار ہو گئے تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے آپ سے فرمایا بیٹا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے تو میں آپ کے لیے کیا دعا کروں؟ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے عرض کی ابوجان میری خواہش ہے کہ آپ میرے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ مجھے اپنی قضاوقدر کے خلاف کچھ مانگنے کی توفیق نہ دے۔اب اسکو میں ایک چیز ہے۔ Link کرنا چاہوں گا۔سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں اہل بیت کا ذکر کرتے وقت تین باتوں کا تذکرہ کیا۔سب سے پہلے فرمایا یہ قدسی الازل ہیں،یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو پہلے دن سے پاکیزہ ہیں۔دوسرے نمبر پہ فرمایا یہ طریقت میں کامل اور اخلاقیات میں کمال ہیں۔تیسرے نمبر پہ فرمایا کہ طریقت کا کوئی امام یا شیخ ایسا نہیں ہے جو ان کو اپنا امام نہ سمجھتا ہو۔آپ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی دعا کو دیکھ کر حضور غوث الثقلین سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی تعلیمات کا نچوڑ تین چیزیں ہیں۔اوامر کی پابندی،نواہی سے پرہیز اور قضاوقدر پر یقین اوراس پر راضی رہنا۔اب ذرا سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آجائیں

جب آپ قیدی ہو کر دمشق پہنچے تو کسی نے پوچھا اے امام آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ نے فرمایا ہم نے اسی طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون کے سامنے کی تھی۔ہمیں ان لوگوں کا سامنا ہے جنہوں نے ہم پر فرعون سے بڑھ کر مظالم ڈھائے۔ہماری عورتوں کو باقی رکھا اور ہمارے مردوں کو شہید کر دیا لیکن اس کے باوجود ہم اللہ کا شکر ادا کرنے والے ہیں اس کی رضا پر پر راضی رہنے والے ہیں۔یہ وہ طاقت تھی جس نے آپ کے حوصلوں کو ماند نہیں پڑنے دیا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نظامی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید کے دربار میں کچھ مطالبات پیش کیے ان میں سے ایک یہ تھا کہ سارے شہداء کے سرِ انور ہمارے حوالے کر دیئے جائیں تا کہ ہم ان کو مدینہ منورہ لے جائیں۔یا پھر قاتلین حسین کو ہمارے حوالے کیا جائے تا کہ ہم ان سے بدلہ لیں۔اگر یہ باتیں بھی تمہیں منظور نہیں تو مجھے جامع مسجد دمشق میں جمعہ کا خطبہ دینے دیا جائے۔یزید نے کہا تیسری شرط منظور ہے آپ جمعہ کا خطبہ دے سکتے ہو۔جب آپ خطبہ دے رہے تھے تو کہتے ہیں اس وقت پہاڑ اور زمین و آسمان والے سارے رو رہے تھے غرضیکہ اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والے بھی چپ نہ رہ سکے ان کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔جب یزید نے دیکھا تو اسے ڈر پڑ گیا کہ ان کے خطبے سے کہیں انقلاب ہی نہ آ جائے اور لوگ اس کے خلاف نہ ہو جائیں۔تو اس نے فوراً مؤذن کو اشارہ کیا کہ اذان پڑھ دو۔یہ کون سی طاقت تھی جس نے سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے اندر اتنا درد پیدا کر دیا تھا؟

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ڈاکٹر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو فصاحت و بلاغت بدرجہ کمال عطا کی تھی پورے عرب کی فصاحت ایک طرف اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فصاحت و بلاغت ایک طرف۔ پھر فصاحت و بلاغت کے ساتھ اگر مظلومیت شامل ہو جائے تو معاملات دو آتشہ ہو جاتے ہیں۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبات جو کہ ان دونوں ہستیوں نے ابن زیاد کے دربار اور پھر دمشق میں یزید کے سامنے اور پھر مدینہ منورہ میں جا کر دیے وہ خطبات ہماری تاریخ میں اس اعتبار سے بھی بہت اہم ہیں کہ واقعہ کربلا کے بعد بھی اتمام حجت کا ایک سلسلہ موجود ہے۔ کیونکہ جو لوگ استبداد کے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آلِ رسول پر اپنے مظالم اسی طرح جاری رکھنے تھے اور ہر کسی کی اپنی ایک کربلا ہونی تھی اس لئے ضروری تھا کہ ایک دفعہ اتنا ظلم سہنے کے بعد پھر اتمام حجت کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے جتنے بھی خطبات ہیں ان میں سب سے پہلے آپ اپنا تعارف کرواتے ہیں۔ اپنی تمام نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں کوئی بھی نسبت چھوڑتے نہیں ہیں اس سے پتہ چلا کہ مدحِ اہل بیت کی بنیاد بھی خود اہل بیت نے رکھی ہے بس ہم اس عمل میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔ غازی صاحب آپ فرما رہے تھے کہ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس وہ کون سی طاقت تھی جس نے آپ علیہ السلام کے اندر اتنا درد پیدا کر دیا تھا؟ وہ قوتِ ایمانی، قوتِ مظلومیت، قوت حقانیت اور اللہ تعالیٰ کی ذات پہ یقین تھا۔ کیونکہ جب مؤذن نے اشهدان محمد رسول الله ﷺ

پڑھا تو آپ نے فرمایا اے یزید بتا آج ممبر پر جس کا نام لیا جا رہا ہے وہ تمہارا نانا ہے یا میرا؟ یہ قوت تھی جس نے یزید اور اس کے پیروکاروں کو ذبح کر کے رکھ دیا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب کربلا کے واقعات کے بعد ایک خطبہ ابنِ زیاد کے دربار میں اور ایک خطبہ یزید کے دربار میں اور ایک خطبہ اس وقت دیا جب نانا کے دربار انور پر حاضری ہوتی ہے۔اور وہاں جو خطبہ دیا اور پھر اہل مدینہ نے جب اس خطبہ کو سنا تو وہ باہر نکل کر کہنے لگے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور آپ ابھی خلافت کا اعلان کر دیں لیکن اس کے باوجود بھی آپ نے کہا ہمیں تخت وتاج کی ضرورت نہیں ہے۔

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

جی غازی صاحب ڈاکٹر صاحب نے جس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ فصاحت وبلاغت توان کے گھر کی پیدا وار ہے ۔ رسول اللہ ﷺ کی فصاحت وبلاغت ، سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کی فصاحت وبلاغت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کو وراثت میں ملی تھی تو پھر خطبات میں وہ رنگ تو ہونا ہی تھا۔تاریخ گواہ ہے کہ جب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ اے یزید بتا آج ممبر پر جس کا نام لیا جا رہا ہے وہ تمہارا نانا ہے یا میرا؟ ان الفاظ کے اندر اتنی طاقت تھی کہ یزید نے مؤذن کو اذان دینے سے روک دیا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کر چلا گیا کہ جس نماز کا تذکرہ مؤذن کر رہا ہے اس

نماز سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔یعنی اس کی بغاوت،کفر اور اس کے اندر چھپی ہوئی خوار جیت کا عالم یہ ہے جس اذان کے اندر آپ کے نانا جان ﷺ کا نام ہے مجھے اس نماز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔اور اپنی بدبختی کی انتہا یوں کہتے ہوئے کرتا ہے کہ آج ہم نے بنو ہاشم سے بدر اور احد کے اندر مارے گئے مقتولوں کا بدلہ لے لیا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر تنولی صاحب امام زہری نے لکھا کہ عبدالملک بن مروان نے سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کو بیڑیاں ڈال کر قید میں رکھا ہوا تھا۔امام زہری کہتے ہیں میں انہیں ملا اور عرض کیا اے امام پاک آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہو رہا ہے۔آپ نے کہا ہم قضاوقدر پر راضی ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ قوتیں عطا کی ہیں کہ ہم ارادہ کریں تو یہ زنجیریں ٹوٹ کر بکھر جائیں۔بس اتنا کہنا تھا کہ امام پاک نے اپنے ہاتھ ہلائے میں بڑا حیران ہوا کہ تھوڑی دیر بعد زنجیریں ایک طرف پڑی تھیں۔چند دن بعد اچانک عبدالملک بن مروان امام زہری کو بلا کر کہتا ہے کہ یار عجیب واقعہ ہو گیا میں اپنے محل میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دم میں نے دیکھا سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لے آئے اور کہا تم ہمارے ساتھ بہت زیادتی کر رہے ہو تمہیں شرم آنی چاہیے۔میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ تو وہ اسی وقت غائب ہو گئے۔اس وقت سے میرے اوپر لرزہ طاری ہے اور میں بہت پریشان ہوں۔ڈاکٹر تنولی صاحب یہ کرامات اور یہ قوت اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے۔ہم اولیاء اکرام میں اس طرح کی کرامات دیکھتے ہیں اور یہ تو اولیاء کے سردار اور

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

امام ہیں تو یہ اپنی طاقت اور قوت کو کیوں استعمال نہیں کرتے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب بڑی سادہ سی بات ہے اگر اہل بیت اطہار اپنی روحانی طاقتوں کو استعمال کرتے تو واقعہ کربلا ہمارے لئے نمونہ ہی نہ ہوتا۔ اہل بیت کی شخصیات اتنی معتدل اور کامل نمونہ ہیں کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ جتنا کربلا کے ریگزاروں میں اہل بیت اطہار کا خون بہایا گیا شاید ہم نے اس سے زیادہ اہل بیت کے ساتھ زیادتی کی۔ ہم نے واقعہ کربلا کو اتنا سطحی بنا دیا کہ ہم اس سے پریکٹیکل Lesson لینے کی طرف آتے ہی نہیں ہیں۔ میں آپ کو دو مثالیں دوں گا۔ آپ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی PoliticalApproach اور آپ کی MoralApproach، آپ کی عبادات اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ رویے کو دیکھیں تو آپ کو نمونہ کامل نظر آئے گا۔ واقعہ کربلا کے بعد جب یزید کی موت ہوگئی تو تین بڑی تحریکیں شروع ہوگئیں تھیں۔ تحریک حُرّا، تحریک توابین اور پھر مختار ثقفی کھڑا ہوا سب نے امام پاک سے رابطہ کیا لیکن آپ نے کسی کو بھی کھل کے سپورٹ نہیں کیا ان تحاریک اور عوامی جذبات کو اپنے لئے قبول نہیں کیا۔ حالانکہ آپ کو ہر طرح تصرف حاصل تھا۔ واقعہ کربلا کے بعد پورا عالم اسلام متزلزل ہو گیا تھا مروان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اس کی پوری فیملی کی جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اس نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رابطہ کیا کہ میرے تحفظ کا کچھ کریں تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نے فرمایا میرے بس کی بات نہیں ہے۔تم سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام سے رابطہ کرو۔وہ جب امام صاحب کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اپنے تمام گھر والوں کو میرے فلاں گھر میں پہنچادو۔آپ دیکھیں حجاج بن یوسف نے جس وقت بیت اللہ شریف کو منہدم کیا تو لوگ بیت الحرام کی ہر چیز اٹھا کر لے گئے۔پھر اس نے سوچا کہ اب اس کی تعمیر کرنی چاہیے۔جب دوبارہ تعمیر کے لیے بنیادیں کھدوائیں تو وہاں پر ایک اژدھا نکل آیا۔کوئی جرأت نہیں کر رہا تھا کہ آگے بڑھے اور تعمیر کرے۔لوگوں نے حجاج سے رابطہ کیا کہ اب اس کا کیا کریں وہ پریشان ہوگیا اس نے بڑے بڑے اہلِ علم لوگوں کو بلایا تو انھوں نے کہا آپ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام سے رابطہ کریں وہ تمہیں کوئی نہ کوئی راستہ بتائیں گے۔جب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے حجاج اس کا صرف ایک حل ہے جو کچھ بیت الحرم کا اٹھا کر لے جایا گیا ہے وہ واپس لاؤ تو تمہارے لئے تعمیر کا راستہ کھل جائے گا جب ساری چیزیں حجاج کے حکم پہ واپس لائی گئیں تو آپ نے بنیاد رکھی اور فرمایا اب تم تعمیر کر سکتے ہو۔یہ بات عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے تصرفات کی دنیا کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔لیکن آپ نے ان تصرفات کو اپنی ذات کیلئے استعمال نہیں کیا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر نظامی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا زہد وتقویٰ کیسا تھا؟

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ڈاکٹر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب میں ڈاکٹر تنولی صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں ہمیں واقعہ کربلا کے بعد دو عجیب وغریب قدرتی انتقام دکھائی دیتے ہیں اور ان میں بھی اہل بیت کا کردار اور عظمت مسلّم ہو کر نکھر کر سامنے آتی ہے۔ایک تو یہ کہ جس تخت کے حصول کیلئے اتنی تگ ودو کی گئی تھی اس تخت کو یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید نے چھوڑ دیا۔اس کے بعد جب یزید مرا تو اس کا جو سب سے عظیم سپہ سالار جس کا نام ہشیم بن نفیر تھا جس نے کربلا میں بھی بہت سے مسائل پیدا کئے تھے اس نے سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آ کر کہا کہ اس وقت تخت کا کوئی ولی وارث نہیں ہے اور میں اپنے کیے ہوئے گناہوں کی تلافی کرنا چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کے ساتھ ہوں آپ خلیفہ وقت بن سکتے ہیں اگر آپ موقع پرست ہوتے تو اس وقت آپ تخت پر بیٹھ سکتے تھے لیکن آپ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا کیونکہ تخت وتاج کی ہمیں کوئی طلب نہیں ہے۔جہاں تک آپ کے غیر معمولی زہد وتقوی کا تعلق ہے تو امت نے بالاتفاق اور بالاجماع آپ کو جو القابات دیئے ہیں انہیں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کیسی شخصیت تھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے القابات کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

آپ کو جو القابات ملے ان میں ایک زین العابدین،سید الساجدین اور سجاد

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ آپ کے شخصی فضائل کی وجہ سے آپ کا پولیٹیکل ویژن تھا کہ امت کے اندر انتشار نہ ہو قتل وغارتِ گری نہ ہو۔ اور پھر جس غم کو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے تھے اس کے بعد ان کے لئے تخت پر بیٹھنے کا کوئی معنی نہیں تھا۔ دیکھیے تخت اور تاج آپ کے لئے کیا چیز ہے ۔ایک دن ہشام بن عبدالملک اپنے کئی عقیدت مندوں اور غلاموں کے ساتھ طواف کر رہا تھا جب حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا وقت آتا تو اسے کوئی راستہ نہیں دیتا اور جگہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ حجر اسود کا بوسہ نہیں دے پاتا تھا۔ وہ اسی عالم میں ششدر کھڑا تھا کہ اتنے میں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام تشریف لے آئے تو لوگوں نے دیکھتے ہی راستہ چھوڑ دیا ۔ آپ طواف کے بعد پرسکون ہو کر حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں ۔ پھر آپ واپس پلٹتے ہیں ۔ آپ کی اس جاہ وحشمت اور رعب ودبدبہ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس سے ایک شامی نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تیرے لئے تو کسی نے راستہ نہیں چھوڑا لیکن اس کو دیکھتے ہی لوگوں نے راستہ خالی کر دیا تو ہشام نے کہا میں ان کو نہیں جانتا حالانکہ وہ سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کو جانتا تھا لیکن یہ اس لیے کہا کہ عربوں میں معروف ہونا اور مجہول ہونا ایک بہت بڑا امتیاز تھا۔ اگر کوئی مجہول ہوتا تو یہ اس کے لئے بڑے طعنے کی بات ہوتی تو اس نے اسی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا ہشام کیا تو نہیں جانتا کہ یہ شہزادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام ہیں؟ میرا وجدان کہتا ہے اس نے یہ سن کر دل میں ضرور کہا ہوگا کہ پھر حکومت تو ان کی ہے۔ اچھا یہ بات بالکل اسی طرح ہے جیسے ابن زیاد نے اپنے دربار میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے بارے میں سوال کیا تھا کہ یہ کون ہیں؟ اور یہ سوال اس نے اس لیے نہیں کیا تھا کہ اسے معلوم

نہیں تھا بلکہ اپنی باطنی خباثت کو ظاہر کرنے کیلئے انہیں مجہول ظاہر کر رہا تھا۔ ہشام کی یہ بات سن کر فرزدق شاعر نے کہا میں بتاتا ہوں کہ یہ کون ہیں؟ اس نے فی البدیہہ آپ کی شان میں اتنے اشعار کہے کہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے۔

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب میں اسی میں ایک جملے کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ فرزدق نے وہیں پہ کھڑے ہو کر کہا:

هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ ... وَالْبَيْتُ يَعْرِفُهُ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ۔

ترجمہ: یہ وہ ہستی ہیں جن کے قدموں کی آہٹ سرزمین بطحا جانتی ہے اور ان کے منصب جلیل سے تو کعبہ اور حل وحرم واقف ہے۔

فَلَيْسَ قَوْلُكَ مَنْ هَذَا بِضَائِرِهِ ... الْعُرْبُ تَعْرِفُ مَنْ أَنْكَرْتَ وَالْعَجَمُ۔

ترجمہ: تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں دیتا کیونکہ یہ تو وہ ہیں جنہیں عرب وعجم جانتے ہیں۔

يَكَادُ يُمْسِكُهُ عِرْفَانَ رَاحَتِهِ ... رُكْنُ الْحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَسْتَلِمُ

ترجمہ: شاید ان کے دست کی ہتھیلی کی خوشبو کو رکن اور حطیم نے جمع کر لیا ہے جب وہ حجر اسود کو چومنے آئے تھے۔

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ ... وَلَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُوا

ترجمہ: دنیا کا کوئی سخی ان کی منتہاء سخاوت کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کوئی قوم کا بڑا ان کی برابری نہیں کر سکتا اگر چہ وہ اپنی قوم میں معزز ہو۔

مِنْ مَعْشَرٍ حبهم دين وبغضهم ... كفر وقر بهم منجي ومعتصم

ترجمہ: یہ اس گھرانے سے ہیں جس کی محبت عین دین ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر، ان کا قرب مقام نجات اور قلعہ محافظت ہے۔

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمْ ... أَوْ قِيلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيلَ هُمُ

ترجمہ: اگر زمانے کے متقی گنے جائیں تو سب ان کے متبع ہوں گے اور اگر پوچھا جائے کہ روئے زمین میں سب سے افضل کون ہیں تو کہا جائے گا یہی ہیں۔

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ذِكْرُهُمُ ... فِي كُلِّ حُكْمٍ وَمَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ

ترجمہ: اللہ تعالی کے ذکر کے بعد ان کا ذکر ہی ہے، ہر دن، اور اس کے علاوہ ہر کلام پر مہر لگ گئی ہے۔

مَنْ يَعْرِفِ اللهَ يَعْرِفْ أَوَّلِيَّةَ ذَا ... فَالدِّينُ مِنْ بَيْتِ هَذَا نَالَهُ الْأُمَمُ

ترجمہ: جو اس ہستی کو جانتا ہے وہ ان کی فضیلت کو بھی جانتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دین ان کے گھر سے امت نے حاصل کیا ہے۔

اور آخری شعر اس نے کمال کا کہا۔

أَيُّ الْخَلَائِقِ لَيْسَتْ فِي رِقَابِهِمُ ... لأولية هذا أوله نِعَمُ [1]

---

[1] البداية والنهاية۔ المجلد التاسع۔ صفحہ 109 (دار الفکر)

ترجمہ: عرب کا کون سا قبیلہ ہے کہ جس گردن میں ان کی غلامی کا قلادہ نہیں ہے یا اس کے لیے ان کے گھر سے نعمتیں نہیں پہنچتی ہیں۔

فرزدق کی ساری بات لکھنے کے بعد سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کمال کا جملہ لکھا آپ فرماتے ہیں۔

فرزدق نے جو کچھ بھی سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں کہا یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ آپ کے محاسن تو اس سے کہیں زیادہ ہیں جن کو انسان شمار ہی نہیں کر سکتا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

J.w. Drapper نے لکھا کہ تاریخ انسانی کو جس ذات نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اور ان کے اہل بیت ہیں۔

ڈاکٹر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب میرے دادا مرحوم حضرت خواجہ غلام سدید الدین معظمی فرزدق کے ایک شعر کی شرح میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا پابندِ شریعت ہونا ہے اور آپ کی عنایت اور شفقت ہے وگرنہ آپ حجرِ اسود کو حکم دیتے تو وہ خود آپ کے پاس آ جاتا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب اگر سیدہ رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا استقبال کعبہ کر سکتا ہے تو کیا سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے استقبال کے لیے حجر اسود آپ کی بارگاہ

میں حاضری نہیں دے سکتا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین مُلکِ شام میں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا آج میرا دِل کر رہا ہے کہ میں تعارف کے طور پر وہ خطبہ آپ کے سامنے پیش کروں جس کو سُن کر انسان کے دِل میں ایک کیف وسرور کی کیفیّت پیدا ہوجاتی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اے لوگوں تم میں سے جو مجھے پہنچانتا ہے وہ تو پہنچانتا ہے جو نہیں پہنچانتا وہ سُن لے کہ میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں۔ اے لوگو خدا نے ہمیں علم، بُردباری، سخاوت، فصاحت، دلیری کے ساتھ ساتھ مؤمنین کے دِلوں میں ہمارے لیے محبت عطا کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم میں سے ہیں اِس اُمت کے صدیق حضرت امیر المؤمنین ہم میں سے ہیں سید الشھد اسیدنا امیر حمزہ اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہما ہم میں سے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں نواسے حسنین کریمین علیہما السلام ہم میں سے ہیں۔ میں فرزندِ مکہ ومنٰی ہوں۔ میں فرزند زم زم وصفا ہوں میں اُس کا بیٹا ہوں جس نے حجرِ اسود کو عباء میں رکھ کر اُٹھایا تھا میں اُس بہترین خلائق شخص کا بیٹا ہوں جس نے احرام باندھ کر طواف وسعی کرتے ہوئے حج بجا لایا میں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا بیٹا ہوں۔ میں اُس حسین ابن علی کا بیٹا ہوں جنھیں کربلا میں شہید کر دیا گیا میں اس شخصیت کا فرزند ہوں جن کا سر نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا۔ ہمارے دوست اور ہم سے محبت کرنے والے قیامت کے دِن سیر وسیراب ہوں گے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا مختصر تعارف کروا دیں۔

پروفیسر سعید احمد سعیدی صاحب:

غازی صاحب سید الساجدین سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا شمار اُمت کے اُن اکابرین میں ہوتا جن کے اثرات سے آج تک اُمّت لطف اندوز ہو رہی ہے۔آپ سید الشھد ا سیدنا امام حسین علیہ السلام کے فرزند ہیں۔آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی شہر بانو ہے آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے میں اِبْنُ الْخَیْرَ تَیْن ہوں۔یعنی میں دو خیروں کا مجموعہ ہوں ایک بنت فارس اور دوسرے ابن ہاشم ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ایک بار حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے قریب ہی آگ بھڑک اُٹھی لیکن آپ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مشغول رہے بعد میں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے پوچھا آگ کی اتنی تپش تھی اور آپ بڑے سکون کے ساتھ نماز پڑھتے رہے کیا آپ کو آگ کی تپش محسوس نہیں ہوئی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا میرا دھیان تو دوزخ کی آگ کی طرف تھا اور جس کا دھیان اُس آگ کی طرف ہو جائے تو دنیا کی آگ کی تپش اُسے کچھ نہیں کہتی۔

ناظرین جو بھی آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو جائے دوزخ کی آگ اُس پر بھی اثر نہیں کرے گی۔جیسا کہ سید نصیر الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

اُس کو نہ چھو سکے کبھی رنج و الم کے ہاتھ
اُٹھے ہیں جس کے حق میں رسولِ خدا ﷺ کے ہاتھ
میں ہوں گدائے کوچۂ آلِ نبی ﷺ نصیرؔ
دیکھے تو مجھ کو نارِ جہنم لگا کے ہاتھ

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر سعیدی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے سجدوں کے بارے میں کچھ فرمائیں۔

پروفیسر سعید احمد سعیدی صاحب:

غازی صاحب عبادت کا لطف تو عاجزی کے ساتھ ہوتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ انسان جب سجدہ کرتا ہے تو سر کے ساتھ ساتھ اگر اُس کا دِل و دماغ بھی سجدہ کرے تب عبادت کا لطف آتا ہے۔ امام طاؤس کہتے ہیں ایک دِن حرم کعبہ میں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کو سجدے میں دیکھا آپ سجدے میں سر رکھ کر عرض کررہے تھے۔

عَبْدُكَ بِفِنَآءِكَ سَآئِلُكَ بِفِنَآئِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَآئِكَ۔ [1]

ترجمہ: یا اللہ تیرا بندہ تیرے صحن میں ماتھا ٹیکے موجود ہے۔ تیرے در کا بھکاری تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہے تیرے در کا فقیر تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔

اور آپ علیہ السلام کا ایک خوبصورت قول ہے آپ کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ

---

[1] المجالسہ وجواہر العلم، جلد 2 صفحہ 271

کے خوف سے عبادت کرتا ہے تو یہ غلاموں کی عبادت ہے اور جو جنت کی طلب کے لیے عبادت کرتا ہے تو یہ تاجروں کی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے شکر کے ذوق میں جو عبادت کی جاتی ہے یہ آزادلوگوں کی عبادت ہے۔علامہ اقبال نے کہا۔

جن کا عمل ہے بے غرض اُن کی جزا کچھ اور ہے
حور خیام سے گزر بادہ وجام سے گزر
قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ تابدار ہیں ابھی وادیٔ دجلہ وفرات

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے عفو ودرگزر کیسا تھا؟

پروفیسر سعید احمد سعیدی صاحب:

آپ کے عفو ودرگزر کے دو واقعات میں پیش کروں گا ایک مرتبہ آپ علیہ السلام مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دے دی۔آپ کے ساتھ کچھ عقیدت مند بھی تھے جو کہ اُس شخص کی طرف مارنے کے لیے بڑھے۔لیکن آپ علیہ السلام نے انہیں روک دیا اور اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے بندۂ خدا پتہ نہیں ہمارے کتنے عیب ہیں جو تیری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔تو یہ بتا کہ تیری حاجت کیا ہے؟ آپ نے اُس کو اُسی وقت ایک ہزار درہم اور اپنی چادر جو کہ عزت کی علامت ہوتی ہے وہ بھی پیش کر دی۔پھر اُس کے بعد وہ جب بھی آپ علیہ السلام کو دیکھتا تھا تو پکار اُٹھتا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں آپ خونِ رسول ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں آپ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب یزید مر گیا تو اُس کا بیٹا معاویہ بن یزید جب تخت پہ بیٹھا تو کچھ دِن گزرنے کے بعد (غالباً چالیس دن) تخت سے یہ کہتے ہوئے اُتر گیا کہ اِس تخت سے مجھے خونِ حسین علیہ السلام کی بو آتی ہے۔ وہ سیدھا سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے امام کیا میرے لیے کوئی معافی کی گنجائش ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ پھر اُس نے اپنی زندگی کے آخری ایام تک آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے ہوئے گزاری اور اُن کا جنازہ بھی وہیں سے اُٹھا۔

سلام اے زینتِ آلِ نبی نورِ جلی تو ہے
حسین ابن علی کے ماہ پارے خود علی تو ہے
سلام اے عابدِ بیمار تیری پارسائی پر
کیا حسان تو نے صبر سے ساری خدائی پر
سلام اے حضرتِ شبیر کی تصویرِ نورانی
تیری آنکھوں سے ہوتی تھی ہمیشہ خون افشانی
سلام اے خوں میں ملتے نوری گوہر دیکھنے والے
سلام اے کربلا کا خونی منظر دیکھنے والے
سلام اے آدمِ سادات فخرِ آلِ پیغمبر
جہاں سارے سے اعلیٰ ہے سخی سجاد تیرا گھر
سلامی تجھ کو یا سجاد دینے آیا ساجد ہے
یہ اشکوں سے بنا کے گجرے اپنے ساتھ لایا ہے

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: قمرِ بنی ہاشم سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کی شہادت

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین آج ہم جس شخصیت کے بارے میں گفتگو کریں گے اُن کا نام ہے سیدنا عباس علمدار علیہ السلام آپ کی سیرتِ پاک کا آغاز اس شعر سے کرنا چاہتا ہوں۔

وفا کی آخری منزل کا نام ہے عباس
کمالِ صبر و رضا کو حسین کہتے ہیں

ناظرین اگر شجاعت کا مادی وجود ہوتا تو اُس کا نام ہوتا سیدنا عباس علمدار علیہ السلام اور اگر شجاعت کی کوئی کتاب ہوتی تو اُس کا سرِ ورق حضرت سیدنا عباس علمدار علیہ السلام ہوتے۔ آپ نے کربلا کے میدان میں جرات وبہادری اور وفا شعاری کی وہ داستانیں رقم کی ہیں جن کی مثال قیامت تک نہیں مل سکے گی۔

چشم فلک نے فاتح خیبر کی صورت میں جو منظر دیکھا تھا میدان کربلا میں ایک مرتبہ پھر فاتح خیبر کے خون حضرت سیدنا عباس علمدار علیہ السلام نے اُس منظر کو دہرایا اگر اہل بیت کو ایک فوج مان لیا جائے تو اُس فوج کے جرنیل سیدنا عباس علمدار علیہ السلام ہیں۔

آپ نے ہی سیدنا علی اکبر اور سیدنا قاسم علیہما السلام کو حرب وضرب کی تربیت دی تھی۔ سیدنا عباس علمدار نوجوانوں کے اُس دستے کے سربراہ تھے۔جس میں سیدنا قاسم اور سیدنا علی اکبر علیہما السلام جیسے نوجوان ہوا کرتے تھے اور جب یہ مل کر مدینہ طیبہ کی گلیوں سے باہر نکلتے تھے تو اِن کا حسن وجمال اور جلال دیکھ کر لوگ ورطہء حیرت میں ڈوب جاتے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے سورج اور چاند آسمانوں سے اُتر کر مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چل رہے ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

زیدی صاحب سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کا تعارف پیش فرمادیں۔

ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب:

غازی صاحب سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کا خاندانی پس منظر بہت اعلیٰ ہے آپ ننھیال کی طرف سے بنوکلاب جو کہ عرب کا بہت بڑا قبیلہ ہے اُس سے تعلق رکھتے ہیں اور ددھیال کی طرف سے ہاشمی ہیں آپ کی والدہ ماجدہ ام البنین سیدہ فاطمہ بنت حزام رضی اللہ عنہا ہیں جن کا تعلق قبیلہ بنوکلاب کے ایک عظیم خاندان سے تھا۔ سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کی شخصیت اِس حوالے سے بھی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ آپ علیہ السلام دس یا چودہ سال کا عرصہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تربیت کا مرکز رہے۔ اور پھر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعد سیدنا امام حسن علیہ السلام کی تربیت میں رہ کر آپ کی صفات اپنے اندر جذب کرتے رہے۔ جب سیدنا امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو سیدنا امام حسین علیہ السلام اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی توجہات کا مرکز بنے رہے۔ آپ نے چونتیس سال کی عمر میں میدانِ کربلا میں شہادت ہوئی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب آپ سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کے فضائل پر روشنی ڈالیں۔

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

فضائل کا سلسلہ نسب سے شروع ہوتا ہے اور جب ہم سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کا نسب دیکھتے ہیں تو آپ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بیٹے ہیں اور یہ شرف کائنات میں کسی اور کے پاس نہیں ہے اور پھر اگر ہم اِس حوالے سے دیکھیں تو سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک جو نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہی نسب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہے جن پاک رحموں اور پشتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک منتقل ہوتا رہا انہیں پاک رحموں اور پشتوں سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی نسبت حاصل ہے۔

جب ہم نسبتوں کے اس سلسلے کو دیکھتے ہیں تو سیدنا عباس علمدار علیہ السلام نسب کے اعتبار سے بلند نقطہ کمال پر نظر آتے ہیں اور اگر آپ کے حسبی شمائل اور خصائل کو دیکھا جائے تو آپ اُس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس کا ہر فرد اخلاقیات وعادات اور عبادت وریاضت میں نقطہ کمال پر ہے۔ اُس خاندان کا ایک ایک فرد ایسا ہے جن کی راتیں سجدوں میں اور دِن تبلیغ دین اور اشاعتِ دین میں وقف نظر آتا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

تنولی صاحب سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کی شخصیت کا ایک عظیم پہلو یہ بھی ہے کہ آپ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے بھائی ہونے کے باوجود بھی آپ کو بھائی کہہ کر نہیں بلاتے تھے بلکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ اور یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کی

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

تربیت آپ کی والدہ محترمہ اُمُّ البنین سیدہ فاطمہ بنتِ حزام رضی اللہ عنہا نے کی تھی اور سیدہ فاطمہ بنت حزام رضی اللہ عنہا حسنین کریمین علیہما السلام اور خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے ساتھ بچوں والا سلوک نہیں کیا کرتی تھی بلکہ آقاؤں والا سلوک کیا کرتی تھیں یعنی جیسے غلام اپنے آقا کا احترام کرتے ہیں اُمُّ البنین اِن کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتی تھیں۔ یہ اُس تربیت کا اثر تھا کہ سیدنا عباس علمدار علیہ السلام نے کبھی بھی سیدنا امام حسین علیہ السلام کو بھائی کہہ کر نہیں بلایا بلکہ اپنا سردار کہہ کر بلایا کرتے تھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

سعیدی صاحب میدانِ کربلا میں سیدنا عباس علمدار علیہ السلام نے جو اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی آپ اُس کو کس زاویے سے دیکھتے ہیں؟

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب:

غازی صاحب میدانِ کربلا میں اگر خدمتِ اہلبیت کے حوالے سے سیدنا عباس علمدار علیہ السلام کی شخصیت کو دیکھا جائے تو جس وقت خواتین اور بچوں کو پانی کی ضرورت تھی اور دریائے فرات پر یزیدیوں کا قبضہ تھا تو اُن مشکل لمحات میں یزیدیوں کی مزاحمت کے باوجود بھی پانی کا مشکیزہ میدانِ کربلا تک لا کر تمام امتِ مسلمہ کو یہ پیغام دیا کہ جب ظالم آپ کے بنیادی حقوق پر قبضہ کر لے تو آپ نے اپنے آپ کو بے بس نہیں سمجھنا بلکہ اُس کے سامنے علمِ حق کو بلند کرنا ہے اور سب سے غور طلب بات یہ ہے کہ آپ نے دریائے فرات پر جا کر مشکیزہ بھر لیا لیکن اپنے منہ میں ایک گھونٹ بھی پانی کا اس لئے نہیں ڈالا کیونکہ اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے اور خواتین پیاسے بیٹھے تھے۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

منقبت

نبی ﷺ کی آل کا پیارا سخی عباس غازی ہے
علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ کا تارا سخی عباس غازی ہے

قمر ہے جو بنی ہاشم کا جو حیدر کا دلبر ہے
وہ بحرِ علم کا دھارا سخی عباس غازی ہے

وفا کا لفظ جس کے نام سے ہے متصل اب بھی
مودّت کا وہ شہہ پارہ سخی عباس غازی ہے

کٹی باہوں سے جس نے دین کے پرچم کو تھاما تھا
وہ حیدر کا جگر پارہ سخی عباس غازی ہے



غازی تجھ سے سیکھے کوئی جان لوٹانا دین پر
تو نے دیکھلایا وفا کا راستہ تجھ کو سلام

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: خاتون جنت سلام اللہ علیہا کا نکاح اور رخصتی

میزبان: ندیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر اعظم نوری صاحب

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی غازی:

ناظرین آج ہم ایسی دلہن کی شادی اور رخصتی کا ذکر کریں گے جو کہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے چال ڈھال میں ان سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا۔ نشست و برخاست اور سیرت و کردار میں سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے مشابہت جس ہستی پاک کو حاصل تھی وہ شیر خدا کی دلہن خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں۔ ناظرین! یہ ایسی شادی تھی جس کے سارے باراتی جنتی تھے کیونکہ تمام صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ [1]

ترجمہ: اللہ اُن سے راضی ہوگیا ہے اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں،

اور یہ اپنی نوعیت کی وہ منفرد شادی ہے جو پہلے عرش معلیٰ پر ہوئی اور وہاں پر فرشتے اور حُورانِ جنت باراتی تھے اور اس شادی کے دولھا کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے موقع پر فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اُس کے یہ مولا ہیں اور ایک موقع پر یہ بھی فرمایا ان کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔! پیر نصیر الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

---

1. سورۃ مجادلہ۔ آیت 22

کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ اُن کا
خدا ہی جانتا ہے کیا قدر ہے شان زہرا کی

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب خاتونِ جنت کی شان بیان فرمادیں۔

پروفیسر محمد اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب! میرانیس نے کہا تھا:۔

کاغذ پہ پہلے سورۂ مریم کا دَم کروں
تب فاطمہ کی عفت و عِصمت رقم کروں

میں خاتونِ جنت کے نام نامی اسم گرامی سے بات شروع کروں گا۔ اللہ رب العزت نے ان کا نام فاطمہ رکھا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام زہرا رکھا اور دونوں کی وجہ تسمیہ بھی آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى إِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ. لِأَنَّ اللهَ تَعَالَى فَطَمَهَا وَجَنَّبَهَا عَنِ النَّارِ[1]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام فاطمہ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ کی آگ سے دور فرمادیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام زھرا رکھا اور زھرا کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سبل الھدی والرشاد۔الباب التاسع فی بعض مناقب السیدۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ۔جلد11 صفحہ52 (بیروت)

لِاَنَّهَا تَظْهَرُ لِاَهْلِ السَّمَآءِ كَمَا تَظْهَرُ النُّجُوْمُ لِاَهْلِ الْاَرْضِ۔ [1]

ترجمہ: جیسے زمین والوں کے لیے ستارے آسمان پر چمکتے ہیں ایسے ہی آسمان والوں کے لیے زہرا زمین پر چمکتی ہیں۔

ایک شاعر آپ کی شان میں کچھ یوں بیان کرتا ہے:

حیا کے ماتھے کا تاج زہرا — وفا پرستی کی لاج زہرا
مقامِ خونِ حسین کیا ہے — کرے گی جنت میں راج زہرا
زمانے بھر میں جو بٹ رہا ہے — ہے تیرے گھر کا اناج زہرا
جو تیرے شوہر سے بغض رکھے — مریض ہے لاعلاج زہرا

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب:

غازی صاحب مجھے پیر نصیر الدین ﷬ کا ایک شعر یاد آرہا ہے

آؤ درِ زہرا پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی لجپال گھرانہ ہے

غازی صاحب خاتونِ جنت کی شادی پر رسول اللہ ﷺ نے اتنی سادگی کا اظہار فرمایا کہ اُمت کی غریب بیٹیوں پر احسان فرما دیا ہے۔ آپ نے انہیں یہ پیغام دیا کہ اگر غربت کی وجہ سے تمہاری شادی سادگی سے کی جائے تو پریشان نہ ہونا کیونکہ تمام جنتی عورتوں کی سردار کی شادی بھی سادگی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ غازی صاحب کسی عورت کی شان وعظمت دیکھنی ہو تو اُس کے تین رشتے دیکھے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ بیٹی کس کی ہے۔ دوسرے نمبر پہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ

[1] سبل الهدی والرشاد۔ الباب التاسع فی بعض مناقب السیدۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ۔ جلد 11 صفحہ 52 (بیروت)

زوجہ کس کی ہے اور تیسرے نمبر پہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ماں کس کی ہے۔اگر اس تناظر میں خاتونِ جنت کو دیکھا جائے تو آپ رسولِ خدا ﷺ کی بیٹی، شیرِ خدا کی زوجہ اور حسنین کریمین علیہما السلام کی والدہ محترمہ ہیں۔انہیں نسبتوں کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے حسین انداز سے ذکر کیا ہے:

مریم از یک نسبت حضرت عیسیٰ عزیز از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نورِ چشمِ رحمۃ اللعالمین آں امامِ اولین و آخرین
بانوے آں تاجدارِ ھَلْ اَتٰی مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب رسول اللہ ﷺ نے تو خاتونِ جنت کی شادی اِس لیے سادگی سے کی تاکہ امت کے لیے نمونہ رہ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے خاتونِ جنت اور سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی شادی پر جو تحفہ انہیں عطا فرمایا وہ ایسا انمول تحفہ ہے جو انہیں کا حصہ ہے ایسا تحفہ اور کسی کو نہیں ملا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتون جنت کی شادی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے کرنے کا حکم دیا تو میرے پاس جبریل امین علیہ السلام نے آ کر عرض کی:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ بَنٰى جَنَّةً مِّنَ اللُّؤْلُوِ۔[1]

[1] نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس۔باب مناقب فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا۔فصل تزویج حواء بآدم علیہما الصلاۃ والسلام۔جلد 2 صفحہ 173 (مصر)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے موتیوں سے جڑی ایک جنت بنائی ہے

جَعَلَ سُقُوْفَهَا زَبَرْجَدٌ أَخْضَرَ وَجَعَلَ فِيْهَا طَاقَاتٌ مُكَلَّلَةٌ بِالْيَاقُوْتِ ثُمَّ جَعَلَ عَلَيْهِمْ غُرَفًا لَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ يَاقُوْتٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ۔ [1]

ترجمہ: اس جنت کی چھت کو سبز زبرجد سے اور دروازوں کو یاقوت سے بنایا پھر جب اُس میں کمرے بنائے تو ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ یاقوت کی اور ایک اینٹ زبرجد کی لگائی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خوبصورت جنت کی تعریف سنتے ہوئے پوچھا:

لِمَنْ هٰذِهِ الْجَنَّةُ فَقَالَ هٰذِهِ الْجَنَّةَ بَنَاهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ [2]

ترجمہ: یہ جنت اللہ تعالیٰ نے کس کے لیے بنائی ہے؟ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یہ جنت اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لیے بنائی ہے۔

منظر پھلوری نے خاتونِ جنت کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

تیری رداء پہ نثار جنت ہو تجھ پہ لاکھوں سلام زہرا
تمام حوریں تیری کنیزیں فرشتے تیرے غلام زہرا

ا۔ نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس۔باب مناقب فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا۔فصل تزویج حواء بآدم علیھما الصلاۃ والسلام۔جلد2صفحہ173(مصر)

۲۔ نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس۔باب مناقب فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا۔فصل تزویج حواء بآدم علیھما الصلاۃ والسلام۔جلد2صفحہ173(مصر)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

تیرا گھرانہ ہے دیں کا بانی فلک پر تیری ہے راجد ھانی
تیرے ہی شوہر کا مقتدی ہے کوئی بھی ہو جو امام زھرا

سیدنا انس بن مالک اور سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن سورۂ نور کی درج ذیل آیت کو تلاوت فرمایا:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ [1]

ترجمہ: (اللہ کا یہ نور) ایسے گھروں (مساجد اور مراکز) میں (میسر آتا ہے) جن (کی قدر و منزلت) کے بلند کئے جانے اور جن میں اللہ کے نام کا ذکر کئے جانے کا حکم اللہ نے دیا ہے (یہ وہ گھر ہیں کہ اللہ والے) ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں، (اللہ کے اس نور کے حامل) وہی مردانِ (خدا) ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت نہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ ادا کرنے سے (بلکہ دنیوی فرائض کی ادائیگی کے دوران بھی) وہ (ہمہ وقت) اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں (خوف کے باعث) دل اور آنکھیں (سب) الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔

اس آیت کی تلاوت سن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

---

[1] سورۃ نور۔ آیت 36،37

أَيُّ بُيُوْتٍ هٰذِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بُيُوْتُ الْأَنْبِيَاءِ۔ [1]

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ یہ گھر کونسے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے گھر ہیں۔

فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْبَيْتُ مِنْهَا الْبَيْتُ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ قَالَ نَعَمْ مِنْ أَفَاضِلِهَا۔ [2]

ترجمہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا ان گھروں میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا گھر بھی شامل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں یہ تو ان میں سے ممتاز گھرانوں میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب:

غازی صاحب جب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا نکاح خاتون جنت کے ساتھ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نسل میں برکت کے لیے دعا فرمائی جیسا کہ ایک روایت میں ہے:۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ، ثُمَّ إِنَّهُ أَفْرَغَهُ عَلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا، وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ فِي نَسْلِهِمَا [3]

---

[1] الدر المنثور۔ زیر آیت37۔37۔ جلد6 صفحہ203 (بیروت)

[2] الدر المنثور۔ زیر آیت37۔37۔ جلد6 صفحہ203 (بیروت)

[3] شرح مشکل الآثار۔ بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي "مَرْحَبًا وَأَهْلًا"۔ رقم الحدیث5947 (مؤسسة الرسالة)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اس پانی سے وضو فرما کر بقیہ پانی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اوپر انڈیل دیا پھر دعا فرمائی یا اللہ اِن دونوں کی زندگیوں میں برکت دے۔ ان دونوں پہ برکت نازل فرما اور ان دونوں کی نسل میں بھی برکت عطا فرما۔

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب اس بارات کے دولہا کی شان یہ ہے کہ غدیر خُم (غدیر بمعنی کنواں اور خُم جگہ کا نام ہے) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرما کر لوگوں کو اکٹھا کر کے ارشاد فرمایا:

أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ, قَالُوا بَلَى قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ, قَالُوا بَلَى قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ, اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ, قَالَ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ هَنِيئًا لَكَ يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔ [1]

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمام مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم میں سے ہر مومن کی جان سے زیادہ قریب ہوں؟ تو سب نے

[1] مصنف ابن أبي شيبة۔ كِتَابُ الْفَضَائِلِ۔ فَضَائِلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رقم الحديث 32118 (مكتبة الرشد-الرياض)

عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یااللہ (تو گواہ رہنا) جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کے علی مولیٰ ہیں۔ یااللہ تو اسے دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس کے ساتھ دشمنی رکھ جو علی المرتضیٰ سے دشمنی رکھے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملے تو آپ نے فرمایا: مرحبا اے علی ابن ابی طالب تمہاری صبح وشام اسی شان سے ہوتی ہے کہ تم ہر مومن مردو عورت کے مولیٰ ہو۔

ہے صدقہ مل رہا خیر النساء کا
مجھے ہے آسرا خیر النساء کا
جو زلف مصطفیٰ سے کھیلتا تھا
ہے بیٹا لاڈلہ خیر النساء کا
مری گردن جھکی فوراً ادب سے
سنا جب تذکرہ خیر النساء کا
زمانہ آ گرا قدموں میں اس کے
جو منگتا بن گیا خیر النساء کا
خدا کے حکم سے دولہا بنا ہے
علی المرتضیٰ خیر النساء کا
یہ ظاہر آیۂ تطہیر سے ہے
کہ ہے ذاکر خدا خیر النساء کا
نوید مغفرت اجملؔ ملی ہے
قصیدہ جب کہا خیر النساء کا

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدہ بی بی فضہ رضی اللہ عنہا کنیز خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: علامہ بشارت ہزاروی صاحب

مفتی محمد سعید احمد رضوی صاحب

آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین عمومی طور پر لوگ کہتے ہیں فُلاں کام حُسنِ اتفاق سے ہوگیا لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ اگر کوئی اچھا کام اتفاق سے ہوگیا لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ اگر کوئی اچھا کام اِس طرح ہوجائے تو وہ حُسنِ اتفاق نہیں بلکہ حُسنِ انتظام اور حُسنِ انتخاب ہوا کرتا ہے۔ اِس کی مثال آپ حضرت سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دیکھئے کہ بظاہر تو ایک لونڈی تھیں لیکن جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے سے نسبت ہوگئی تو انھوں نے خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی اور اِس خدمت کے صِلہ میں انھیں وہ مقام مِلا وہ یہ ہے کہ آج اِن کا ذکر منبر و محراب میں ہو رہا ہے جس سے لگتا ہے کہ سیدہ فضّہ کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لیے آنا یہ کوئی حسنِ اتفاق نہیں بلکہ حُسنِ انتخاب تھا۔

سوال: علامہ ہزاروی صاحب سیدہ فضّہ کا مختصر تعارف فرمادیں۔

علامہ بشارت ہزاروی صاحب:

غازی صاحب اِن کا اصل نام میمونہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل کر کے فضّہ رکھا۔ آپ حبش کی رہنے والی تھیں۔ بظاہر ایک کنیز بن کر آئیں لیکن خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس قدر خدمت کی کہ انھیں گھر کا فرد ہونے کا درجہ مِل گیا۔ تاریخ میں لکھا کہ حسنین کریمین علیہما السلام اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی جیسے خاتونِ جنت نے تربیّت فرمائی ایسے ہی ان کی تربیّت سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا نے کی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کی اہلبیت کے ساتھ کیسی محبت تھی؟

مفتی سعید احمد رضوی صاحب:

غازی صاحب سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کا پہلا شرف تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایمان کی دولت عطا فرما کر شرف صحابیت نصیب فرمایا۔

اور دوسرا شرف یہ ہے کہ اہلبیت اطہار نے انھیں گھر کے فرد کا درجہ تو دیا ہی تھا لیکن اِس سے بڑھ کر اِن کی عزت کے لیے اور کیا ہوسکتا ہے کہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا اِن کو اپنی بہن اور حسنین کریم علیہما السلام امّاں جان کہہ کر بُلایا کرتے تھے اور خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے اِن کے ساتھ عدل کی وہ مثال قائم کی کہ قیامت تک شاید ایسی مثال آپ کو نہیں ملے گی۔ سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا خادمہ تھیں لیکن خاتون جنت سلام اللہ علیہا نے کام کی باریاں مقرّر فرما رکھی تھیں اگر ایک دِن سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کام کیا کرتی تھیں تو دوسرے دِن خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا اپنے گھر کا کام خود فرمایا کرتی تھیں خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے اِس حُسنِ سلوک اور پیار نے سیدہ فضّہ کو خاندانِ اہلبیت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غلام بنا دیا تھا۔ ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو سیدۂ کائنات خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سخت بخار بھی تھا اور اپنے ایک شہزادے کو گود میں لے کر چکّی پیس رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

اے میری بیٹی فاطمہ ایک کام کرو یا شہزادہ فضّہ کو دے دو تا کہ وہ کھِلائیں اور آپ چکّی پیس لو یا پھر انھیں چکّی پیسنے دو اور آپ شہزادے کو اُٹھا لو۔

خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے یہ سُن کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آج سارے کام کرنے کی میری باری ہے اِس لیے میں اپنے سارے کام خود کروں گی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

علامہ ہزاروی صاحب غلاموں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کیا ہیں؟

علامہ بشارت ہزاروی صاحب:

غازی صاحب رسول اللہ ﷺ کی غلاموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی جو تعلیمات ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اُن کا عملی طور پر آغاز اپنے گھر سے فرمایا۔ آپ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی زندگیوں کو دیکھ لیں رسول اللہ ﷺ کا جو اِن کے ساتھ حُسنِ سلوک تھا تاریخ میں ایسی مثال کہیں نہیں ملے گی۔

ایک دِن سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلام نے ایک جیسا لباس پہنا ہوا تھا۔ ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا اے ابوذر اِس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے غلام نے آپ جیسا لباس پہن رکھا ہے؟ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے غلاموں کے ساتھ تمہارا حُسنِ سلوک ایسا ہونا چاہئے کہ جو خود کھاتے ہو اُنھیں بھی وہی کِھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو اُنھیں بھی وہی پہناؤ۔

نذیر احمد غازی:

مفتی صاحب سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ طیبہ کیسے آئیں؟

مفتی سعید احمد رضوی صاحب:

غازی صاحب اِس کے بارے میں مختلف روایات ہیں صحیح روایت کے مطابق آپ حبشہ کے بادشاہ کی شہزادی یا کنیز تھیں تو اُس بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں انھیں بطورِ کنیز بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے انھیں جب یہ فرمایا کہ فضّہ آپ نے ہماری خدمت کی ہے اِس کے صلہ میں ہم سے کچھ مانگو۔ تو سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ میری عمر درازی کے لیے دُعا فرمادیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ نے ایک سو بائیس (122) سال عمر پائی اور سانحہ کربلا کے بعد بھی اپنے گفتار وکردار سے خانوادۂ رسول ﷺ کی خدمت کی۔

غازی صاحب تاریخ میں لکھا ہے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا سب سے بڑا سہارا حضرت فضّہ رضی اللہ عنہا تھیں اور جب یزید کے دربار میں کھڑی تھیں تو یزید کے حواریوں نے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو یزید کے دربار میں کھڑے ہوئے حبشی غلاموں کو للکارتے ہوئے سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے حبشیو کیا تمھاری غیرت جواب دے گئی ہے کہ تمہارے ہوتے ہوئے ایک حبشی خاتون کے آقاؤں سے بدتمیزی ہورہی ہے۔ لہٰذا حبشی غلاموں نے آگے بڑھ کر اُس بدتمیزی کو روکا۔ تو آپ نے فرمایا اے حبشیو مجھے خوشی ہے کہ تم نے اولادِ رسول ﷺ کی میری وجہ سے عزت کی ہے۔

نذیر احمد غازی:

علامہ ہزاروی صاحب کیا نبی کریم ﷺ بھی سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے؟

علامہ بشارت ہزاروی صاحب:

جی غازی صاحب رسول اللہ ﷺ سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑا پیار فرماتے تھے ایک مرتبہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین علیہما السلام نے باری باری رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی تو آپ ﷺ سب کی دعوت پر تشریف لاتے رہے۔لیکن ایک دِن بظاہر بغیر دعوت کے آپ ﷺ تشریف لے آئے جب آپ ﷺ سے خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا نے اِس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا آج فضّہ نے ہماری دعوت کی اِس لیے میں فضّہ کی دعوت پر تشریف لے آیا ہوں۔غازی صاحب آپ غور فرمائیں کہ غلاموں کے ساتھ مساوات کیسی ہے کہ جب سب کی دعوت پر آپ تشریف لائے تو سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ فضّہ کے دِل میں خیال آئے کہ اگر میرا اپنا گھر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ میری دعوت پر بھی تشریف لاتے۔

نذیر احمد غازی:

مفتی صاحب ہماری خواتین کو سیدہ فضّہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے کیا درس ملتا ہے؟

مفتی محمد سعید احمد رضوی صاحب:

غازی صاحب آپ کی زندگی میں ہماری خواتین کے لیے پیغام یہ ہے کہ

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلبیت کے ساتھ پیار ومحبت اور وفا بہت ضروری ہے اور دوسرے نمبر یہ سبق ملتا ہے کہ مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی اپنے کردار کا تحفّظ کیا جائے۔

منقبت

وہ فضہ جو شرف رکھتی ہیں زہرا کی غلامی کی
جہاں میں بج رہا ڈنکا ہے اُن کی نیک نامی کی

رہے تجھ پر خوش حسنین، زینب و فاطمہ
سجایا تجھ کو رب نے تاج ہے عظمتِ دوامی کا

تیرا جب نام آجائے تو سر خود جھکتے جاتے ہیں
ادب ہیں اہلِ دِل کرتے تیرے اِسم دوامی کا

جنابِ فضّہ ساجد پر بھی نظر کرم کردیں
صلّہ جھولی میں ڈال دیں اِسکی خوش کلامی کا

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدہ زینب بنت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا بے مثال کردار

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر علی زیدی صاحب

پروفیسر ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرینِ کرام آج میں اس ہستی پاک کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جن کی شان یہ ہے کہ وہ مکمل شبیہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جن کی شجاعت میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی جھلک نظر آتی تھی۔ جن کی فصاحت و بلاغت میں فصاحتِ نبوی ﷺ کا اظہار لگتا تھا۔ جن کی شان یہ ہے کہ ان کے نانا جان وجہ تخلیق کائنات ہیں تو والدہ سیدۃ النساء جنت کی خواتین کی سردار۔ ناظرینِ کرام جن کے برادر سیدنا حسن وسیدنا حسین علیہما السلام جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، ناظرینِ کرام سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے جرأت و بہادری اور وفا کی وہ داستان رقم کی کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اہل بیت کی سربراہی اس وقت یزید کے دربار میں جس بہادری وجرأت سے سیدہ زینب نے کی دنیا کی تاریخ میں اس کا جواب نہیں ہے۔ ناظرین کرام حضور ﷺ کو ان سے اتنی محبت وشفقت تھی کہ جب یہ تشریف لاتیں اور نبی کریم ﷺ سجدے میں ہوتے تو یہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیٹھ مبارک پہ سوار ہو جاتیں اور آپ ﷺ سجدوں کو طویل کر دیتے۔ ایک دفعہ ایک قیمتی ہار بارگاہِ نبوی ﷺ میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا آج میں یہ ہار اس کو دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ جس وقت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا تشریف لائیں تو آپ نے یہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

ناظرین ایک منظر تو وہ ہے جو حدیث پاک میں آتا ہے کہ میدانِ حشر میں جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا گزر ہوگا تو آواز آئے گی اے اہلِ محشر اپنی نگاہیں جھکا لو کیونکہ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ کا گزر ہونے والا ہے۔ ان کے

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ادب اور احترام میں اپنی نگاہوں کو جھکالو۔ اور ایک منظر ہمیں پھر وہ نظر آتا ہے کہ سیدہ زینب جب کوفہ کے بازار میں نکلتی ہیں اور کوفی ہزاروں کی تعداد میں تماشا دیکھنے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو آپ آواز دیتی ہیں کہ اے اہل کوفہ اپنی نظروں کو جھکالو تمہیں پتہ نہیں کہ آج فاطمہ بنتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب گزر رہی ہیں۔ یہ وہ پاک ہستیاں تھیں کہ سورج چاند، ستارے بھی ان کے چہرے کا حیا کرتے تھے سورج کی کرنوں نے ان کے بال نہیں دیکھے تھے۔ پھر وہ بدنصیب دن بھی آیا جب ان کے سروں سے آنچل چھین لئے گئے اور خاندانِ نبوت کے ساتھ جو مظالم ہوئے وہ بیان کرنے کیلئے بڑا حوصلہ چاہیے۔ جو میرے جیسے شخص کیلئے بڑا مشکل ہے۔ جب میں ان واقعات کا ذکر کرتا ہوں تو میری زبان لڑکھڑا جاتی ہے۔

سوال: ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا مختصر تعارف؟

پروفیسر محمد قمر علی زیدی صاحب:

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی صاحبزادی ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پاکیزہ ماحول اس طرح سے عطا فرمایا گیا کہ جب آپ اس دنیا میں تشریف لائیں تو اس وقت حضور ﷺ کسی سفر کے سلسلے میں باہر تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے واپس آ کر ان کو اپنا لعابِ دہن عطا فرمایا اور پھر ان کو محبت سے اٹھایا اور نام بھی خود رکھا اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ جو باطنی قوت تھی وہ بھی عطا فرمائی۔ جب نبی پاک ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر پانچ سال تھی لیکن چھوٹی سی عمر میں ہی بہت ذہن تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ

فرماتے ہیں بیٹا احد کہوتو وہ کہتی ہیں احد۔حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نے کہا بیٹی کہو اثنان تو آپ نے عرض کی اباحضور میں نے واحد کہہ دیا اور اب دو کہنے کیلئے میری طبیعت نہیں چاہتی۔یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ ان کے رگ وپے میں ابتداء ہی سے جونشہ اتار دیا گیا تھا وہ دراصل اتنے بڑے وقت کی تیاری تھی کہ جب یہ شیر دل خاتون کربلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام کی جنگ کو جاری رکھتے ہوئے۔اس جہاد کی تکمیل فرمائیں کہ جو ازل سے امت مسلمہ کے وقار کیلئے تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی پرورش سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی گود میں ہوئی اور جب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا وصال ہوگیا تو آپ کی دوسری والدہ ام البنین سیدہ فاطمہ بنت حزام رضی اللہ عنہا۔جو کہ اخلاق وکردار اور اعلیٰ شعار کے لحاظ سے ایک عظیم خاتون تھیں۔سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ان کی اور سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی صحبت میں رہ کر بہت بڑی عالمہ فاضلہ بنیں۔آپ فصیحہ اہلِ بیت بھی تھیں۔سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں رہ کے جو علم حاصل کیا اس کا اظہار یوں ہوا کہ آپ اپنے سے بڑی عمر کی خواتین میں بیٹھ کر قرآن کا درس دیا کرتی تھیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر تنولی صاحب خطبے مختلف دیئے ہیں اتنا بڑا سانحہ تھا اس سانحے میں ان کے دونوں بیٹے سیدنا عون ومحمد علیہما السلام شہید ہوگئے تھے لیکن اس کے باوجود بھی ان کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوکر فرماتی ہیں میرے بیٹو مجھے تم پر فخر ہے تم نے

میرے دودھ کا حق ادا کر دیا۔ اور تاریخ عالم اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب گئی جب آپ نے کوفہ کے بازار میں خطبہ دیا، ابن زیاد کے دربار میں بھی خطبہ دیا اور پھر یزید کے دربار میں بھی جا کر خطبہ دیتی ہیں۔ اتنا بڑا سانحہ ہو گیا بھائی سامنے شہید ہوئے بیٹے، بھانجے شہید ہوئے۔ اگر Humanlevel (انسانی معیار) پر آپ سوچیں کہ ان حالات میں تو انسان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپ کے خطبات کا ایک ایک لفظ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

بلاشبہ آپ نے درست فرمایا۔ دین اسلام کی جڑوں، تنوں اور اس کے ہر ہر پتے میں اہلِ بیت کے وجود ان کی برکات، ان کی جدوجہد اور ان کا لہو موجود ہے۔ واقعہ کربلا اسلام کے مقاصد اور مقاصد کے تحفظ کیلئے وقوع پذیر ہوا۔ ظاہر ہے اس کے پیچھے آپ کے تو کوئی Objective (مقاصد) تھے نہیں۔ واقعہ کربلا کے مقصد کو جس ہستی نے Preserve (محفوظ) کر دیا اس کو سیدہ زینب کہتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ زینب کا مطلب ہے زینتِ اَب۔ باپ کی زینت۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ذات رسالتِ مآب ﷺ کی زینت ہونے کا حق ادا کیا۔ یعنی جب آپ واقعہ کربلا کو دیکھتے ہیں تو اس پورے سانحے کے اندر بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں پر جو ExclusivelyRole (خاص طور پر) سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے ادا کیا اس کی کوئی مثال نہیں ہے مثلاً آپ دیکھیں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام جن سے نسل رسول ﷺ آگے چلی ان کی جان بھی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے سے بچی ورنہ ابنِ زیاد نے تو حکم دے دیا

تھا کہ اس نوجوان کو بھی معاذ اللہ قتل کر دیا جائے۔لیکن آپ دیکھیں کہ کس جسارت اور جرأت کے ساتھ آپ نے وہاں ایک Stand لیا۔بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ان پر گر گئیں اور فرمایا ان کو مارنے کے لیے پہلے مجھے مارنا ہوگا۔

اگر سیدہ زینب کے خطبات نہ ہوتے تو آپ کے سامنے واقعہ کربلا کے مقاصد اور اس کی بہت سے Dimerisions (پہلو) اوجھل رہ جاتے۔واقعہ کربلا کے جتنے بھی کردار تھے سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے ان کو بالکل واشگاف کر دیا۔اور کوئی حجت باقی نہیں رہ گئی کہ جس کی بنیاد پر کہا جا سکے کہ اس پورے سانحے کے اندر بنیادی کردار کس کا تھا۔کیا وہ کوئی کمانڈر تھا کوئی سپاہی تھا کوئی گورنر تھا یا پھر یزید خود تھا یا وہ اس سارے واقعے سے لاعلم تھا یا ان کی اس واقعہ میں Involvement (دخل اندازی) شامل نہیں تھی۔یعنی ہر Step پر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبات سے ان لوگوں کو Challenge کر کے آئینہ دکھایا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب عشقِ رسول کا عالم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد جس وقت روزانہ رات کو روضہ انور پر حاضری دیتیں تو سیدنا امام حسن علیہ السلام آگے ہوتے اور سیدنا امام حسین علیہ السلام پیچھے اور درمیان میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ہوا کرتی تھیں۔اور احادیث رسول ﷺ میں یہ بات واضح طور پر موجود تھی کہ واقعہ کربلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید ہوں گے یہ علم ہونے کے باوجود بھی اپنے بھائی کیساتھ اپنی اولاد کو لے کر جانا یہ ذرا سمجھائیں۔

ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب:

غازی صاحب یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کی تربیت رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کی منشاء کے مطابق فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے دین کی اشاعت وتبلیغ اور اس کی بقا کیلئے جدو جہد فرمانے کے لیے جو افراد تیار کئے تھے ان میں یہ خاتون درجہ اول میں تھیں۔ جنابِ سیدنا امام حسن اور جنابِ سیدنا امام حسین علیہما السلام سے انہیں بہت زیادہ محبت تھی اتنی زیادہ محبت تھی کہ جب سیدنا عبداللہ ابن جعفر سے شادی ہوئی تو یہ طے پایا تھا کہ یہ روزانہ اپنے بھائی سے ملنے جایا کریں گی اور ان کے ملنے پر کوئی قدغن نہیں لگائی جائے گی۔ علم اور تقویٰ کے لحاظ سے اتنا بلند کردار تھا کہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتیں تو دیر تک بیٹھی رہتیں۔ گویا کہ کوئی قوت ہے جس کو اپنے اندر جذب کر رہی ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی وراثتِ باطنیہ کو جذب کرنے کیلئے روضہ اقدس پر حاضری دیا کرتی تھیں۔ وہاں سے واپسی کے بعد طویل سجدے اور قیام ہوتا تھا۔ اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ کربلا کے دوران بھی ان کی تہجد قضا نہیں ہوئی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر تنولی صاحب ابنِ زیاد نے سیدنا امام حسین کے لبِ مبارک پر جب چھڑی ماری، اور یزید کے دربار میں جب آپ کا سرِ اقدس پیش کیا گیا تو یزید نے بھی یہی حرکت دوبارہ دہرائی لیکن وہاں پر اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھتے ہوئے جو ارشاد فرماتی ہیں کیا وہ تاریخ کو حیران نہیں کر دیتا؟

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

بلاشبہ سیدہ زینب ہمیں روایتی خواتین سے ہٹ کر پوری تاریخ کو سامنے رکھ کر بات کرنے والی شخصیت نظر آتی ہیں۔جس وقت امامِ پاک کے لب مبارک پر یزید نے چھڑی لگائی اور ساتھ کچھ اشعار پڑھے تو آپ نے جس انداز سے اسے جواب دیا وہ تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف سے رقم ہے۔آپ نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ اہلِ بیت کو قید کر کے اور ان کو قتل کر کے معزز ہو گئے ہو پھر آپ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیتِ مبارکہ پڑھی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ؀ [1]

اور کافر یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ ہم جو انہیں مہلت دے رہے ہیں (یہ) ان کی جانوں کے لئے بہتر ہے، ہم تو (یہ) مہلت انہیں صرف اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں اور بڑھ جائیں، اور ان کے لئے (بالآخر) ذلّت انگیز عذاب ہے۔ یزید تو بہت بڑے عذاب کی طرف بڑھنے لگا ہے ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب تو یہ کہے گا کہ کاش میں اندھا اور بہرا ہوتا تو میں اس طرح کے واقعات سے نہ گزرتا۔ایسے اعمال مجھ سے سرزد نہ ہوتے۔آپ کے اندر جو جسارت اور ہمت ہے اور اپنے مقصد کے ساتھ آپ کی جو Comitment (معاہدہ) ہے وہ اپنے منصب پر کھڑے ہو کر کہہ رہی ہیں ۔یزید کے سامنے اس منصب سے گر کر آپ نے بات نہیں کی۔آپ نے یزید کو آئینہ دکھایا کہ تو جس استبداد، جبر، لادینیت اور کفر کا نمائندہ ہے اس کا انجام جہنم ہے۔

---

[1] سورۃ آل عمران:178

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی سخاوت کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

جی بالکل۔خاندانِ نبوت کی سخاوت کی تو کوئی مثال ہی پیش نہیں کی جاسکتی سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بہت امیر تھے اور آپ کو لوگ سخاوت کا بادل اور سمندر کہتے تھے یہ وصف آپ کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے چلتا ہوا نظر آئے گا اور پورے خاندان کی یہ خصوصیت تھی۔انسان میں جو سب سے بڑا Feature (خصوصیت) ہوسکتا ہے وہ ایثار وقربانی کی خصوصیت ہے اور اس کا مظہر اتم انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اہل بیت میں ملے گا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب جب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے یزید کے دربار میں خطبہ دیا تو یزید ڈر گیا کہ کہیں انقلاب نہ آجائے آپ نے خطبے کی تاثیر کی وجہ سے لوگوں کے جذبات اور ذہنوں کو بدل دیا تھا۔لوگ رونا شروع ہوگئے تھے۔یزید ڈر گیا کہ اگر یہی معاملہ رہا تو لوگ بغاوت پر اتر آئیں گے۔ اس لیے اس نے ہمدردی کا ثبوت دینا شروع کیا اور یہ Offer دی کہ اگر آپ چاہیں تو میرے محل میں قیام فرما سکتی ہیں لیکن سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا ہمیں واپس شہرِ رسول ﷺ کی طرف جانا ہے۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے واپس آ کر حضور ﷺ کے سامنے جو استغاثہ پیش کیا وہ کیا تھا؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اہلِ بیت کی محبت یزید کے دل میں پیدا ہوگئی تھی ایسا بالکل نہیں ہے۔ ہاں سیدہ زینب کے وہ خطبات جس میں توحید و رسالت اور وحی کا رنگ جھلکتا تھا حضور ﷺ کے دین کی حقیقت بیانی جھلکتی تھی اور سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کی شجاعت کے ساتھ ساتھ آپ کی فصاحت و بلاغت جھلکتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یزید تو کیا سمجھتا ہے کہ ہمیشہ ہی اس تخت پر بیٹھا رہے گا ایک دن آنے والا ہے کہ تو زمین پر گر کر رسوا ہوگا۔ تو نے آج ہمارے ہاتھ باندھ کر اور سروں سے دوپٹے اتار کر بازاروں میں پھرایا ہے۔ ہم اہل بیت کی شہزادیاں ہیں۔ تیری بیٹیاں اور تیرے گھر کی خواتین جو کہ ہماری کنیزیں اور غلام زادیاں ہیں ان کو پردے میں بٹھا کر تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ کائنات کی سربرآوردہ خواتین ہیں۔ یزید تو بھٹکتے ہوئے اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

شاہ صاحب یزید کلمہ گو تھا؟ کلمہ تو پڑھتا تھا چاہے حلق سے ہی پڑھتا تھا۔ لیکن یہ بات اس نے کیسے کہہ دی کہ بدر میں جو کچھ میرے بڑوں کے ساتھ کیا گیا آج میں نے ان کا بدلہ لے لیا ہے۔ یعنی اس نے اپنا نسب ان کفار سے جوڑ دیا؟

ڈاکٹر قمر علی زیدی صاحب:

غازی صاحب جب آپ پوری تاریخ کا مشاہدہ کریں تو آپ کو یہ بات نظر آئے گی کہ ان لوگوں کے اندر کلمہ اترا ہی نہیں تھا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو سب لوگ روک رہے ہیں کہ آپ مت جایئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ فرمایا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو آپ یزید کی بدباطنی کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ یزید کی مخالفت کرنا اور اس کی بیعت نہ کرنا کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ اس کے اندر کی بدضمیری کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ آخر میں یزید نے کہا کہ میں نے فتح حاصل کر لی اور بدر وحنین کا بدلہ بھی لے لیا اور یہ بھی کہا کہ تمہارے گھر میں نہ نبوت آئی اور نہ قرآن اترا یعنی پورا کفر اس کے اندر موجود تھا وہ صرف لوگوں کے ڈر سے کلمہ پڑھتا تھا اس لیے سیدنا امام حسین علیہ السلام لوگوں کے مشورے دینے کے باوجود حق کو ثابت کرنے کیلئے کربلا تشریف لے گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے اسوہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

غازی صاحب رسالت مآب ﷺ کی تعلیم اور آپ کے اسوہ ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین اسلام کی بقا، اس کی Value اور اس کے بنیادی اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ چاہے آپ کو ہر طرح کی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔

آپ کو اپنی جان کی، خاندان حتی کہ اپنی عزت کی قربانی بھی دینی پڑے تو بھی ترجیح اول ذات خدا اور ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین ہے۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے خطبات اور آپ کا یہ سارا کردار اسلام کے ان مخالف Characters (کردار) کو بالکل ننگا کر کے سامنے لے آتا ہے۔ یہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی ہی جرأت تھی کہ یزید کے دربار میں آپ نے فرمایا یہ تمہارا طرزِ عمل ہے میں تمہیں فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتی ہوں۔ کیا تمہیں میرے نانا کا طرزِ عمل یاد نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زندگی بھر کے مخالفین کو معاف فرمادیا تھا اور تم میرے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ پر آزاد کیے ہوئے لوگوں کی اولاد میں سے ہو۔ لیکن تم ہمیں غلام سمجھتے ہو۔ آپ نے یزید کو آئینہ دکھا دیا کہ تم ہو کیا؟ دوسری بات یہ ہے کہ اہل حق کا منصب تخت یا تختہ ملنے سے نہیں بدلتا۔ بظاہر تو تخت پر یزید بیٹھا ہے لیکن لگتا ایسے ہے کہ تخت پر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا تشریف فرما ہیں۔ آپ لہجہ دیکھیں۔ ماحول دیکھیں۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا سراپا حق تھیں اور یزید سراپا باطل میں تو یہ کہوں گا کہ وہ باطل میں بھی سچا نہیں تھا۔ اس کے باطل میں بھی کھوٹ تھا۔ وہ اہل حق کا نمونہ بنا کے باطل کا پیکر بن کر بیٹھا ہوا تھا وہ کسی چیز میں بھی سچا نہیں تھا۔ اور سیدہ زینب سلام اللہ علیہا سراپا حق شخصیت تھیں۔ آپ حق بولتے ہوئے فرما رہی تھیں کہ حالات جیسے بھی ہوں آپ نے اپنی Fundamental Values (بنیادی اقدار) پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا۔ اور اس کی اصلاح کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے۔ اور آپ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا سیاسی شعور، حوصلہ، ولولہ اور حق کے ساتھ کمٹمنٹ دیکھیں کہ یزید کے دربار میں ایسا جارحانہ خطبہ

دیا کہ تاریخ کہتی ہے یزید کے تین سالہ دورِ حکومت پر جو چیز منڈلاتی رہی وہ اس کے دربار میں سیدہ زینب کا خطبہ تھا۔ خطبے کے بعد یزید کا دورِ حکومت اس خطبے کے اثر سے نکل ہی نہیں سکا اس خطبے نے یزید کے دور کو گہنا کے رکھ دیا تھا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام سمجھوتہ کر لیتے تو سارا خاندان بچ جاتا کیا ایسا ہی ہے؟

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی صاحب:

جی ہاں بالکل خاندان ضرور بچ جاتا لیکن دین کا جو پیغام اور معیار آپ ﷺ دے گئے تھے اگر سیدنا امام حسین علیہ السلام قربانی نہ دیتے تو یہ سب کچھ ختم ہو جاتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا امام پاک نے یہ سب کچھ اپنی ذات یا اقتدار یا اپنے کسی مفاد کیلئے کیا؟ اگر وہ ایسا چاہتے تو حج کا موسم تھا انہیں مدینہ طیبہ سے نکلنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس وقت معمول یہ تھا کہ لوگ اہل بیت سے ملے بغیر حج سے واپس ہی نہیں آتے تھے۔ اہل بیت سے مل کر اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں میں جاتے تھے۔ اگر اقتدار یا ذاتی مفاد مقصود ہوتا تو سیدنا امام حسین علیہ السلام وہاں بیٹھ کر Compain چلا لیتے۔ اگر مدینہ طیبہ میں خاموش ہو کر بھی بیٹھ جاتے کہ میں یزید کی بیعت نہیں کرتا تو یہی بات انہیں اقتدار تک پہنچانے اور یزید کے اقتدار کے خاتمے کیلئے کافی تھی۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

سلام بحضور
سیدہ زینب بنت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سلام اے مرتضیٰ کی لاڈلی یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا
سلام اے زہرا کی نوری کلی یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

تیری جرأت پر حیراں ہو گئے سب آسمان والے
سلام اے مصطفیٰ کی روشنی یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

ترے بچوں کے خوں سے لہلہایا ہے چمن دیں کا
سلام اے طاہرہ بنتِ علی یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

ترے خطبوں سے اہل شام پر لرزہ ہوا طاری
سلام اے راہِ حق پر تو چلی یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبحِ نور

موضوع: اُمّ المومنین سیدہ میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب۔

مہمان: علامہ محمد احمد برکاتی صاحب

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب

صاحبزادہ بشارت ہزاروی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ احسان ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نجی زندگی میں جو بھی کام فرماتے آپ نے وہ لوگوں تک پہنچا دیے۔ پوری دنیا میں کسی بھی شخصیت کے بارے میں اتنی زیادہ تفصیل ہمیں نہیں ملتی جتنی نبی کریم ﷺ کے بارے میں ملتی ہے۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ بھی بتا دیا کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارکہ میں کتنے بال سفید تھے۔ آپ کی سیرت پاک کا کوئی بھی گوشہ ہم سے اوجھل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی کہا کہ اے مسلمانو تم کتنے خوش نصیب ہو کہ تمہارے نبی پاک ﷺ پر تمام سورج کی روشنی اس طرح پڑ رہی ہے کہ کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

ناظرین کرام امہات المومنین میں سیدہ میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا جن کی سب سے آخر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی ہوئی۔ یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ ان کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا جعفر طیار، سیدنا عباس، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہم ان کے بہنوئی ہیں۔ ان کا امت پر احسان ہے کہ 100 سے زیادہ احادیث بھی ان سے مروی ہیں۔ ذہانت میں ان کا کوئی ثانی نہیں جب ان کا نکاح رسول اکرم ﷺ سے ہوا تو انہوں نے کہا میں حق مہر میں اپنے آپ کو ہبہ (قربان) کرتی ہوں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

علامہ برکاتی صاحب سیدنا میمونہ رضی اللہ عنہا کا خاندانی تعارف؟

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

علامہ محمد احمد برکاتی صاحب:

آپ ؓ کا نام پہلے برہ تھا لیکن شادی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام میمونہ ؓ رکھا۔ جب رسول اکرم ﷺ سے ان کا نکاح ہوا تو ان کی عمر 27 سال تھی۔ یہ چار بہنیں تھیں ان چاروں کی ماں ایک تھی لیکن باپ کی طرف سے دو دو تھیں۔ سیدہ میمونہ ؓ اور سیدہ ام الفضل ؓ ایک باپ سے تھیں اور سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ اور سیدہ سلمٰی بنتِ عمیس ؓ دوسرے باپ سے تھیں۔ سیدہ لبابہ ؓ جن کی کنیت اُم الفضل ہے یہ نبی کریم ﷺ کے محترم چچا سیدنا عباس ؓ کی زوجہ تھیں۔ انھیں سیدہ خدیجہ الکبریٰ ؓ کے بعد اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جبکہ سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ حقیقی مومنہ ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی زبانی ان کو یہ اعزاز حاصل ہوا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نبی کریم ﷺ سے سیدہ میمونہ ؓ کا نکاح کیسے ہوا؟

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب:

یہ بیوہ خاتون تھیں جو کہ اپنے بڑے بہنوئی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت رہتی تھیں صلح حدیبیہ کے بعد سیدنا عباس ؓ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ ﷺ سیدہ میمونہ ؓ سے نکاح فرمالیں۔

لہٰذا مکہ مکرمہ سے دومیل کے فاصلے پر مقام سرف پر ان کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح ہوا اور وہیں پر وصال ہوا اور وہیں ان کا مقبرہ ہے۔ اور ان کا نام میمونہ نبی کریم ﷺ نے اس لیے رکھا تھا کہ اس کے معنی ہیں برکت والی۔ اور یہ اتنی برکت والی ثابت ہوئیں کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے نکاح کے فوراً بعد مسلمان ہو گئے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

صاحبزادہ صاحب ان کے رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرنے میں میں حکمتیں کیا تھیں اور اسلام کو کیا فائدہ ہوا؟

صاحبزادہ بشارت ہزاروی صاحب:

صلح حدیبیہ کے اگلے سال رسول اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کے بارے میں کہا جاتا ہے دامادوں کے لحاظ سے دنیا میں خوش نصیب عورت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ کیونکہ درج ذیل شخصیات ان کے داماد ہیں۔

1	حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ	2	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
3	حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	4	حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ
5	حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ	6	حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ

نذیر احمد غازی صاحب:

علامہ برکاتی صاحب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احادیث بھی مروی ہیں؟

علامہ محمد احمد برکاتی صاحب:

غازی صاحب ایک حدیث کا میں ذکر کرتا ہوں جو سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ انہوں نے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، ثُمَّ قَامَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ فِي مُتَوَضَّئِهِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، ثَلَاثًا، وَنُصِرْتُ وَنُصِرْتُ، ثَلَاثًا، قَالَتْ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مُتَوَضَّئِكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، ثَلَاثًا، وَنُصِرْتُ نُصِرْتُ، ثَلَاثًا، كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِي، وَيَزْعُمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرٍ۔[1]

ترجمہ: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے پھر نماز کے لیے وضوفرمانے کے لیے اٹھے اور وضو فرماتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں اور تین مرتبہ فرمایا میری طرف سے مدد کردی گئی، میری طرف سے مدد کردی گئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کر کے باہر آئے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ آپ

---

[1] المعجم الکبیر۔ مُسْنَدِ النِّسَاءِ۔ مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رقم الحدیث 1052 (القاھرۃ)

یہ قربان میں نے آپ کو وضو کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے تین بار فرمایا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، اور پھر تین بار فرمایا میری طرف سے مدد کر دی گئی، میری طرف سے مدد کر دی گئی۔ جیسے آپ کسی سے بات کر رہے ہوں کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ میں نے یہ آواز سنی تو حضور اکرم ﷺ جب وضو کر کے باہر آئے تو میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی آواز آ رہی تھی جیسے آپ کسی سے بات کر رہے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ بنی کعب پر حملہ کر دیا ہے قبیلہ بنی کعب نے ہمیں مدد کے لیے پکارا ہے تو میں نے فرمایا میں حاضر ہوں تمھاری مدد کر دی گئی۔ بنی کعب پر حملہ کرایا ہے اور بنی کعب ہمارا پر وقار قبیلہ ہے وہ سوئے ہوئے تھے وہ ہمیں پکار رہے تھے اور میں کہہ رہا تھا جاؤ تمہاری مدد ہو گئی مدد ہو گئی مدد ہو گئی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کیا۔ صبح نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا کہ سامان باندھو آپ نے سامان باندھ لیا اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے آپ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ جہاد کے لئے جا رہے ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں نہیں جانتی کہ آپ کہاں جانے کا ارادہ فرما چکے ہیں۔ روایت موجود ہے تین دن کے بعد عمرو بن سالم خزاعی چالیس لوگوں کو لے کر مدینہ شریف آئے مسجد نبوی میں آپ کی شان میں قصیدہ پڑھا کہ آپ وہ ہیں جنھوں نے ہم میں پرورش پائی اور ہماری غمگساری فرمائی اور کہا کہ قبیلہ بنی بکر نے حملہ کر دیا ہے اور اب بھی اگر آپ نے ہماری مدد نہ کی تو پھر کب کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے سفر کا حکم دیا پھر یہ بات سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بعد میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے یہ عقیدہ دیا کہ اگر کوئی مشکل میں نبی کریم ﷺ

کو پکارے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پکار سنتے بھی ہیں اور پکارنے والے کی مدد بھی کرتے ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

صاحبزادہ صاحب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے کتنی احادیث مروی ہیں؟

صاحبزادہ بشارت ہزاروی صاحب:

ایک روایت کے مطابق 76 اور ایک روایت کے مطابق 103 احادیث آپ سے مروی ہیں۔ہم جب ان سے روایت کرنے والی شخصیات کو دیکھتے ہیں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور علمی مقام کا پتہ چلتا ہے۔صحابہ کرام میں سے بڑے بڑے صحابہ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سیدنا عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سیدنا سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ جیسے لوگ آپ سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔
سیدنا عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سیدنا سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ کا مدینہ شریف کے سات بڑے فقہاء میں شمار ہوتا ہے۔ان کی روایت کردہ 7 احادیث ایسی ہیں جو کہ متفق علیہ ہیں۔آپ کی اکثر روایات میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔

ایک روایت میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَتْ أَلَا نَسْقِيكُمْ مِنْ لَبَنٍ أَهْدَتْهُ لَنَا؛ فَقَالَ بَلَى، فَجِيءَ بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا عَنْ

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

يَمِينِهِ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ لِي الشَّرْبَةُ لَكَ وَإِنْ شِئْتَ آثَرْتُ خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ لأُوثِرَ عَلَى سُؤْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا۔[1]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں اور سیدنا خالد بن ولید ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیدہ میمونہ کے حجرے میں داخل ہوئے (یہ دونوں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا میں آپ کو دودھ نہ پیش کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا دودھ کا پیالہ لے کر آئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے نوش فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں طرف اور سیدنا خالد بن ولید ؓ بائیں طرف موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے پینے کا حق تو تمہارا ہے اگر تمہاری اجازت تو یہ پیالہ سیدنا خالد بن ولید ؓ کو دے دوں۔ (چونکہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دودھ مبارک نوش فرمایا تھا) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنا یہ حق رسول خدا ﷺ کے بچے ہوئے پر کسی کو نہیں دے سکتا۔

علامہ محمد احمد برکاتی صاحب:

غازی صاحب سیدہ میمونہ ؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقام عطا فرمایا آپ ایک معلمہ کی حیثیت رکھتی ہیں آپ اتنی بڑی فقیہہ تھیں کہ سیدنا عطا بن یسار ؓ جن کے شاگرد سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ؓ ہیں اور پھر ان کے ایک اور شاگرد سیدنا زید بن اسلم جن کے شاگرد سیدنا امام مالک ؓ ہیں۔ یہ علمی فیض سیدہ میمونہ ؓ سے شروع

[1] مسند إسحاق بن راھویہ۔ مَا يُرْوَى عَنْ مَيْمُونَةَ۔ رقم الحدیث 2036 (بیروت)

ہوا۔حضور اکرم ﷺ کا اتنا بڑا فرمان ہے

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ۔[1]

ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کا خواب میں دیدار کیا اور جب اٹھے تو ذہن میں یہ بات آئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری کی حالت میں بھی دیکھے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب دیدار کے لئے تڑپنے لگے تو اس کی تسکین کے لئے آپ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے عرض کی اماں جان میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو مجھے خواب میں دیکھے گا عنقریب حقیقت میں بھی دیکھے گا اب یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھو اور آپ اندر تشریف لے گئیں۔جا کہ ایک صندوق کھولا اور اس میں سے ایک شیشہ نکالا اور وہ نکال کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیش کیا۔اور کہا کہ تمہیں حضور اکرم ﷺ کا دیدار خواب میں ہوا ہے اور یہ آپ ﷺ کا وہ شیشہ مبارک ہے جس سے حضور اکرم ﷺ اپنا چہرہ انور دیکھا کرتے تھے۔تو جیسے ہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے شیشے میں دیکھا تو انہیں اپنی تصویر کی بجائے حضور اکرم ﷺ کی تصویر نظر آنے لگی۔

[1] صحیح بخاری۔كِتَابُ التَّعْبِيرِ۔بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ۔رقم الحدیث 6993(دار طوق النجاة)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب:

غازی صاحب امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو 72 مرتبہ جاگتے ہوئے اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي۔ [1]

ترجمہ: شیطان کبھی بھی میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

اور صحابہ اکرام علیہم الرضوان سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اتنا احترام کرتے تھے جب 51ہجری میں آپ کا وصال ہوا تو آپ کے جسد مبارک کو لے کر جایا جارہا تھا تو لوگوں نے جب کچھ تیزی دکھائی تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ادب واحترام کے ساتھ آہستہ چلو یہ ہماری ماں ہیں۔ پتہ چلا کہ صحابہ اکرام ازواجِ مطہرات کے جانے کے بعد بھی ان کا ادب واحترام کرتے تھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

صاحبزادہ صاحب آپ کی سخاوت کیسی تھی؟

صاحبزادہ بشارت ہزاروی صاحب:

غازی صاحب آپ بہت زیادہ غریب پرور تھیں جب آپ نے ایک لونڈی آزاد کی تو امام الانبیاء ﷺ نے آپ کو دعا دی کہ اللہ تعالی آپ کو اور زیادہ عطا

---

[1] صحیح بخاری۔ کِتَابُ التَّعْبِيرِ۔ بَابُ مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ۔ رقم الحدیث6993(دار طوق النجاۃ)

فرمائے۔حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ بہت صلہ رحمی سے پیش آتیں تھیں اور غریب پرور تھیں یہاں تک کہ قرض لے کر غریب پروری کیا کرتی تھیں۔ایک مرتبہ آپ نے بہت زیادہ قرض لیا تو لوگوں نے عرض کی قرض کی ادائیگی کیسے ہوگی تو آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو قرض واپس کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قرض واپس کرنے کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔آپ نے جو جملہ بولا وہ یہ تھا،فرمایا زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے نکلے ہوئے الفاظ پہ مجھے یقین ہے کہ قرض واپس کردوں گی اب دو باتیں سامنے آ گئیں ایک تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ دوسرا زبانِ مصطفیٰ ﷺ پر یقین کامل یعنی چاہے کچھ بھی ہو جائے جو بات امام الانبیاء ﷺ نے فرمادی وہ ہو کر رہے گی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

ڈاکٹر صاحب امہات المومنین کی عزت وتکریم کس قدر لازمی ہے؟

ڈاکٹر عقیل احمد صاحب:

غازی صاحب نبی کریم ﷺ کو اپنی ازواجِ مطہرات کی عزت وتکریم اس قدر مطلوب ہے کہ سیدنا مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں کہ میرا یہ معمول تھا میں کھانا بنا کر اہل بیت اطہار کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لئے پیش کرتا۔ایک دن نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لے آئے اور فرمایا احمد میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں یعنی میری ازواج کو بھی ایصال ثواب کیا کرو۔اس سے پتہ چلا کہ ازواجِ مطہرات کے بغیر ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا قاسم اور دیگر شہزدگان امام حسن علیہم السلام

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر معین الدین نظامی صاحب

مفتی ارشاد حسین سعیدی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین آج اہلِ بیت کرام علیہم السلام میں سے ایک ایسی شخصیت کا ذکر کرنا ہے جو مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چلتے تھے تو لوگ چھتوں پر چڑھ جاتے اور انہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔ یہ جب سواری پر سوار ہو کر چلتے تھے تو لوگ ان کو قمرِ بنی ہاشم کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ سیدنا امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے سیدنا قاسم علیہ السلام تھے جمالیاتی ثروتیں اپنی پوری آب وتاب اور عظمتوں ورفعتوں کے ساتھ ان کی ذات میں جلوہ گر تھیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شبیہ مبارک سیدنا امام حسن علیہ السلام سے بڑھ کر میں نے کہیں نہیں دیکھی اور امام حسن علیہ السلام کے حسن کا عکس ان کے شہزادے سیدنا قاسم علیہ السلام میں نظر آتا تھا۔ یہ ایسے قاری قرآن تھے کہ جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے ملائکہ بھی اِن کی تلاوت قرآن کو سننے آئے ہوئے ہیں۔

فصاحت وبلاغت تو اِن کے گھر کی لونڈی تھی آپ چھوٹی سی عمر میں یتیم ہوگئے تھے لیکن آپ کی پرورش سیدنا امام حسین علیہ السلام اور پھوپھی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے کی۔

آج ہم سیدنا قاسم علیہ السلام کے فضائل اور میدانِ کربلا میں اُن کی شجاعت وبہادری کا تذکرہ کریں گے کیونکہ آپ جب اپنے والد کی قمیص پہن کر سر پر والد محترم کا کلاہ رکھ کر اور ہاتھ میں اپنے والد کی تلوار پکڑ کر میدانِ کربلا میں آئے تو یوں لگتا تھا کہ سیدنا امام حسن علیہ السلام آج میدانِ کربلا میں تشریف لے آئے ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نظامی صاحب سیدنا قاسم علیہ السلام کی شخصیت کیسی تھی؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

غازی صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا نام قاسم تھا اور پھر خاندانِ اہلبیت میں سیدنا امام حسن علیہ السلام کے شہزادے کا نام بھی قاسم تھا۔ اِن دونوں سے پیار کی وجہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بہت سارے گھرانوں میں قاسم کا نام رکھا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ؛ ابوالقاسم ؛ آپ کے شہزادے سیدنا قاسم کی وجہ سے ہے لیکن اُس کی ذیل میں یہ قاسم بھی شامل ہیں۔ کیونکہ یہ بھی آپ ہی کا خون ہیں۔ سیدنا قاسم علیہ السلام بہت ہی کم عمر میں اپنے باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے تھے لیکن سیدنا امام حسین علیہ السلام کی آغوش محبت نے انہیں جوان کیا اور اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر سیدنا قاسم علیہ السلام کو محبت دی۔ آپ سیدنا قاسم علیہ السلام کو اپنے سینے پر سلایا کرتے تھے۔ غازی صاحب بوسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ایک روایت چلتی ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین علیہما السلام کو براہ راست بوسے دیئے۔ اِسی طرح سیدنا امام حسین علیہ السلام، سیدنا قاسم علیہ السلام کو چوما کرتے تھے اور میدان کربلا میں تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے انہیں اتنے بوسے دیئے کہ سارے مورخ حیران و ششدر ہیں اور میدان کربلا میں بھیجتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں تمہیں دیکھتا تھا تو مجھے تسکین ہو جایا کرتی تھی کیونکہ تمہیں دیکھتے ہی مجھے بھائی امام حسن علیہ السلام کی یاد تازہ ہوجایا کرتی تھی۔

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

منقبت بحضور سیدنا قاسم بن حسن علیہ السلام

ہے قاسم بن حسن علیہ السلام پیکر علی مولا کی جرأت کا
گُلِ تازہ ہے قاسم بن حسن باغِ اِمامت کا

نہ اُس کو چھو سکے گی موت کی ہرگز ہوا تک بھی
مِلا ہے مرتبہ اُس کو شہادت کی کرامت کا

حسن کے لاڈلے پر ناز تھے شبیر بھی کرتے
جو کرتے تھے وہ نظارا جواں کے عزم و ہمت کا

ہے دی قربانی ایسی خوں سے ایسی داستاں لکھی
ہے جس نے رُخ بدل ڈالا یزیدوں کی سیاست کا

سلامی پیش کرنے آئیں ان کو خُلد سے حُوریں
حسن کا لال ساجدؔ جب بنا دُولہا شہادت کا

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا علی اکبر اور سیدنا علی اصغر علیہما السلام

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: مفتی محمد فاروق القادری صاحب

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین حضور سید العالمین ﷺ کے وصالِ پاک کے بعد سیدنا امام حسین علیہ السلام ہجرِ مصطفیٰ ﷺ میں نہایت غمگین رہا کرتے تھے اور راتوں کو اُٹھ کر یہ دُعا کرتے تھے یا اللہ پاک مجھے ایک ایسا فرزند عطا فرما جو بالکل شبیہ مصطفیٰ ﷺ ہو۔ جسے میں دیکھوں تو رسول اللہ ﷺ کی صورت یاد آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر سیدنا علی اکبر علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا جو بالکل شبیہ مصطفیٰ ﷺ تھے۔ جنہیں دیکھ کر صورتِ مصطفیٰ ﷺ یاد آجایا کرتی تھی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب سیدنا علی اکبر علیہ السلام کا مختصر تعارف پیش فرمادیں۔

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب یوں تو گلستان نبوت کا ہر پھول اپنے اندر ایک مہک رکھتا ہے لیکن سیدنا علی اکبر علیہ السلام کو کئی نسبتوں کی وجہ سے شرف اور عظمت حاصل ہے۔ آپ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور یہ بہت بڑی عظمت اور شرف ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی والدہ کا نام سیدہ اُمِ رباب رضی اللہ عنہا ہے جو کہ بہت بڑی عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔

سیدنا علی اکبر علیہ السلام کو حُسن کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے لحن داودی بھی عطا فرمائی تھی۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے لوگ آپ کی اذان سُننے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ سیدنا عباس علمدار رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی اکبر علیہ السلام کی تربیت کی آپ جنگ و

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

جدل کے ماہر سمجھے جاتے تھے جب اُمّ البنین کے ساتھ شادی ہوئی تو آپ فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں بہادر ہوں اور بہادر خاندان کے ساتھ میری رشتہ داری ہوئی ہے۔ سیدنا علی اکبر علیہ السلام نے جہاں اپنے والد گرامی سے ظاہری و باطنی علوم کے خزینے لیے وہیں انہوں نے سیدنا عباس علمدار علیہ السلام سے جنگ وجدل کے مختلف طریقے سیکھے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نظامی صاحب ایک طرف لحنِ داودی ہے اور دوسری طرف قوتِ حیدری کے اثرات ہیں کیا یہ کمال نہیں ہے؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب اس کے ساتھ ساتھ جمالِ مصطفوی اور کمالِ حیدری اور حسنی و حسینی بھی تھا۔ سیدنا علی اکبر علیہ السلام اس وجہ سے محبوبِ حبیبِ خدا ہیں کیونکہ آپ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے لختِ جگر ہیں انہیں آپ علیہ السلام نے دُعائیں کر کر کے مانگا تھا جب حسنین کریمین علیہما السلام دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ہیں تو اِس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منظورِ نظر تھے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جب سیدنا علی اکبر کو میدانِ کربلا میں مقابلے کے لئے بھیجا تو ہاتھ اُٹھا کر عرض کی یا اللہ گواہ رہیے گا میں اپنے اُس بیٹے کو میدان کربلا میں بھیج رہا ہوں جو تیرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب آپ یہ بتائیں کہ ننھے سیدنا علی اصغر کا کیا قصور تھا؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

غازی صاحب ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اِن لوگوں میں انسانیت نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی حالانکہ اسلام کا مزاج تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو تربیت دیتے ہوئے یہاں تک تلقین فرمائی کہ اگر تم بدترین دشمن کے ساتھ بھی جنگ کر رہے ہو تو اُس کے بچوں کو قتل نہ کرواُن کے بوڑھوں اور عورتوں کو بھی قتل نہ کرو بلکہ یہاں تک فرمایا کہ وہاں کے درختوں اور کھیتوں کو نقصان نہیں پہنچانا تاکہ وہاں کے علاقے کا حُسن ماند نہ پڑ جائے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے انہوں نے ننھے سیدنا علی اصغر پر بھی رحم نہ کیا۔ تو اِن سب حالات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حکومت اور اقتدار کے نشے سے اللہ تعالیٰ پناہ دے کیونکہ جب انسان پر حکومت واقتدار کا نشہ سوار ہوتا ہے تو انسان نابینا ہو جاتا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

مفتی صاحب جو بھی مجاہد آتا وہ سب سے پہلے کوفیوں کے سامنے کھڑا ہو کر اپنا تعارف کرواتا تھا۔ سیدنا علی اکبر علیہ السلام نے اپنا تعارف کیسے پیش کیا؟

مفتی محمد فاروق القادری صاحب:

سیدنا علی اکبر علیہ السلام جب میدان میں آئے تو عرب رواج کے مطابق اپنا تعارف اِن الفاظ میں کروایا۔

أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ نَحْنُ وَبَيْتُ اللهِ أَوْلَى بِالنَّبِيِّ ﷺ۔[1]

---

[1] البدایۃ والنھایہ۔ جلد 8 صفحہ 201 (داراحیاالتراث العربی)

ترجمہ: لوگوں جان لو میں علی بن حسین بن علی علیہم السلام ہوں۔ ہم اور اللہ پاک کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔

پھر میدانِ کربلا میں بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ کوفی لرزنے لگے کیونکہ ایک سوبیس لوگوں کو آپ نے جہنم رسید کیا اور پھر سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی ابا جان اگر مجھے ایک گھونٹ پانی مل جائے تو میں اِن کی صفوں میں بوکھلاہٹ پیدا کردوں سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی آگے کرتے ہوئے فرمایا بیٹا پانی تو نہیں ہے ہاں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی انگوٹھی چوس لو۔ آپ علیہ السلام نے انگوٹھی کو چوسا اور واپس جا کر اسی (80) لوگوں کو پھر جہنم رسید کیا۔ غازی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی اُس وقت تقریباً چھپن (56) سال عمر تھی سر اور داڑھی مبارک کے بال مبارک سیاہ تھے لیکن جونہی اپنے لختِ جگر کی لاش کو اُٹھا کر لائے تو غم کی وجہ سے آپ کے بال مبارک سفید ہو چکے تھے۔ اِس میں کوئی تعجب والی بات بھی نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے ہجر وفراق میں رو رو کر سیدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی زائل ہوگئی پتہ چلا کہ جب غم واندوہ انسان پر آئیں تو اِس قسم کے اثرات ظاہر ہوتے رہتے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نظامی صاحب جوش ملیح آبادی نے کہا تھا۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین علیہ السلام

کیا واقعی ایسا ہے؟

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب ایسے ہی ہے اور یہ جو جذبہ اور عزم و ہمت ہے اُس پر تو اہل بیت رسول اللہ ﷺ نے مہر ثبت کر دی ہے۔

میں یہاں ایک ضروری بات کی وضاحت کرتا چلوں بعض مورخین نے لکھا کہ جس وقت سیدنا امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو میدانِ کربلا میں بھیج رہے تھے تو ساتھ ساتھ آپ رو بھی رہے تھے تو یہ رونا کوئی خوف یا مایوسی کا رونا نہیں تھا بلکہ یہ امتِ مصطفیٰ ﷺ پر اور اپنی اولاد پر شفقت کا رونا تھا جو کہ ہر صاحب اولاد کے دِل میں ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ اتنے روئے کہ آپ ﷺ کا دامن مبارک آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا۔

منقبت

اَے حُسین ابنِ علی کے ماہ پارو السلام
بوستانِ زہرا کی تازہ بہارو السلام
السلام اَے نقش احمد پیارے اکبر السلام
السلام اے نُوری اختر ننھے اصغر السلام
السلام اے آل و اولادِ محمد مصطفیٰ ﷺ
السلام اے خانۂ شبیر کی ساجدؔ ضیاء

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کرگئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر
آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کرگئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: سیدنا عون ومحمد علیھما السلام کی شہادت

میزبان: نذیر احمد غازی صاحب

مہمان: پروفیسر اعظم نوری صاحب

پروفیسر غلام معین الدین نظامی صاحب

آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کرگئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

نذیر احمد غازی صاحب:

ناظرین جب ہم پھولوں کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری طبیعت کو سکون ملتا ہے۔ ایسے ہی جب ہم نورانی ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارے ایمان کو بھی نور اور تروتازگی ملتی ہے۔ اور عشق کو سچائی ملتی ہے۔ آج ہم ایسے نوری وجودوں کا ذکرِ خیر کر رہے ہیں جن کی والدہ ماجدہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا ہیں جنہوں نے میدان کربلا میں جرأت و بہادری صبر و رضا اور وفا شعاری کی جو داستانیں رقم کی ہیں تاریخ عالم میں اُس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے دوشہزادے سیدنا عون بن عبداللہ بن جعفر اور سیدنا محمد بن عبداللہ بن جعفر علیہما السلام وہ خوبصورت شہزادے ہیں جن کے بارے میں اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

وہ دوشہزادے سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے کربلا کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر قربان کر دیے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب سیدنا عون و محمد علیہما السلام کی سیرتِ پاک کے حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب جس طرح آپ نے خانوادۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف

کرایا مجھے سُن کر اعلیٰ حضرت کے اشعار یاد آ گئے۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس

اہل بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے

اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

یعنی خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جسے بھی دیکھو وہ یا تو قرآن کا پارہ لگتا ہے یا پھر جنت کا پھول دِکھتا ہے اور اسی باغ کی وجہ سے تو کائنات کی رعنایاں ہیں۔ غازی صاحب اِن دونوں شہزادوں کی نسبتیں بڑی عظیم ہیں یہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پوتے اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نواسے ہیں اِن دونوں نے چھوٹی سی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اور شہادت تو ایک ایسا منصب ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار تمنا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ۔[1]

ترجمہ: قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اِس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

لیکن رب تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر۔ باب تمنی الشہادۃ۔ رقم الحدیث 2797

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط۔ [1]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی جان کی خود حفاظت کرے گا۔

اِس تمنا کو اللہ تعالیٰ نے یوں پورا کیا کہ آپ کے خانوادہ پاک کے بچے بچے کو رتبہ شہادت عطا فرمایا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نظامی صاحب سیدنا عون و محمد علیہما السلام اپنے والدِ محترم کا جو خط لے کر سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے اُس خط میں کیا لکھا تھا؟

پروفیسر غلام معین الدین نظامی صاحب:

سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ علالتِ طبع کی وجہ سے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ خود تو روانہ نہ ہو سکے لیکن اپنی زوجہ محترمہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جو کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی ہمشیرہ تھیں انہیں باہمی رضامندی سے ساتھ جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ خانوادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھلا کیسے جدا ہو سکتے تھے کیونکہ آپ بھی اور آپ کے والد گرامی بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند محبوب افراد میں سے تھے۔ اور سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے یہ شرف کی بات ہے کہ آپ کے والدِ محترم سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ دونوں نے ہجرت حبشہ کی تھی۔ حبشہ کے اندر مہاجرین مسلمانوں کے ہاں جو سب سے پہلے بچہ پیدا ہوا وہ سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھے اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

[1] سورۃ المائدہ۔ آیت 67

آیا نہ ہو گا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

جو پیار تھا اُس کا اندازہ ہم اِس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے واپسی ہوئی تو اُس وقت خیبر فتح ہو چکا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا پھر سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی واپسی کی خوشی زیادہ ہے۔حالانکہ فتح خیبر تاریخ کے واقعات میں سے ایک اہم واقعہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی واپسی کو فتح خیبر کے برابر قرار دے رہے تھے اِس سے پتہ چلتا ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام کیا ہے۔

غازی صاحب جس خط کا آپ نے ذکر کیا وہ خط سیدنا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں کو دے کر مکۃ المکرمہ بھیجا اور ساتھ یہ تاکید بھی کی کہ اگر آپ کے ماموں جان سیدنا امام حسین علیہ السلام سفر کا ارادہ ترک فرما دیں تو پھر جیسے اُن کا حکم ہو اُس کے مطابق عمل کرنا اور اگر وہ سفر کا ارادہ ترک نہیں فرماتے تو پھر اُن کے ساتھ اور اپنی والدہ ماجدہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ رہ کر اُن کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے جب یہ شہزادے سیدنا عون ومحمد علیہما السلام مکۃ المکرمہ پہنچے تو سیدنا امام حسین علیہ السلام مکہ مکرمہ سے جا چکے تھے۔ والی مکہ کا بھائی یحییٰ بن سعید ان شہزادوں کے ساتھ چلا اور جب خط امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا تو اُس خط میں لکھا تھا کہ مجھے حالات وواقعات سے پتہ چلا ہے کہ حالات موافق نہیں ہیں اور مجھے اِس بات کا ڈر ہے کہ آپ اپنی آل سمیت مظلومانہ طور پر شہید کر دیئے جائیں گے لہٰذا آپ سفر کا ارادہ ترک فرما دیں۔اور اگر بالفرض آپ جانا ہی چاہتے ہیں تو پھر میرے دونوں شہزادے آپ کے ساتھ ہوں گے اور آپ پر اپنی جانیں قربان کریں گے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر صاحب اُس خط کے کچھ الفاظ اگر ذہن میں ہوں تو بیان کر دیں۔

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے جو خط بھیجا اُس کے الفاظ تھے۔

اِنْ هَلَكْتَ الْيَوْمَ طُفِئَ نُوْرُ الْاَرْضِ فَاِنَّكَ عِلْمُ الْمُهْتَدِيْنَ وَرِجَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَا تَعْجِلْ بِالسَّيْرِ۔[1]

ترجمہ: اے امام حسین علیہ السلام اگر آپ شہید ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا (اندھیرا چھا جائے گا) اور آپ اہلِ ہدایت کا علم اور اہلِ ایمان کی امیدوں کا مرکز ہیں۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑھ کر امت مسلمہ کو ایک درس دیا اُس میں آپ علیہ السلام نے ایک حدیث قدسی کا حوالہ دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عِزَّتِيْ لَاأَجْمَعُ عَلٰى عَبْدِيْ خَوْفَيْنِ وَاَمْنَيْنِ اِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَمَّنْتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِذَا اَمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔[2]

---

[1] تاریخ طبری۔ ذکر مسیر الحسین الی الکوفہ۔ جلد 5 صفحہ 387 (بیروت)
البداية والنهاية۔ صفة مخرج الحسين الى العراق۔ جلد 8 صفحہ 181۔
(داراحیاء التراث العربی)

[2] صحیح ابن حبان۔ کتاب الرقائق۔ باب حسن الظن باللہ تعالیٰ۔ رقم الحدیث 640 (بیروت)

ترجمہ: مجھے اپنی عزت کی قسم میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا میرا جو بندہ دنیا میں مجھ سے ڈرے گا قیامت کے دِن میں اُسے امان عطا فرماؤں گا اور جسے دنیا میں میری طرف سے امن ملے گا میں قیامت کے دِن اُس پر خوف طاری کر دوں گا۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا میں دنیا میں امن کا خواہاں نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف کا خواہاں ہوں تاکہ وہ قیامت کے دِن مجھے امن عطا فرمائے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب یہ بتائیں کہ جب سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنے شہزادوں کی شہادت کی خبر ملی تو اُن کے جذبات کیا تھے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو جب شہزادوں کی شہادت کی خبر ملی تو جو لوگ تعزیت کے لئے حاضر ہوئے اُن لوگوں میں آپ کا ایک غلام جس کا نام ابوسلاسل تھا کہنے لگا۔

هٰذَا مَالَقِيْنَا وَدَخَلَ عَلَيْنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔

ترجمہ: یہ جو کچھ ہمیں دیکھنا پڑ رہا ہے سب امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔

جب اُس نے یہ کہا تو سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنا جوتا اُتار کر اُس کی پٹائی کی اور فرمایا۔

اَلْحُسَيْنُ تَقُوْلُ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْشَهِدْتُهٗ لَاحَبَبْتُ اِلَّااُفَارِقُهٗ حَتّٰى اُقْتَلُ مَعَهٗ۔ [1]

[1] تاریخ طبری۔ باب مقتل الحسین۔ جلد 5 صفحہ 466 (بیروت)

ترجمہ: تم امام حسین علیہ السلام کے بارے میں یہ کہہ رہے ہو؟ حالانکہ اللہ کی قسم اگر میں بھی وہاں ہوتا تو میں بھی اُن کے ساتھ جام شہادت نوش کرتا اور ان سے جدا نہ ہوتا۔ یعنی میری بیماری آڑے آ گئی تھی ورنہ میں بھی اپنی جان کو ناموس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے بیٹوں نے میری لاج رکھ لی۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر اعظم نوری صاحب کربلا پہنچنے سے پہلے سیدنا امام حسین علیہ السلام کو سیدنا مسلم بن عقیل علیہ السلام کی شہادت اور تمام معاملات کا علم ہو گیا تھا اور ساتھ والے رفقاء کو بھی سب کچھ پتہ چل گیا تھا۔ تو سیدنا امام حسین علیہ السلام نے جب رفقاء کو کہا کہ جو واپس جانا چاہتا ہے چلا جائے تو اس وقت رفقاء کے کیا جذبات تھے اور ان شہزادوں کے بالخصوص جذبات کیا تھے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب مستقبل کا ایک ایک لمحہ آپ کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ بلکہ آپ علیہ السلام کو اپنی شہادت اور ان کی شقاوت پر اتنا یقین تھا کہ آپ نے فرمایا۔

لَوْ كُنْتُ فِي جُحْرِ هَامَّةٍ مِنْ هَذِهِ الْهَوَامِّ لَاسْتَخْرَجُونِي حَتَّى يَقْضُوا بِي حَاجَتَهُمْ! [1]

ترجمہ: اگر میں چیونٹیوں کی بِل میں بھی گھس جاؤں تو یہ لوگ وہاں سے نکال کر اپنی حاجت پوری کر لیں گے (شہید کر دیں گے)۔

[1] تاریخ طبری۔ ذکر مسیر الحسین الی الکوفہ۔ جلد 5 صفحہ 385 (بیروت)

آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ مجھے دیکھتے ہوئے کوئی مجبور ہو کر میرے ساتھ چلے ۔اِس لئے قدم قدم پر لوگوں کو کہتے تھے کہ میرے ساتھ جو معاملات ہونے والے ہیں اُس کا آپ سب کو علم ہے اِس لئے جو واپس جانا چاہتا ہے چلا جائے لیکن آپ کی گفتگو کو سُن کر دوسرے رفقاء بھی جانثاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے واپس جانے سے انکار کر رہے تھے ۔ بالخصوص یہ دونوں شہزادے سیدنا عون و محمد علیہما السلام چونکہ ان کا جوان خون تھا تو ان کے جواب سے تمام رفقاء کے اندر ایک نیا ولولہ اور شوقِ شہادت پیدا ہوتا تھا۔

اِن کا جواب تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف سے رقم ہے۔ یہ کہتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنَا اَنْ نَّکُوْنَ مَعَكَ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں آپ کی معیت عطا فرمائی تھی۔ یعنی ہم تو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرمایا ہے۔ جب سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اصرار فرمایا تو چونکہ ماموں جان بھی تھے تو عرض کرنے لگے۔

اَلَا تَرْضٰی اَنْ نَّکُوْنَ مَعَكَ فِیْ دَرَجَتِكَ۔

ترجمہ: (اے ماموں جان) کیا آپ اِس سے راضی نہیں ہیں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ آپ کے درجہ میں ہوں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب، سیدنا امام حسین علیہ السلام جب شہزادوں کی لاشیں اُٹھا رہے تھے تو کیا سیدنا امام حسین علیہ السلام کے پایہ استقلال میں کمی نہیں آئی؟

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ و شباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب میدان کربلا میں سیدنا امام حسین علیہ السلام کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ عین حالت لڑائی میں بھی آپ قرآن پاک کی آیۃ کی تلاوت کررہے تھے وہ آیۃ کریمہ یہ ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ، وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔[1]

ترجمہ: مومنوں میں سے (بہت سے) مَردوں نے وہ بات سچ کر دکھائی جس پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا، پس ان میں سے کوئی (تو شہادت پا کر) اپنی نذر پوری کر چکا ہے اوران میں سے کوئی (اپنی باری کا) انتظار کر رہا ہے، مگر انہوں نے (اپنے عہد میں) ذرا بھی تبدیلی نہیں کی،

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے اِس مقام پر کیا جذبات تھے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی کنیت ہے اُمُّ الْمَصَائِبْ۔ میں اِن کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت اِس انداز سے پیش کروں گا کہ آپ کو اُمُّ الْمَصَائِبْ کیوں کہا گیا؟ آپ کو اُمُّ الْمَصَائِبْ اِس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ پاک کو، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

[1] سورۃ احزاب۔ آیت 23

کی شہادت اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو پھر بچوں بھتیجوں اور بھانجوں کی شہادت کو بڑے قریب سے دیکھا لیکن آپ کے صبر میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا اور یہ عجیب داستان ہے کہ جب ان کے بچوں کو سیدنا امام حسین علیہ السلام لڑائی کی اجازت نہیں دیتے تو ماں خود بچوں کو ساتھ لے کر سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں سفارش کرنے آجاتی ہیں۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر صاحب سیدنا عون اور سیدنا محمد علیہما السلام دونوں جب مقابلے میں جاتے ہیں تو کوفیوں کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے خطاب کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب اُس وقت جنگ کا پیٹرن بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ جب بھی کوئی سوار لڑنے کی ابتداء کرتا تو ابتداء سے پہلے اپنا تعارف ضرور کرواتا تھا۔ جب ان شہزادوں میں سے ایک دشمن کے سامنے گئے تو انہوں نے اپنا تعارف کچھ یوں کروایا۔

اِنْ تَنْکَرُوْنِیْ وَاَنَا بْنُ جَعْفَرِ شَھِیْدَ صِدْقٍ فِی الْجِنَانِ اَظْھَرِ
یَطِیْرُ بِھَا بِجَنَاحٍ اَخْضَرِ کَفَا بِھٰذَا شَرَفًا فِی الْمَحْشَرِ۔

ترجمہ: اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو جان لو میں جعفر کا بیٹا ہوں جو کہ سچائی کی راہ پر جام شہادت نوش کر کے جنت میں چمک رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سبز رنگ کے پَر عطا فرمائے ہیں اور وہ اُن کے ساتھ جنت میں سیر کر رہے ہیں اور میرے لئے محشر میں یہی شرف کافی ہے کہ میں جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں (لہٰذا ہمیں دنیا کی عزتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

منقبت

خوبصورت دلربا تھے حضرت زینب کے پھول
رونقِ آلِ عبا تھے حضرت زینب کے پھول

ریگِ کربل کو لہو سے کر گئے گلزار جو
وہ شہیدانِ وفا تھے حضرتِ زینب کے پھول

گلشنِ آلِ محمد ﷺ کی وہ دونوں تھے بہار
دیتے آنکھوں کو ضیاء تھے حضرتِ زینب کے پھول

ہو گئے طاغوت کے تھے سامنے سینہ سپر
مرتضیٰ کا حوصلہ تھے حضرتِ زینب کے پھول

اور آنکھ بھر آئی ہے ساجد جب بھی ذکر اُن کا کیا
ایسے مقتولِ جفا تھے حضرتِ زینب کے پھول

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

پروگرام صبح نور

موضوع: حضرت سید نا حُرؑ اور دیگر انصارِ اہل بیت علیہم السلام

میزبان: نذیر احمد غازی

مہمان: پروفیسر اعظم نوری صاحب

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب

نذیر احمد غازی صاحب:

آج ہم سیدنا امام حسین علیہ السلام کے رفقا میں سے سیدنا حُر رضی اللہ عنہ اور دیگر انصار اہل بیت کا ذکر کریں گے۔

جب ہم میدان کربلا کی طرف دیکھتے ہیں تو چار کردار ہمیں نظر آتے ہیں اُن میں سے ایک حسینی، دوسرا یزیدی، تیسرا کوفی اور چوتھا کردار سیدنا حر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ کوفی کردار کے بارے میں سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا مجھے اتنا دکھ یزیدی لشکر نے نہیں پہنچایا جتنا کوفیوں کی خاموشی نے پہنچایا ہے۔

سیدنا حر رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی قیادت کرتے ہوئے میدانِ کربلا میں پہنچا تھا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام نے غصہ میں ایک بار کہہ دیا اے حر تیری ماں تجھے روئے تو اُس نے عرض کیا اے امام حسین علیہ السلام میں اِس کے جواب میں گالی نہیں دوں گا کیونکہ آپ کی امی جان سیدۃ النساء ہے اور ان کا مقام بہت بلند ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عزت کی وجہ سے ساری عزتیں ملی ہیں ۔

جن کا آج ہم نے ذکر کرنا ہے اُن میں بڑی بڑی ہستیاں شامل ہیں ۔جیسے سیدنا ابن عدی، سیدنا حبیب بن مظاہر، سیدنا زھیر بن قین، سیدنا سعد بن عبداللہ حنفی رضی اللہ عنہم۔

سیدنا سعد بن عبداللہ حنفی رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں جو الفاظ کہے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر سنہری حروف سے رقم ہیں۔ جب سید امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے اوپر مصیبت آئی ہے تو جو بھی شخص ہمیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہے وہ چلا

جائے ہماری طرف سے اُسے اجازت ہے تو انہوں نے عرض کی اگر مجھے یہ پتہ ہو کہ مجھے ستر مرتبہ زندہ کر کے دوبارہ قتل کیا جائے اور پھر جسم کے ٹکڑے کر کے اُنہیں آگ میں جلا کر راکھ کو دریائے دجلہ میں پھینک دیا جائے گا تب بھی میں آپ کا ساتھ چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نوری صاحب سیدنا حرؓ اور سیدنا حبیب بن مظاہرؓ انصار اہل بیت میں نمایاں شخصیات ہیں تو ان پر ذرا روشنی ڈالیں۔

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب سیدنا حُرؓ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے قیامت تک آنے والے گنہگاروں کو یہ پیغام دیا ہے کہ انسان جس لمحے بھی توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیاروں کی رحمت لپک کر اُسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ سیدنا حُرؓ کے کردار کو جب ہم دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کئی دِن باطل کا ساتھ دیا لیکن چند گھنٹے حق کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ان چند گھنٹوں نے قیامت تک اُن کی زندگی کو روشن کر دیا ہے۔ جس وقت انہوں نے یزید کو چھوڑ کر سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تو اُس وقت کہنے لگے۔

اِنِّیْ وَاللّٰہِ اُخَیِّرُ نَفْسِیْ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ لَااَخْتَارُ عَلَی الْجَنَّةِ شَیْئاً وَلَوْ قُطِّعْتُ وَحُرِّقْتُ۔[1]

---

[1] تاریخ الطبری۔ جلد 5 صفحہ 427 (بیروت)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

ترجمہ: اللہ کی قسم مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان اختیار حاصل ہے میں جنت پر کسی دوسری چیز کو اختیار نہیں کروں گا اگرچہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا جائے۔

یعنی یزید کا ساتھ دینا یہ دوزخ میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہے اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینا یہ تو سیدھا جنت کا راستہ ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نظامی صاحب پیر نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جواُن پر مَر مِٹا وہی ٹھہرے گا سُرخرو
محشر میں رنگ لائے گی نسبت حسین کی
کل بھی دِلوں پر راج تھا زہرا کے لال کا
ہے آج بھی دِلوں پہ حکومت حسین کی

پروفیسر معین الدین نظامی صاحب:

جی غازی صاحب سیدنا حُرّ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے حُرّ تو اسم با مسمیٰ ہے اور دونوں جہانوں میں آزاد ہے۔

غازی صاحب سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے والوں میں چار قسم کے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو مدینہ منورہ سے آپ کے ساتھ چلے اور کچھ وہ جو مکہ مکرمہ سے ساتھ ملے کچھ وہاں سے لے کر کربلا تک آپ کے ساتھ رہے اور کچھ آخری وقت میں دشمن کے لشکر سے نکل کر آپ علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جو

لوگ آخری وقت میں لشکر یزید سے نکل کر باغِ جنت میں آئے اُن سب کے سرخیل سیدنا حُرؓ ہیں۔ عام طور پر کچھ لوگ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جانے والے معاذ اللہ ان پڑھ اور سادہ لوگ تھے لیکن اُن کا یہ تاثر اِس وجہ سے غلط ہے کیونکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے رفقاء میں سے اکثر لوگ قرآن پاک کے حافظ وقاری تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حبیب بن مظاہرؓ جب شہید ہوئے تو سیدنا امام حسین علیہ السلام ان کے جسد خاکی کے پاس بیٹھ کر فرمارہے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ پورے قرآن کی تلاوت ایک رات میں مکمل فرمالیا کرتے تھے۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے رفقاء نے واقعی بدر وحنین والوں کی یادیں تازہ کیں اور یقیناً اِن کا حشر بھی اُن کے ساتھ ہوگا۔

نذیر احمد غازی صاحب:

نوری صاحب فطرت سلیمہ کے حوالے سے سیدنا حُرؓ کی شخصیت پر ذرا روشنی ڈالیں۔

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

جی غازی صاحب فطرتِ سلیمہ کا عالم تو یہ ہے کہ جب سیدنا حُرؓ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے تو آپ نے پوچھا اے حُرّ ہمارے پاس آنے کا سبب کا ہے؟

تو سیدنا حُرؓ نے جواب دیا کہ جب میں ابن زیاد کے پاس سے نکلا تو مجھے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی۔

اَبْشِرْ یَاحُرُّ بِالْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: اے حُرّ تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔

جب میں تھوڑا سا آگے چلا تو پھر بھی یہی آواز دوبارہ آئی تو میں سمجھ گیا کہ مجھے یزید کا نہیں بلکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینا ہے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر صاحب سیدنا حُرّ رضی اللہ عنہ جب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے تو عرض کرنے لگے اے سیدنا امام حسین علیہ السلام کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ تو آپ نے جب اُسے توبہ کی قبولیت کا مژدہ سنایا تو سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے خیمہ سے نکل کر سیدنا حُرّ رضی اللہ عنہ کی معافی کو قبول فرمایا کیا ایسا ہی ہے؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

جی غازی صاحب توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ ایک سو بندے کا قاتل بنی اسرائیل کے ولیوں کی بستی کی طرف جانے لگتا ہے لیکن جب اُسے راستے پر موت آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کا استقبال کرتی ہے اور آواز آتی ہے۔

مَنْ یَحُوْلُ بَیْنَكَ وَبَیْنَ التَّوْبَۃِ۔[1]

ترجمہ: اے بندے رب اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟

غازی صاحب اگر بنی اسرائیل کے ولیوں کی بستی کی طرف جانے والے سو (100) لوگوں کے قاتل کی بخشش ہوسکتی ہے تو سیدنا حُرّ رضی اللہ عنہ تو سید الشہداء کی بارگاہ

---

[1] صحیح ابن حبان۔ کتاب الرقائق۔ بَابُ التَّوْبَۃِ۔ رقم الحدیث 611 (بیروت)

میں آرہے تھے توان کی توبہ کیسے نہ قبول ہوتی۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام کے رفقاء میں سے جو بھی شہید ہوتا آپ اُس کے جسد اطہر کو اُٹھا کر لاتے تو غمگین ہوتے لیکن جب سیدنا حُرؓ کے جسدِ اطہر کو اُٹھا کر لائے تو آپ نے فرمایا۔

بَخٍّ بَخٍّ یَا حُرّ۔

ترجمہ: اے حُرّ تجھے مبارک ہو تجھے مبارک ہو تم کامیاب ہو گئے۔

یعنی آپ نے انہیں جام شہادت نوش فرمانے پر مبارکباد پیش کی اور ان کی والدہ کو بھی مبارکباد پیش فرمائی۔

اور سیدنا حُرؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے حُرّ تیری ماں نے تیرا نام حُرّ رکھا تھا۔

اَنْتَ الْحُرُّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ كَمَا سَمَّتْكَ اُمُّكَ۔

ترجمہ: تو دنیا و آخرت میں حُرّ ہے (آزاد ہے)۔جیسا کہ تیری ماں نے تیرا نام رکھا ہے۔

غازی صاحب جب سیدنا حُرؓ کوفیوں کے سامنے گئے تو ان الفاظ کے ساتھ اُنہیں خطاب کیا۔

يَآ اَهْلَ الْكُوْفَةِ مَنَعْتُمُوْهُ مِنْ مَّآءِ الْفُرَاتِ الْجَارِي الَّذِي يَشْرَبُ مِنْهُ يَهُوْدِيٌّ وَّنَصْرَانِيٌّ وَّمَجُوْسِيٌّ وَتَمَرَّغُ فِيْهِ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ وَكِلَابِهٖ۔[1]

ترجمہ: اے اہل کوفہ تم نے فرات کا جاری پانی اہل بیت پر بند کر دیا ہے جس کو

[1] تاریخ الطبری۔مقتل الحُسَیْن رضوان اللہ عَلَیْہِ،جلد 5 صفحہ 428 (بیروت)

یہودی، نصرانی اور مجوسی حتی کہ کالے خنزیر اور کتے بھی پی رہے ہیں۔

اور تم یاد رکھو اگر تم نے یہ کردار نہ چھوڑا تو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو جاؤ گے اگر شفاعت رسول ﷺ چاہتے تو اِن کی دشمنی چھوڑ دو۔

غازی صاحب ایک بزرگ صحابی رسول ﷺ سیدنا انس بن کاہل اسدی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑھاپے کا حق ادا کر دیا۔ اِن سے کسی نے پوچھا کہ اِس بڑھاپے میں تمہیں اپنے آپ کو اِس آزمائش میں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک دِن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تو آپ ﷺ کی گود میں سیدنا امام حسین علیہ السلام بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ انہیں پیار بھی کر رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے۔

إِنَّ ابْنِي - يَعْنِي الْحُسَيْنَ - يُقْتَلُ بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْصُرْهُ۔[1]

ترجمہ: میرا یہ بیٹا کربلا کی سرزمیں پر شہید کر دیا جائے گا پس جو شخص اُس وقت حاضر ہو وہ ان کی مدد کرے۔

میں نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ سے جو وعدہ کیا تھا میں تو اُس کو نبھانے آیا ہوں غور طلب بات یہ ہے کہ اُس وقت ان کی عمر اسی (80) سال تھی اور بھنویں لٹک کر نیچے آنکھوں پر آ گئی تھیں لیکن انہوں نے انہیں رومال کے ساتھ اوپر کر کے باندھ دیا تھا تا کہ دیکھنے میں آسانی رہے۔ جب انہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا تو سیدنا امام حسین علیہ السلام ان کی شہادت کو دیکھ کر رو کر فرماتے تھے۔

[1] البداية والنهاية۔ فصل وَكَانَ مَقْتَلُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الجمعة۔ جلد8صفحہ217(دار إحياء التراث العربي)

آیا نہ ہوگا اس طرح رنگ وشباب ریت پر ★ گلشن زہرا کے تھے سارے گلاب ریت پر ★ آلِ نبی کا کام تھا آلِ نبی ہی کر گئے ★ کوئی نہ لکھ سکا ادیب ایسی کتاب ریت پر

شَكَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا شَيْخ۔

ترجمہ: اے بابا جی اللہ تعالیٰ آپ کی اِس قربانی کو قبول فرمائے۔

نذیر احمد غازی صاحب:

پروفیسر نوری صاحب سیدنا حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ کا جذبہ کیسا تھا؟

پروفیسر اعظم نوری صاحب:

غازی صاحب سیدنا حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ یہ امام عالی مقام کے بچپن کے ساتھی تھے اپنے بچپن کے تعلق کی وجہ سے میدان کربلا میں پہنچے۔ اور ایک صحابی کا نام تھا سیدنا زہیر بن قین رضی اللہ عنہ انہوں نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امام حسین میں نے آپ کی شان میں چند اشعار لکھے ہیں اگر آپ اجازت عطا فرماؤ تو میں سنانا چاہتا ہوں، آپ نے جب سنانے کی اجازت دی تو عرض کرتے ہیں۔

اَقْدِمْ هَدَيْتَ هَادِيًا مَّهْدِيًّا

فَالْيَوْمُ تَلْقٰى جَدَّكَ النَّبِيًّا

ترجمہ: حضور آگے بڑھیے آپ ہدایت دینے والے بھی ہیں اور ہدایت یافتہ بھی ہیں آج ہی تو آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنی ہے۔

وَذَا الْجَنَاحَيْنِ الْفَتٰى لَكَمِيًّا

وَحَسَنًا وَّعَلِيًّا وَّاَسَدَ اللّٰهِ الشَّهِيْدَ الْحَيَّ[1]

ترجمہ: اور سیدنا جعفر طیار اور سیدنا امام حسن اور سیدنا علی المرتضیٰ اور اپنے چچا سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ علیہ السلام سے ملنے والے ہو۔

[1] البداية والنهاية۔ صفة مقتله۔ جلد 8 صفحہ 199 (دار إحياء التراث العربي)